

اور سفید اور سیاہ زمین سے لادیں عزرائیل ایک ٹھکی خاک رنگا سنگ تمام روی زمین پر جمع کر کے لا کر اور بموجب  
 حکم الہی کے درمیان مکہ اور طائف کے رکھی اللہ تعالیٰ نے بارانِ رحمت اُس ٹھکی پر برسیا اور اپنی قدرت کاملہ کو  
 پہلا حضرت آدم علیہ السلام کا اُس ٹھکی کے خمیر سے بنایا اور چالیس برس تک قالبِ بجان وہاں پڑا رہا جب عنین  
 الہی نے چاہا کہ ستارہ اقبال حضرت آدم علیہ السلام کا روشن ہو اور تپہ شرافت بنی آدم کا تمام مخلوق پر مبین ہو  
 اور احجام پاک کو حکم صادر ہوا کہ کابل میں آدم کے درآتب روح لطیف و خاک کثیف میں جان کا انکار کیا جاتا  
 لب الاباب کا روح کو پہنچا اَدْخُلْ اِنَّمَا الْاَرْضُ حَرْثٌ لِّهَٰذَا الْبَشَرِ یعنی اے جان داخل ہو اس بندیں  
 حب روح قالب میں آدم کے سر مبارک کی طرف سے داخل ہوئی جس جگہ روح پہنچتی تھی بدن خالی جو مانند  
 چمچ تھا گوشت اور پوست کو بدلتا جاتا تھا جب روح سینہ مبارک تک پہنچی تو حضرت آدم نے ارادہ اٹھتے  
 کا کیا وہیں زمین پر گر پڑے اس واسطے کہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا: كَانِ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا یعنی  
 ہے انسان جلد باز اور اسی حالت میں حضرت آدم نے چھینکا اور الہام الہی سے کہا اَللّٰهُمَّ اَسِّرْ لِيْ رَحْمَتَكَ  
 رحیم نے اپنی رحمت سے فرمایا کہ یہ جھلک اللہ سب سے اول جلوہ رحمت الہی کا مثال حال حضرت آدم کے ہوا  
 اور مجید لَسَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰی غَضَبِيْ کا لے لے لے لے نصیب بنی آدم کے ہوا بے شک ایک فرشتہ بموجب حکم الہی  
 کے ایک جوارِ مسرع بہشت کو لایا اور حضرت آدم کو ساتھ تشریف خلعت الہی کے مشرف کیا اور تختِ عزت اور عرش  
 پر بٹھایا نقل ہے کہ فرشتے ابتدائی پیدائش آدم علیہ السلام کے آپس میں کہتے تھے کہ جسکے تئیں جو خدا تعالیٰ خاک سے  
 پیدا کرے سب خلاف پر بٹھا دیگا۔ تو وہ ہرے خدا کے نزدیک زیادہ عزیز ہو گیا اور ہم جو بارگاہِ علام الغیوب میں  
 ذاتِ بہتے ہیں علم ہمارا اُس سے زیادہ ہو گیا کہ تعالیٰ نے بموجب حکمِ آیہ علم اَحْمَدُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ  
 نام حضرت آدم کو الہام کر کے حکم کیا کہ فرشتوں سے ان چیزوں کے نام پوچھو جب حضرت آدم علیہ السلام نے  
 فرشتوں سے پوچھا اِنِّیْ نُوْنِیْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ یعنی خبر دو میرے تئیں ان چیزوں کے  
 نام سے اگر تم سچے ہو تب فرشتے جواب عاجز ہوئے اور اپنے قصور کے معترف ہو کر بولے سُبْحٰنَکَ  
 لَا عِلْمَ لَنَا اَلَا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ لَعَلِیْہِ الْحَکِیْمُ مبین پاک ہے تو اور نہیں علم ہمارے تئیں کہ جو تو نے سکھایا  
 ہم کو اور تو عالم اور دانا ہے تو ب اللہ تعالیٰ نے آدم کو کمالِ ظاہر اور باطن کی آراستہ کر کے واسطے زیادتیِ تعظیم اور  
 تکریم کے ملائک عظام کو جو آدم علیہ السلام کے تخت و گدگد اُردو صفتِ باندہی و مذہبِ کھڑے تھے اُسے اَسْبَدَ لَا اَدَمَ  
 اَلْحَدُوْا لَا اَبْلِیْسُ اَلْجَاوِسْتُکُمْ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ یعنی سجدہ کرو آدم کے نہیں بجز و حکم الہی کے

سب فرشتوں نے بلا عذر اور تکرار حضرت آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس ملعون نے انکار کیا اور بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں اس واسطے کہ میرے تئیں آگ کا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اس نافرمانی سے شیطان ملعون ابدی ہو کر زندہ گیا اور فرشتوں سے نکال دیا حضرت آدم بہشت میں رہنے لگے طبیعت انکی مشتاق ایک حلیس ہم اور انیس محرم کی ہوئی تب حضرت آدم پر خواب نے غلبہ کیا وقت خواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نام لیا اور انیس علیہ السلام کے پہلوی چپے حضرت حوا کو پیدا کیا جب حضرت آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک عورت پاکیزہ اسکے پاس بیٹھی ہے انکی طبیعت ہایون اور صورت میمون کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور پوچھا کہ تو کون سے حضرت حوا نے فرمایا کہ میں تیرے بدن کا جزو ہوں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ذیتری پسلی سے جھگو پیدا کیا ہے نقل ہے کہ جس اور جمال حضرت حوا کا استدرخا کہ تمام عالم کی خوبی سوچتھی اس میں سے لے جسے حسن حضرت حوا کو اور دلش حصے باقی عالم کو عنایت فرمایا تب آدم سجدہ شکر کا جلال سے جناب الہی نے عقد رب و حاطان عرض اور مکان سموت الہی کے بانٹا اور ان دو کو حکم ہوا کہ ای آدم و حوا تم دونوں اس بہشت میں رہو اور سب میوے اس بہشت کو کھاؤ مگر اس درخت کا نزدیک مت جاؤ ورنہ گمراہیوں کا درخت میں سے کچھ مت کھاؤ جب ابلیس لعین نے آدم کو نہ سجدہ کیا اور زندہ گیا اور فرشتوں سے نکال دیا اس سبب سے آتش کینہ اور جد اسکے باطن میں شعلے لگتی تھی اور ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تھا کہ کسی صورت سے بہشت میں بیٹھے اور آدم کو وہاں سے نکلے پہلے تو طاؤس کو دوستی کی کہ میری دوستی کے حق تیرے اوپر ثابت ہیں اور آگے ہم اور تم ایک مکان میں رہو تھے یہ التماس تھی کہ جھگو اپنے بازو پر بٹھا کر بہشت میں پہنچاؤے کہ میں اپنی دشمنی سے بدلائوں طاؤس نے اس بات کو انکار کیا اور کہا کہ تو بہت بات سانپ کو کہتے شیطان سانپ کے پاس گیا اور اپنی فریب کے منہ سے اس کو فتنہ کیا سانپ اس کو منہ میں رکھ کر بہشت میں لے گیا اور نگہبان بہشت مطلق خبر نہ ہوئی پھر ابلیس حضرت آدم اور حوا کے پاس گیا اور رونا شروع کیا حضرت آدم اور حوا نے پوچھا کہ پو رونا ہو اور انہوں نے شیطان کو نہیں پہچانا تب شیطان نے کہا میں تم کو نصیحت کرتا ہوں مجھ کو تیار رہو چاہے رونا آتا ہے کہ تم اس بہشت کو نکلے جاؤ اور یہ بہشت کی نعمتیں سب تم کو بیجا دی گئی اور لذت حیات سے دردموت کا چھوگے ان دونوں کو اس بات کو سننے سے بہت غم ہوا ابلیس نے کہا اگر تم میرے کہا مانو تو میں تم کو ایک بہشت بنا دوں اگر حضور امیوہ اس کا تم کھاؤ تو ہمیشہ زندہ رہو گے اور صورت موت کی ہرگز نہ دیکھو گے حضرت آدم نے پوچھا وہ درخت کونسا شیطان نے کہا وہی درخت ہے کہ جسے کھانے سے حق سبحانہ نے منع کیا تھا حضرت آدم

نماز جنازہ کی پڑھی۔ اور حضرت آدم کو دفن کیا اس واسطے نماز جنازہ کی روز قیامت تک اولاد آدم کی واسطے مقرر ہوئی۔

## ذکر حضرت شیت علیہ السلام کا

جب حضرت آدم ہابیل کی مصیبت میں بے قرار رہتے تھے اللہ تعالیٰ جبریل کو انکی تسلی خاطر علیہ السلام کے واسطے بھیجا کہ حق تعالیٰ تیرے بیٹے ایک فرزند شیت عنایت کریگا کہ اسکی نسل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی آدم کا پیدا ہوگا۔ چنانچہ ہابیل کے مرنے سے پانچ برس کے بعد حضرت شیت پیدا ہوئے۔ سن صیورت میں اور خوبی اور سیرت میں مشابہ حضرت آدم کے تھے اور تمام اولاد سے حضرت آدم کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدم نے قبل از وفات انکو اپنا ولیعہد بنایا اور بطریق وصیت کے فرمایا کہ جب حادثہ طوفان حضرت نوح کے زمانے میں واقع ہوگا تو اس زمانے کو پاوے تو میری بیوی کو نکوشی میں لکھو اور جو غرق سے محفوظ رہیں یا اپنی اولاد کو وصیت کر یو کہ اس طرح سے عمل میں لافے اور حضرت شیت اکثر اوقات حضرت آدم کی زبان سے احوال بہشت کی لذت کا سنتے تھے اور آسمانی صحیفوں کا مضمون بھی دریافت کرتے تھے۔ اس واسطے رب و ربہ حضرت آدم کے تجرّد خلق سے اور انس حق سے کیا تھا۔ اور لوگوں سے تنہا ہو کر دنیا کی لذتیں چھوڑ کر اکثر اوقات وظائف اور طاعت میں مشغول رہتے تھے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ ان کو مد نظر رہتا تھا۔ اور حضرت شیت کے زمانے میں بنی آدم دو قسم کے تھے۔ بعضے متابعین حضرت شیت کی کرتے تھے اور بعضے قایل کی اولاد کی تابعداری میں مشغول تھے اور حضرت شیت کی نصیحت سے بعضی تو راہ راست پر آئے اور بعضے بدستور نافرمانی کی راہ پر قائم رہے جب نوسو اور بارہ برس انکی عمر گذرے تو روح بدن مبارک سر پرواز کر کے عرش معلیٰ کو پہنچی اور حضرت شیت کی بعضی نصیحتوں میں یہ کہ موسیٰ حقیقی دُعا ہے کہ یہ جھلسلیں اُمیں ہوں اول تو خدا پہچانا دوسرے نبی اور بد کو جاننا تیسرے بادشاہ وقت کا حکم بجالانا چوتھے ماں باپ کا حق پہچانا اور انکی خدمت کرنا پانچویں صلہ رحم یعنی اپنی اپنائیت کے لوگوں کو نیکی اور محبت کرنا چھٹے غصے کو حد سے زیادہ نہ بڑھانا ساتویں محتاجوں اور مسکینوں کو مسدود نہ دینا۔ اور تسم کرنا آٹھویں گناہوں سے پرہیز اور مصیبتوں میں صبر کرنا نویں شکر نیت الہی کا کرنا۔

## ذکر حضرت ادریس علیہ السلام کا

نام مبارک انکا زبان عبری میں اخیخ ہے جب اولاد قایل کی غزابل کے پہلکنے سے گمراہ ہوئی اور کفر اور شرک میں پڑی یہاں تک کہ رسم نکاح کی موقوف کر کے حرام کاری اور طرح طرح کی نابکاری کرنے لگی۔

حق تعالیٰ نے حضرت ادریس کو نبوت کی شرافت عطا کر کے اپنے بھیا بہت لوگ ان کی بدایت اور دلالت  
 سے انکار اور عناد چھوڑ کر راہ راست پر مستقیم ہوئے اور شفاعت انبی سے نجات پا کر عاقبت ہو اور جو لوگ کہ  
 بسبب قنات قلبی کے کفر اور شرک سے خویہ ہو گئے تھے ان کے دل پر حضرت ادریس کی نصیحت کا گہر نہی  
 لوگوں کو توجہ اور عدالت اور عبادت کی راہ پر دعوت کرتے تھے اور جہد غانا اور وزر انکی شریعت میں مقرر  
 تھے اور زکوٰۃ مال اور غسل جنابت کو امر فرماتے تھے اور حضرت ادریس آپ اپنی عبادت کرتے تھے کہ ہر روز  
 ہزار تسبیح کہتے اور فرشتے انکی صحبت میں آتے جاتے تھے اور اعمال صالح اور افعال حسنہ انکے تمام خلوقات  
 کی عبادت کے برابر آسمان پر لجاتے تھے حضرت غزائل یہ حال دیافت کر کے جناب الہی کی اجازت سے زمین پر  
 آئے اور بصورت انسان انکی صحبت میں چند روز ہو حضرت ادریس نے دیکھا کہ یہ شخص نہ کھاتا نہ پیتا ہے  
 شاید یہ فرشتہ ہو جب حضرت ادریس کو معلوم ہوا کہ یہ ملک الموت ہو تب حضرت ادریس نے فرمایا کہ چاہتا ہوں  
 کہ شریعت موت کا محکو چکھاؤ حضرت غزائل نے خالق ارواح سے اجازت لیکر انکی رو کو محکوم قبض کیا اور پھر انکی  
 جان پاک کو انکے قالب میں ڈالا پھر حضرت ادریس نے فرمایا کہ محکو بہشت اور دوزخ دیکھنے کا شوق بدو جہ  
 کمال ہو حضرت غزائل نے خدا کے لہر سے انکو اپنے پروں پر اٹھا کر اول دوزخ کی سیر کروائی اور جب اس کے  
 تماشے نیم بہشت کی نوٹ آئی حضرت ادریس جب سیر عروق قصور اور تماشے دلبران اور علما کے سے  
 فارغ ہوئے حضرت غزائل نے کہا اب میرا تہ بہشت ہو باہر چلیے اور اس مکان سے نکلے حضرت ادریس تو  
 قانون الہی سے بخوبی واقف تھے ایک درخت کے تنہ کو پکڑ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جیت پکڑ کر نیوالا بہشت  
 و دوزخ کا اس مکان سے محکو نہ نکالے گا تو میں نہر گز باہر نہ جاؤنگا حق تعالیٰ نے ایک فرشتے کو ان دونوں کے  
 قصبے کے فیصلے کیواسطے بھیجا اول حضرت غزائل نے تمام احوال ظاہر کیا پھر حضرت ادریس نے جواب دیا کہ میں نے  
 بمقتضائے کل نفس ذائقۃ الموت کے موت کو نہر گز بہشت تلخ چکھا اور بموجب مضمون و ان منکم الزوال و ہا  
 کے دوزخ میں بھی وارد ہوا اور بموجب حکم ارحم الراحمین کے جو بہشتیوں کے حقیق فرمایا و ہا کہ ہم عجا  
 منہما فقط حضرت غزائل کے کہنے سے بغیر حکم خدا کے ہر گز باہر نہ نکلوں گا اسی وقت ہدای عینی پچی یا ذی ادخل  
 و یا ذی فعل ہذا یعنی میرے حکم سے داخل ہوا اور میرے حکم سے یکم کیا ہو اور حق بجانب اسکو کہ قصبہ الاحبار  
 روایت ہو کہ مراد اس آیت ہے کہ دفعناہم مگانا علیہا پہونچا نا حضرت ادریس کا ہر اس مکان عالیت نہیں بلکہ اس کے  
 ادریس بہشت کو باہر آئے اور چھٹے آسمان میں فرشتوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوئے اور وہاں موجود ہیں



جب تنگ ارادہ خدا ہو حضرت ادریس بہت خوبصورت تھے اور گندمی رنگ اور قدم ہارک مناسب تھا اور اکثر اوقات خاموش رہتے تھے اور چلنے کی وقت نظر مبارک قلموں پر پڑتی اور آنحضرتؐ فرمایا ہر کہ سیر نیکیوں کا تین چہرین میں غصے کی وقت میں بردباری کرنا اور تنگی میں شیش کرنا اور قابو پانے پر معاف کرنا اور فرمایا ہے کہ عقل مند وہ آدمی ہے کہ تین قسم کے آدمیوں سے ہلکا پن نہ کرے ایک تو بادشاہوں سے اور دوسرے عالموں سے اور تیسرے دو تو دل سے اس واسطے کہ گستاخی بادشاہوں کی تلخی عیش شیریں کی ہے اور تجارت عالموں کی نقصان دین ہے اور ہلکا پن دوشو بھرتی اور موجب نفیرن ہے اور فرمایا ہر کہ آدمی کو چاہیے کہ مصیبت میں تحمل اور قرار کرے اور درجہ بلندی

## میں تواضع      ذکر حضرت نوح علیہ السلام کا      بیشمار کہ

جب حضرت ادریس نے آسمان پر قیام کیا۔ تو عالم دنیا کو شیطان نے طغ و فساد سے بے انتظام کیا اور روز بروز فساد اور عصیان کا ظہور ہوا اور بہت گناہوں سے عالم بے نور ہوا جناب الہی نے حضرت نوح کو وسطے انتظام احوال عالم کے اور اصلاح اعمال بنی آدم کے مبعوث کیا اور نوح پچاس برس کی عمر پائی اور اسی برس کے بعد وحی آسمانی کی خبر پائی تمام عمر اولے دعوت میں مصروف تھے اور کفار اور فجار میں ساتھ امر معروف اور نہی منکر کے مصروف تھے ہر چند کہ جناب الہی میں ان کی ہدایت کی دعا کرتے تھے پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے فریب اور وفا کرتے تھے باوجود اس محنت اور مشقت اور وعظ اور نصیحت کے تمام عمر میں سوا اسی آدمیوں کے کوئی اسلام نہ لایا اور حضرت نوح کا ارشاد اُن کے کام نہ آیا مفسرین آیت شریف و مامن معہ لا فیل کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو فرمایا ہر اور اس قدر اکثر اہل قیام کی متبرکتابوں میں آیا ہے۔ اور ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہر کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہیں اٹھائی ہے جتنی حضرت نوح نے اپنی امت کے ہاتھوں سے مصیبت پائی ہے وہ کافر ہمیشہ ڈرتے تھے کہ ان باتوں سے باز آؤ اور ہمارے نبی کی بدی سے ہاتھ اٹھاؤ بارہا مجلس عظیمیں اُن کے مارنے سے پہوش ہو جاتے تھے اور اُن کے صاحبزادے خبر ہار کر وہاں سے اٹھا کرے آتے تھے کفار وقت مرگے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے تھے اور اپنے کو کفر کے عقیدے پر متحکم کے مرتے تھے کہ بیٹو ہرگز اپنے باپ اور دادا کے دین سے اعتراف نہ کرنا اور نوح کے کلمات پر اعتراف کرنا جہانک ہو سکے حضرت نوح کو دکھا اور ایذا دینا اور اپنا ٹھکانا جہنم میں کیجو جب ایسی مصیبت میں سات قرن حضرت نوح پر گذرے اور حضرت نوح دلتنگ اور ناامید ہوئے تو حضرت رب العالمین سے وحی نازل ہوئی اور حضرت نوح کے دل غمگین کو تسکین حاصل ہوئی کہ اے نوح تو دل تنگ مت ہو اور آئندہ اُن کو

سنگ لوں کے سنگ مت ہو جو ایمان لائے سوائے باقی ایمان نہیں لاینگے یہ تو سختی ازلی ہیں سب کے سب جہنم کو جاویں گے حضرت نوح نے عرض کی کہ خدایا انکی نسل سے بھی کوئی ایمان لایو گیا یا نہیں حکم ہوا یہ تو ایمان نہ لایوں گے انکا دل ہے سنگ اور آہن پھر بھی حضرت نوح نے بسبب کمال شفقت کے اور واسطے قلع کرنے الزام اور سختی کے فرمایا کہ اے لوگو اگر ایمان نہ لاؤ گے تو یہ چھو کہ عذاب الہی آیا قوم نے کہا کہ ہم تو محبت و داور سواع اور لغوث اور بیوقوف کی جو ہارے بت ہیں سہرگز نہ چھوڑینگے اور تمہارے برعکس حکم کے اپنی سرور کو چھوڑنے کی پرستش میں چھوڑ دیا اور تو جو ہم سے بہت نزاع اور جدال کرتا ہے اور ہمارے بیوقوفی تکذیب میں دزات قیل وقال کرتا ہو اگر سچا ہو تو ہکو عذاب دکھلا اور اپنی تہدید اور تحریف بے اصل کی تاب دکھلا جب حضرت نوح یا یوس ہوئے اور کفار اتر کفر میں منحوس حضرت نوح نے کمال عجز اور انکساری اور تضرع سے جناب ابدی میں پکارا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ حَبِیْ لَتَقْفُرْ لَہُمْ جَعَلُوْا اَصَابَہُمْ حَقِّیْ اِذَا لَیْہِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَہُمْ وَاصْرَوْا اَوَّلَ سُبْحَہِ السُّبْحِ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ حَبِیْ ہیں اُنکو دعوت اسلام کرتا ہوں تو یہ اُنکلیاں کا تو نہیں دلتے ہیں اور کپڑے سر سے باندھتے ہیں اور میری بات نہیں سنتے ہیں اور اپنے کفر پر ثابت رہتے ہیں اب تو یہ بندہ ناچار ہے اور تو خود او را قہار و الہی غارت کران سب کفار کو اور مت چھوڑ اُنکے لگ اور دیار کو بارے تیرے دعا کا نشانے پر واصل ہوا اور خطاب الہی واسطے انجام کے نازل ہوا کہ ہم اس قوم کو طوفان سے ہلاک کر کے پانی کی راہ کو آتش دوزخ میں ڈالینگے اور تجھ کو اندھیری موت میں کشتی میں رکھ کر آفت طوفان سے سلامت نکالیں گے جب حضرت نوح کی دعا سے اُس قوم پر قحط پڑا اور توالد اور تناسل اُنکا موقوف ہوا بعد اُسکے بموجب حکم الہی کے جبرائیل امین نے درخت سے اُس کے بونہ کا حکم کیا اور میں برس کے عرصہ میں اُس درخت کو ٹھکم کیا اور جبریل کے کہنے سے اُسکو چیر کر کشتی کا بنا نا شروع کیا اور جناب الہی میں لیل و نہار حضور اور خشوع کیا کفار گاہ گاہ بطریق نہر نوح کو تاتے تھے اور بیچ وقت کشتی بنانے کے یہ کتاخی کی باتیں سناتے تھے کہ اے نوح اب تم بعد مرتبے نبوت کے بنجار ہو ہو پھر میری کامیابی بیزار ہو گئے کشتی تو بناتے ہو پر پانی کہاں اور اس بیابان خشک میں تلاوت کی نشانی کہاں حضرت نوح نے فرمایا کہ تم اپنے جنسے اعمال سے غافل اور عاقبت کی مصیبت سے جاہل ہو تم دنیا میں غوثی اور غیبی میں حریف ہو جب حضرت نوح نے کشتی بنانے سے فراغت پائی اور تختوں کے جوڑ پر ہر ایک طبقے میں روغن قیر لگایا اور جب فرمان الہی کے شمشاد کے تختوں کا تابوت حضرت آدم کے جسم مبارک کی واسطے بنایا اور اس سبب سے حافظ حقیقی نے اُن کے جسم کو آفت طوفان سے بچایا پھر حضرت جبریل نے جنس کے جانور جو روئے زمین میں تھے حضرت نوح

کے پاس جمع کئے اور قسم قسم کے وحوش اور طیور اور چرندے اور پرندے مجتمع کئے حضرت نوح نے ہر ایک جانور کا ایک ایک جوڑا لیکر کشتی پر چڑھایا۔ اور ہر ایک رفیق حضرت نوح کا کشتی پر چڑھ آیا جب یہ بیسی لوگ کشتی میں داخل ہوئے اور تمام سامان و اسباب ان کے وصل ہوئے تب غضب الہی کا شیوع ہوا اور تنور سے فوانہ پانی کا نکلنا شروع ہوا حضرت نوح کی منکوحہ اہل ان کا بیٹا کنعان کشتی پر نہ آئے اور اُس جناب کا فرمان نہ بچا لائے کنعان بولا کہ میں پناہ لوں گا پہاڑ کی حضرت نوح بولے کہ فائدہ تجھے نہ دیگی پناہ پہاڑ کی نہ جھاڑ کی۔ اسی عرصہ میں ایک موج نے اسکو ڈبایا اور حضرت نوح کو اس کے غرق ہونے پر رحم آیا عرض کی کہ یہ بیٹا میری اہل سے ہے اور تو اپنے وعدے کو وفا کرگا۔ اہل سے۔ حکم ہوا کہ اہل دھپتے جس کے نیک اعمال ہوں وہ نالہل ہے جس کے بد اعمال ہوں اسکو نوبینہ زندگی بنی عمل نیک کے بیکار ہو اور عمل نیک کا بغیر نسب عمدہ کے بھی فائدہ بیشمار ہے پھر تو چالیس نیک باران طوفان کا آسمان سے گرا۔ اور پانی چشموں زمین سے نکلا۔ تمام کافر اور انکی عمارت اور سب باغات عرق ہوئے تمام عالم اور روئے زمین دریا ہوا اور پانی سب درختوں اور پہاڑوں سے چالیں گزبلا ہوا اہل کشتی شدتِ باد اور کثرتِ امواج سے بدحواس ہوئے اور خوفِ عرق اور اندھیری رات کے سبب زندگی سے بے آس ہوئے حکم الہی ہوا کہ لَیْسَ لَکُمْ مِنَ الدِّیْنِ شَیْءٌ وَصَوْرَتُهَا جو کوئی در زبان کرے گا حقیقتاً اسکی سب شکلات آسان کریگا اللہ تعالیٰ نے اپنا اسم کی برکت سے ان کو ڈوبنے سے بچایا۔ اور طوفان کے موقوف کرنا حکم فرمایا کہ اے زمین تو ابھی پانی کو تمام اور اے آسمان اب نہیں پانی کا کام جب کشتی سے نکلنے کا وقت نزدیک آیا حضرت نوح نے کوسے کو فرمایا کہ جلد پانی کا احوال معلوم کر کے اطلاع کرے ایسا ہوا کہ کہ تو وہاں ہی مقام کرے کو اجا کر اپنے مزار کے کھانے میں مشغول ہوا اور حضرت نوح کے فریاد و مہول رہا اسی واسطے۔ حضرت نوح کی دعا سے بد سے عیشہ ذلیل اور خوار ہوا اور بیفانی کی شامت ہو مزار خوار ہوا بعد اُس کے کبوتر بہ وجہ حکم اُڑا اور زیون کے پتے چونچ میں لیکر پھر اب حضرت نوح نے جانا کہ درختوں کے سر پانی سے ظاہر ہو گئے اور اس شہرے سے دل کے غم اور درد باہر ہوئے پھر تو کبوتر عالم بوجہ حکم کے جانا تھا اور پانی کی کمی کی خبر پہنچا تھا۔ ایک روز کبوتر کے پاؤں میں کچھ لگی پانی جب تو یقین ہوا کہ خزانِ غم کی گئی اور بہار خوشی کی آئی کبوتر کے حق میں دعا کی کہ تجھ کو خدا مخلوق کے دل میں محبوب رکھے اور شہر جس کے نزدیک مطبوع اور مغرب مفتوں نے لکھا ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے حکم کیا کہ میں پہاڑوں پر کشتی کو قرار دوں گا اور سب اہل کشتی کو پہاڑوں پر اتار دوں گا سب پہاڑوں نے اپنی بلندی پر نڈال ہو کر سر بلند کیا۔ مگر کوہِ جودی نے نہایت شکستگی اور فروتنی سے اپنی تین تہیں تمہید کیا حقیقتاً نے اسکی شکستگی اور عاجزی پر اکر اکر کشتی نوح کا اسی کوہِ جودی پر مقام کیا اُس پہاڑ کے رخو ایک ٹکڑا آباد کیا۔ طوفان کے غم سے چھوڑ کر

لکھو شاد کیا نام اُس گناؤں کا ساق انہیں کیا اور اُس کے پایہ کو بہت محکم اور تین کیا جب ان اسی آدمیوں کے  
 ناکو تمام کیا وہ نے عام نے ایک بارگی سب کو تمام کیا سوائے حضرت نوح اور تین فرزند اور ان کے قبیلوں کے سب  
 فوت ہو کر حام اور سام اور یافث باقی رہے حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں نے تیری قوم کو بسبب کفر اور عصیان ہلاک  
 کیا اُس کے اُنکو جو باقی ہیں بسبب طوفان کے عذاب کرونگا اور ایسے قہر عام سے اُنکو عقاب کرونگا حضرت نوح  
 لی نسل میں اللہ نے ایسی برکت رکھی کہ چالیسین برس کے عرصہ میں نہر ارباب شہر بنائے ہوئے اور سجد و نہایت گاؤں پر پا ہو  
 حضرت نوح نے ملک شام و جزائرفارس کے اور خراسان اور عراق سام کو عنایت کیا اور ملک مغرب و حبش اور ہند  
 اور مدینہ حام کو حضرت کیا اور چین اور ترکستان اور عقیاب یافث کو بخشا۔ ایک دن جبریل و غزرائیل نے حضرت نوح سے پوچھا  
 باوجود اس عمر و دراز کے تنہا اس جہان فانی کو کیا پایا کہا انہ خانہ دود کے کہ ایک لمحہ توقف کے ایک سے بیٹھا  
 اور دوسرے در سے نکل آیا جب حضرت نوح تہیم ہوئے اور جاں بحق تسلیم ہوئے فرزند ان عالی مقدار نے اُنکو قاب  
 بزرگوار کو بیت المقدس میں دفن کیا اور در و فراق و جدائی سے اپنے دلوں کو مخزون کیا اور قبہ حضرت نوح  
 کا آدم ثانی اور شیخ الانبیا اور نبی اللہ تھا اور وہ غیر حق سوائے دعوت قوم کے ہمیشہ مصروف عبادت اللہ تھا۔ اور  
 دن رات میں سو رکعت نماز ادا کرتے تھے اور حضور الہی میں دلم عجز اور نیاز کرتے تھے قائلہ روایت ہو کہ اہل کشتی  
 بہت بدبو سے اور نجاست سے ایذا اٹھاتے تھے اور اُس کے دفعہ کا کوئی علاج نہیں پاتے تھے حضرت نوح نے  
 جناب الہی میں سوال کیا اور اُس مصیبت کو دفع کر نہیں قیل وقال کیا حکم ہوا کہ تم اپنا دست مبارک ہاتھی کی پیٹھ  
 پر دھرو اور ہماری قدرت کا ماتا دیکھو حضرت نوح کے ہاتھ پھیرتے ہی ایک خنزیر وجود میں آیا اور جہان کی سب  
 نجاست کو اُس نے کھایا لیکن چوہوں کی کثرت سے بہت حیران تھے اور انکی ایذا سے نہایت پریشان ہوئی حضرت نوح  
 نے حکم رب شیری کی پیشانی پر ہاتھ ڈالا قدرت کاملہ سے بنی نے نکل کر چوہوں کا کیا نوالا جب نوح نے دیکھے فانی  
 سے رحلت کی تین سو برس تک نظر ہی اُسی اہل بیت اور شریعت کے سبب بت وراثت کے اکثر لوگ گمراہ ہوئے اور  
 اپنے عقائد بجاالت سے تباہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو پیغمبر کیا اور اُس نے اپنی خلق کا انکسار کیا

ذکر حضرت ہود علیہ السلام کا۔

حق تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد پر بھیجا وہ قوم دراز قد اور چوڑے جسم اور قوت ناک تھی سب سے  
 لبا انہیں سوگڑ اور ٹھنڈا سا گھڑ گا بہت پرستی اُن سب کا کرتھا اور خدا پرستی سے ہر ایک بیزار تھا۔ سنگ تراشی  
 کر کے پہاڑوں میں مکان بناتے تھے اور اپنی سنگدلی سے بنوں پر ایمان لاتے تھے مگر ایک فرقہ ایمان لایا تھا او

کافروں کے خوف سے ایمان اپنا چھپایا تھا۔ جب حضرت ہودؑ کے نصابِ حد سے زیادہ ہوئے تب سب کفار واسطے  
 ایذا دینے کے آمادہ ہوئے مسلمانوں نے حضرت ہودؑ سے اس بات کی اطلاع کی حضرت ہودؑ نے جنابِ الہی میں  
 کفاروں کو بددعا کی۔ برسات موقوف ہوئی۔ اور بلخ و زراعت سب کوکھ گئی سات برس تک قحط کی بلا میں گرفتار ہوئے  
 بارے مجھوک پیاس کے اپنی زندگانی سے بیزار ہوئے حضرت ہودؑ نے بہت شفقت سے فرمایا کہ ایمان لاؤ اور اپنے نہیں  
 دینا کی آفت اور قیامت کی آتش سے بچاؤ یہ سب آفتیں بسببِ کفر کے تم سب پر نازل ہیں اور یہ مصیبتیں بہت پرستی  
 واصل میں کافرائی شامت سے اُن باتوں کو جو جوڑ جائیں گے کفر شراب پیتے تھے اور بے ادبی سے ہمیشہ یہ بات کہتے  
 تھے کہ تم تیرے کہنے سے بتوں کو نہ چھوڑینگے اور اپنے دینِ باطل سے منہ نہ موڑینگے اُس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جس پر  
 بڑی مشکل آتی تھی اور ہم سخت منہ دکھلاتی تھی تو حرم میں کہہ کے جا کر التجا کرتے تھے اور جنابِ الہی میں عاجزی سے  
 دعا کرتے تھے اور دعا کی قبول ہوتی تھی۔ اُن دنوں میں قومِ عمالقہ کی مکہ میں رہتی تھی اور اپنے نہیں شریف اور رئیس  
 کا کہتی تھی جب قومِ عاد اُن علاقوں میں گرفتار ہوئی تو ستر آدمی شیعوں میں سے وہاں جایک و تیار ہوئے سب قوم  
 نے انگویر و نصیبت کی اور مکہ میں جا کر دُعائے استقار باران مانگنے کی نصیحت کی جب یہ سب منہ نہیں قطع کر کے  
 مکہ میں پہنچے اور معاویہ بن بکر کے گھر میں اُترے وہ اُن سب کے طعام و شراب کی ضیافتیں کرنے اور  
 مجلسِ عیش و عشرت میں راگ گائیوں کا سنولے لگایہ تو مصیبت مجھوک اور پیاس کی بھول گئے انکی دعاؤں  
 کیسی استقاؤہ تو سننے کو نہ لڑا راگ اور غنا پر نیست مجھوک کا ملحد جبکہ دیکھے خوان کو کب وہ لاؤ دھیان میں  
 رمضا انگویر جب و کیلوں نے قومِ عاد کے معاویہ کے گھر میں قرار کیا اور اُس کو رات دن کی ضیافتوں سے بیزار کیا اُسے  
 دلیس کہا کہ لوگ تو شراب و کباب میں مشغول ہوئے اور ہم سب لوگ انکی ضیافتوں سے طول ہوئے کچھ اشارہ کیا یہ  
 کرتا ہوں تو مجھ کو بخیل کہیں گے اور اپنی قوم میں جا کر لئیم اور ذلیل آخر اُس نے ایک غزل بنائی اور اُن گانوں کو  
 سکھائی مضمون اُسکا یہ تھا کہ تم اپنی قوم کی مصیبت سے غافل ہو رہے ہو اور برسات کی دعا مانگنے سے کابل  
 ہوئے جب اُن گانوں نے یہ غزل انگویر سنائی انگویر اپنی قوم کی مصیبت یاد آئی پھر تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے  
 لگے اور غفلت پر لعنت کرنے کو پھر تو رات دن دعا مانگنے کا استعمال کیا اور اپنی قربانیوں کے فوج کرنے کا اشتغال کیا  
 مرتد بن معدان بن پوشیدہ مسلمان تھا اور حضرت ہودؑ پر اُسکا کامل ایمان تھا اُس قوم سے بولا کہ جب تک حضرت  
 ہودؑ پر ایمان نہ لاؤ گے تو اپنا دعا کبھی نہ پاؤ گے اُن لوگوں نے اسکو مسلمان سمجھ کر اُس سے جُلائی کی اور خدائی گاہ  
 میں جُلائی کی اس عرصہ میں تین مکرے بادل کے پیدا ہوئے اور سیاہ اور سرخ پیدا ہوئے اور اُس دلیس سے یہ آواز آئی

کہ انہیں سے ایک ٹکڑا اختیار کرو اور بعد اُس کے خدا کے حکم کا انتظار کرو قوم ابرہید اور سرخ سے روگردان ہوئی اور ابرہیدہ سے اُسید و باران ہوئی بالتف نے آواز دی کہ اختیار کی تم نے کالی راک باقی نہ چھوڑی قوم عاد کی خاک۔  
 زبانی رہے والے نولد ہلاک ہو دینگے سب نکلے اور بلد جناب الہی نے اُس ابرہیدہ کو ملک عاد پر روانہ کیا۔ اور  
 کافروں کو بلے آنہانی کا نشانہ جب عادیوں نے دیکھا کہ بدلی سیاہ آتی تو انہوں نے خوش ہو کر دُھوم مچائی کہ اس  
 باران سے ہماری اُمید کا بلغ چر آب ہوگا۔ اور درخت تمنا کا شاواہ ہوگا۔ لیکن یہ گمان اُنکا بجا تھا اُس ابرہیدہ نے عذاب الہی  
 پر پناہ لی کہ حضرت ہود سے متخیر کیا کرتے تھے کہ اگر تو سچا ہو تو ہم کو عذاب دکھا اس واسطے اللہ تعالیٰ نے عذاب الیم  
 آدھی کا اُس پر سے نمود کیا اور ایک آفت عظیم کو اُن کے ملک پر موجود کیا۔ جب حضرت ہود نے دیکھا کہ اس قوم کی  
 خدا نے خرابی کی اُنکے شامت اعمال سے عذاب کی تباہی کی تو بموجب حکم الہی کے چار بنار اہل ایمان کو اپنے ساتھ  
 لے اور باہر نکل کر مومنوں کو اس طرح ارشاد کیا کہ یہ خط جو دور میں نے اپنے انگشت سے بنایا ہے اور تم کو بموجب حکم الہی کے  
 اُمیں بٹھایا ہے جو کوئی اس خط کے اندر نہ بیٹھا تو اس قبر کی پون سے نکلے گا۔ قوم عاد اُس بلا کو دیکھ کر جمع ہوئی اور اپنے  
 اہل و عیال کو لیکر حلقہ باند کھڑے ہوئی اول تو اُس باد صحر نے اُنکے لوگوں اور عورتوں اور چار پایوں کو زمین سے  
 اڑا کر اُڑا دیا۔ اور نہایت زور و شور سے زمین پر ٹپک ٹپک کیا پارہ کیا عادی اُس حادثہ عجیب کو دیکھ کر اپنے  
 گھروں میں پوشیدہ ہو گئے اور اپنے مال اور اولاد کے منے سے آبدیدہ ہوئے بعضے تو جیلیں کے گریسنے دیواروں  
 تلے دگر گرفتار ہوئے اور بعضے باہر بھاگ کر انونک زمین میں پاؤں گاڑ کر پراہوتے سات دن اور رات میں اس  
 غضب کے پون نے سب کو منہدم کیا اور اُنکے مکانوں کو زمین سے برابر کر کے کا لہدم کیا اور حضرت ہود کے ہمراہیوں  
 پر جب پون واصل ہو جاتی تھی تو وہ باؤتند دائرہ میں انکراںیم مشتعل ہوتی تھی جب قوم عاد غضب الہی میں گرفتار  
 ہو گئی اور مکان اور باغات اُنکے خراب اور مسمار ہو گئے حضرت ہود اپنے ہمراہیوں کو امانت اور سلامت لیکر باہر  
 آئے اور ایک جانب کو اپنے رہنے کے مکان بنائے جب بن حضرت ہود کا چار سو چونتیس سال کا ہوا تب دار الفنا  
 سے دار البقا کی طرف اُنکا انتقال ہوا۔ احوال شدا و کا اکثر علمائے تاریخ نے شدا و کا ذکر بعد حضرت ہود  
 کے بیان کیا ہے۔ بسبب اُس کے کہ وہ کبھی قوم عاد سے تھا اس واسطے میں بموجب پیروی اہل تاریخ کے اس حال عجیب  
 اور قصہ غریب کو لکھتا ہوں کہ اہل ایمان کو اس احوال کے سننے سے عبرت ہو اور خدا کی قدرت و کاشاد دیکھنے سے نصیحت  
 شدا و اور خدا و دو بھائی قوم عاد میں صاحب جاہ تہو اور سفت اقلیم کے بادشاہ ملک شام میں اُنکا مقام تھا۔ شب و  
 روز حکومت رانی سے اُنکا کام تھا۔ شدا و اور اُسکے لوگ اگرچہ حالت شرک میں جیتے تھے لیکن اُنکے دل سے شیور اور کفر

ایک جگہ پانی پیتے تھے ایک نعل اُسکے انصاف کی بیان کرتا ہوں اور اُسکے عدل کی تاثیر عیاں کرتا ہوں کہ دو شخص  
اُس کے حکم عدالت میں آئے اُن دونوں نے احوال عجیب سُنائے ایک شخص بولا کہ میں نے اس سے ایک قطرہ زہر  
کا پلہ اور قیمت دیکر اپنا قبضہ کیلئے میں نے اُس زمین میں خزانہ پالا ہے سو اس کو دیتا ہوں یہ کہتا ہے کہ میں نے  
زمین کو چھاپے اب میں ہرگز نہیں لیتا ہوں دوسرا بولا کہ میں نے تو زمین خریدی ہے خزانہ اب اُسکے لینے میں کرتا ہوں حید  
اور بہانہ جب حاکم نے پوچھا کہ تمہارے دونوں کے کچھ اولاد ہے یا عمر تمہاری لاوردی سے برباد ہوئے کہ ایک کی بیٹی اور  
ایک کا بیٹا ہو چکے کیا کہ اُن دونوں کا آپس میں نکاح باندھ کر یہ مال انکو تسلیم کرو اور بموجب حصہ کے ہر ایک کو تقسیم  
کر والیے انصاف سے اُنکا قضیہ انجام کیا اور اپنے تئیں دینا میں نیک نام کیا۔ بہرچند کہ حضرت ہوئے اُس کو دعوت  
ایمان کی پر وہ ایمان نہ لایا اور شرک مر بعد اُسکے شہاد کو خدائے مسند حکومت پہنچایا اور حضرت ہوئے واسطے ایمان  
لے نہ دے فرمایا وہ بولا اگر میں تمہارا دین قبول کرونگا۔ تو کیا فائدہ وصول کرونگا حضرت ہوئے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے  
تجگو اُسکے عوض میں بہشت جاودانی عنایت کریگا اور ہمیشہ اپنا فضل اور مہربانی مرحمت کریگا شہاد بولا کہ میں اس  
جہان میں بہشت بناؤنگا اور دن رات وہاں عیش مناؤنگا پھر شہاد نے بہشت بنانے کا غم کیا۔ اور اس کام پر  
جزم کیا اور اپنے ملک کے عاملوں کے پاس قاصد بھیجے انہوں نے بموجب حکم کے سونا چاندی جواہرات بھیجے  
اور حکم کیا کہ جتنے مشک اور عنبر اور مر و ارید ہاتھ آویں سو سب ہم پہنچا کر اکیا لگی ساتھ آویں بعد حاصل کرنے  
اسباب کے ایک جگہ دلکش اور ایک منزل جان فرائی تلاش کی اور ایسے مکان میں نشان کے کھوج میں بہت  
جان خرچ کی آخر بڑی تلاش اور کوشش سے ایک مکان کہ ہوا اُسکی مثل روضہ رضوان تھی ٹھہرایا۔ اور تمام  
جواہرات اور آلات وہاں جمع کر یا بیٹے بڑے استاد چابکدست دُور دُور سے بلاؤ اور اُس عمارت محکم اساس کی  
بناؤ لوائی۔ طول اسکی دیواروں کا منفسی کی امید سے لہا اور عرض اسکا کہ بیوں کی ہمت سے جوڑا بلند کی اُس کی  
فلک دواسے داخل اور صفائی اسکی ہر زرنگار سے مقابل ابتلا سے عالم سے ایسا مکان کہیں نہ ہو انبیا و رسل  
اُسکی صدق کلام اللہ میں ہے لَعَلَّخَلْقَ مِثْلُ مَا فِي الْبَلَادِ دیوار اسکی سویلی اور چاندی کی اینٹوں سے بلند کی۔ اور  
ستف اسکی سونے کے پیروں سے مرصع کہے کہ جہند کی ستون اُسکے بطور صانع سے مضبوط کئے اور ہر ایک جگہ  
اپنے اپنے قرینے سے مربوط کئے اُنکی نہروں میں سنگرزوئی جگہ موتی انمول نچھوڑے اور اُسکے درختوں کو طلائے  
احمر سے محو بنا کر مشک اور عنبر سے بھرائے جوق ہولے خوش اُن درختوں پہ چلتی تھی تو اسطرح کے رہنے  
والوں کے دماغ مسطر کرتی تھی اُسکی زمین پر بعض خاک کے مشک اور عنبر بچھوایا اور بارہ ہزار انگورے اُس کے

محمول کے گرد گردنوائے اُن انگوروں کو زور سرخ سے ترتیب دیکر صبح کیا یہ نہیں کہ صرف واسطے نمود کے  
 اسپر طبع کیا مشوق دلکش اور ماہر و پری و ش کو ملک ملک سے تلاش کر کے وہاں مقیم کیا اور اُن غیرت خور اور رشک  
 پری کو ایک جانیہم کیا پانوں برس کے عرصہ میں دلکش تمام ہوا اور تمام عالم کا جواہرات صرف کیا۔ جب اُس کا انظم  
 ہوا تب اُس کی تیاری کی خبر شہاد کو پہونچی کہ وہ قصر رشک بہشت اپنی مُراد کو پہنچا۔ شہاد نامہ اُن نے بہت  
 فوج لیکر ایک فرنگ پران کو مقام کیا اور اُس کے دیکھنے کی واسطے بہت اہتمام کیا۔ اُس منزل میں ایک ہرن  
 اُسکی نظر میں آیا کہ پاؤں اُسکے چاندی کے اور سینک زرد کے اور آنکھیں یا قوت کی تھیں شہاد اُسکی زیبائی دیکھ کر  
 حیران ہوا اور اکیلا گھوڑا دوڑا کر اُسکے پیچھے روان ہوا جب لشکر سے علیحدہ ہوا ناگاہ ایک سوار مہیب پیدا ہوا  
 اور شہاد سے کہا کہ کیا اس عمارت کے بنانے سے تجھ کو امان ہوگی یا اُسکے رہنے سے تجھ کو عیش جاودانی ہوگی  
 شہاد کانپ گیا اور پوچھا کہ تو کون ہے بولا کہ میں ملک الموت ہوں شہاد نے نہایت زاری اور بقیاری سے کہا  
 کہ مجھ کو ایک نظر دیکھنے کی امان دے بعد اُسکے فی الفور میری جان لے ملک الموت بولا کہ حکم رب الارباب نہیں  
 اور ایک آن مہلت دینے کی مجھ کو تاب نہیں اُس وقت اُسکی جان ناپاک ملک الموت نے نکال لی اور اُسکے بدن  
 کا ٹیلہ رُوح سے ہو گیا خالی اور بعد موت شہاد کے وہ عمارت رفیع اور مکانات بدیع لوگوں کی نظر وں سے پوشیدہ  
 ہو گئے۔ ایک نقل تواریخ کی کتابوں میں لکھی ہے کہ جناب الہی نے عزرائیل سے پوچھا کہ تو دتو نے قبض ارواح میں  
 مشغول ہے اور ابلے آفریش سے تیرا ہی معمول ہے کہ یہی تو نے کسی پر رحم کیا ہے اور اُنکی جان نکالنے میں  
 کرم کیا ہے بولا کہ خداوند میں بھی پتر رحم کرتا ہوں۔ لیکن ہر وقت تیرا حکم سب پر مقدم کرتا ہوں فرمایا کہ سپر زیادہ  
 ترس کھایا تب عزرائیل نے یہ ماجرا حضور میں سنایا کہ ایک روز ایک کشتی کو بوجہ جب کم کے میں نے توڑا اور  
 اُس کے تختہ ٹکڑوں سے مرڈا معوج ہوا سے وہ کشتی غرق ہو گئی اور روح اہل کشتی کی سرعت سے شل ہوتی  
 ہو گئی مگر ایک عورت حاملہ کو ایک تختے پر بوجہ جب کم کے بچایا اور اُس تختی کو ملائکہ ایک جزیرے میں پہنچا دیا  
 جس وقت اُس عورت کے پیٹ سے لڑکا پیدا ہوا اور ماں کا دل اُسکی محبت میں بیدار ہوا حضور سے حکم پہنچا کہ  
 اُسکی ماںکی جان نکالو اور اُس لڑکے کو تنہا اُسکے پہلو میں ڈالو اُس وقت میں رو دیا کہ اسکا کیا حال ہوگا تپ کر  
 میری یاد رندوئے منہ میں اُسکا مال ہوگا۔ خداوند تو عالم ہے کہ میں نے اُس بچے پر بہت رقت کی اور اُسکی تنہائی  
 پر نہایت شفقت کی دوسرے شہاد پر مجھ کو رحمت آئی کہ اُس نے کئی سو برس میں عمارت بنائی اور ایک نظر دیکھنے  
 سے اُسکے وہ محروم ہوا اور دل میں حسرت اور فوس لیکر دُنیا سے معدوم ہوا جناب الہی نے فرمایا کہ یہ شہاد





تو بڑا جادو گر ہے۔ یہ معجزہ تو نبوت کا نہیں بلکہ جادو کا اثر ہے وہ بد بخت ان شیطانوں کے قول پر گمراہ ہوئے آخر اسی  
بے ایمانی سے غراب اور تباہ ہوئے حضرت صلح نے سب قوم کو وصیت کی اور بڑی تاکید سے نصیحت کی کہ اس  
ناقد کی زندگانی سے تمہاری زندگانی ہے اور اُسکی پریشانی سے تمہاری پریشانی ہے تو یہ بات ٹھیکری کہ ایک روز کاپانی  
اونٹنی پیوے اور ایک دن کا سب حیوان اور اسی مضمون کا حکم خدائے تعالیٰ کا صادر ہوا اور فرماں و لکھتہ قطب پیا  
معلوم اس بات پر سب خوش ہوئے۔ مگر کئی شخص مغموم ہوئے جب اونٹنی اپنی نوبت میں پانی پینا کو کوس پر جا  
تو تمام پانی کنوئیں کا ایک دم میں پی جاتی پر وہ اونٹنی جس قدر پانی نوش جان کرتی تھی تمام قوم کے پاس اپنا دو دھ سے  
بھرتی تھی اور اونٹنی کی شکل ہسیب اور قامت طویل تھی صورت مثل اُسکی حضرت صلح کے معجز کی دلیل تھی امام کسا  
نے لکھا ہے کہ درازی اُسکی جسم کی تنوگر تھی اور بند ہی اُسکے پاؤں کی ڈیڑھ سو گز کی تھی جب اونٹنی چرنے کو جنگل میں جاتی  
تو مویشی مارے ڈکے گاؤں میں بھاگ آتے اور جب وہ گاؤں میں رونق افروز ہوتی تو سب مویشی جنگل میں بھاگ  
کر غم اندوز ہوتی اسی سبب سے جو لوگ بہت جانوروں کے مالک تھے نہایت تنگ ہوئے اور اونٹنی کے قتل کے کو  
ہم آہنگ ہوئے حتیٰ تعالیٰ نے حضرت صلح پر وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہو کہ اس اونٹنی کے قتل سے باز آئیں اور خلا  
عکم خدا کے اُسکو نہ ستائیں نہیں تو اس کے عدم سے تمہارا بھی عدم ہو گا پھر بعد اس نافرمانی کے تیسرے خدا کا فضل  
ہو گا نہ کم ہو گا اس قوم میں ایک بڑھیا تھی کہ مال بے نہایت اور بکریاں اور اونٹ بيشمار تھیں۔ اور سوا اس کہ  
بیٹیاں پریندا اور گلخندار رکھتی تھی اور ایک عورت کافرہ بھی نہایت مالدار اور خاوند اُس کا سلمان اور پرہیزگار  
ان دونوں عورتوں نے باتفاق وہاں کے رئیسوں کے اونٹنی کا مارنا ٹھیکرایا اور قیدار بن مالف اور مصدع  
بن مہدیج کو بلایا۔ اس بڑھیلے اپنی بیٹی کے نکل کر دینے کا قیدار سے اقرار کیا۔ اور بالفصل کچھ نقد اور جنس دیکر  
اُس کے دل کو قرار دیا وہ دو نو طعون سات آدمی ساتھ لیکر ہمسراہ بیٹھے اور اونٹنی کے انتظار میں چشم برلاہ جوت  
وہ اونٹنی نکلی پہلے مصدع نے اُس کو تیر کے زخم سے مجروح کیا۔ پھر قیدار طعون نے اُس کے پاؤں کو زخمی کیا  
اور ساتوں نے اُس مظلومہ کو جان سے مار ڈالا۔ اور اس ظلم مزح سے اپنی بربادی کا راستہ نکالا۔ اور سچے اس  
ناقد کا پہاڑ پر بھاگا اور مارے خوف کے پہاڑ کی چوٹی سے لگا۔ حضرت صلح جب اس فعل شنيع سے خبردار ہوئے  
قوم کی اس حرکت سے نہایت نیرا ہوئے فرمایا کہ اگر اس کے بچے کو کسی طرح پکڑ کر اپنے درمیان لاؤ گے تو شاید  
غضب الہی سے اپنی تئیں بچاؤ گے چند قوم نے بہت محنت کی پر وہ بچہ غائب ہوا اور ہر ایک صغیر و کبیر غائب  
ابھی سے معاتب ہوا حضرت صلح نے فرمایا کہ بعد روز کے تم سب نام مجھ جاؤ گے۔ جیسے حق تعالیٰ نے فرمایا

مقتدر و قوی دل کے ثلاثہ ایاک اور علامت عذاب کی یہ کہ پہلے دن تمہارے لئے زرد اور دوسرے دن سُرخ۔ اور  
تیسرے دن سیاہ ہو گا اور چوتھے دن عذابِ خدا میں گرفتار ہو کر سب تباہ ہونگے کافروں نے یہ بات سُن کر  
حضرت صالح کے ماریکا ارادہ کیا اور پوشیدہ جگہ میں بیٹھ کر اپنے متین مستعد اور آمادہ کیا ملائک کی فرج نے اُن کو  
سنگار کیا اس طرح کی بے ادبیوں سے خدا نے ایسے عذاب میں گرفتار کیا۔ سب قوم نے حضرت صلح پر اپنے پیار و  
کی تہمت لگائی سب برادری کے لوگوں نے حضرت کے قتل پر کلمہ بڑی کرائی۔ بھائی بن حضرت صلح کے  
مسلح ہو کر مقابل ہوئے اور اُن کافروں سے اس بات کے سائل ہوئے کہ اگر بموجب وعدے حضرت صلح کے  
تین روز میں فنا ہو جاؤ گے۔ تو اُس بے ادبی سے خدا کی حضور میں زیادہ ایذا پاؤ گے اور فرما حضرت صلح کا  
خلاف ہو ویکا جب ہمارا ثبہارا اس معاملہ میں انصاف ہو ویکا۔ قوم نے اس بات کو قبول کیا اور اپنے گھر گئے۔ فجر  
کو تمام قوم کا چہرہ زعفرانی ہوا اس خوف و اپنی اپنی موت کا ہر ایک گمانی ہوا سب کے سب جمع ہو کر بوسے آخر ہم قوم ہو  
لیکن حضرت صلح کو بھی مار کر اپنے آگے کرینگے حضرت صلح یہ خبر سُن کر عقیل بن نوفل کے گھر پناہ لیگئے وہ زرد  
رُویشان ہو کر اپنا دسیاہ لیگئے دوسرے دن فجر کو سب کے منہ مانند خون کے لال ہوئے تب نہایت بیقاری  
اور زیادہ زاری سے بے حال ہوئے اور شبہ کے دن زخارا اُن کے مانند زنگیوں کے سیاہ ہو کر سبے دوزن  
یہ حال دیکھ کر مشغول نالہ و آہ ہوئے حضرت صلح اسی رات مسلمانوں کو ہمراہ لیکر فلسطین میں آئے اور یہ کاوش و تعمیر  
اُس پیغمبرِ حق سے جدار ہو کر شبہ کی صبح کو قوم شہود نے کفن اور حنوط تیار رکھ کر دل زندگانی سے اٹھایا۔ اور پھر دن  
چڑھ کر ایک آواز سبب ناک عالم بالاسے اُن کے کانوں میں آئی سب کے دل ٹکڑے ٹکڑے اور جگر پارہ پارہ ہو گئے۔  
فَاَخَذَتْهُمْ الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَمَاعَتٍ غَضَبِ اٰلِہِی سے منعیف باقی رہا نہ تین حضرت صلح بعد از جنازہ  
بمقتضیٰ حب الوطن اُس مکان میں پھر آئے بیفرمانی قوم کی اور خرب ملک کی یاد کر کے بہت آنسو بہائے بعد ازیں  
اُس زمین سے کہ کی طرف انتقال کیا اور اسی جگہ دارفانی سے طرف دارجاودانی کے ارتحال کیا۔ خدا ہی کی ذاتِ پاک  
ہے فنا و زوال سے اور بے نیانہ ہے تغیر اور انتقال سے اہیات

یہ دنیا جو تحقیق دار فنا ہے۔ تو ہر گز کبھی اس میں دل نہ لگا۔ کیا کوئی جو کہ باسیقے رہا + نہ ساغر اہا اور نہ ساقی رہا +

ذکر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔

اُس جناب کے باپ کا نام آذر تھا اور اس زمانے میں بادشاہ مُرد نام بڑا کافر تھا جب مُرد مسندِ حکومت پر جا  
قرار ہوا اور اُس کے اقبال کا باغِ خلل سے بیجا رہشہ اپنی رعیت انسان اور عدل کرتا تھا۔ رات اور دن سخاوت

سخاوت اور شفقت کا عمل کرتا تھا بعد مدت کے شیطان نے اُسکو گمراہ کیا اور خیالات فاسدہ اُسکے دل غوتابہ کیا اور تہ سلطنت ہو گئے کہ دعویٰ خدائی کا کیا اور اُسپر جانم ہو کر ارادہ خود نمائی کا کیا۔ اپنی صورت کے بت ہر ایک عبادت خانہ میں بھجوائے اور مخلوق کو اُسی طرف سجدے کرواتے ایک روز نوجویوں ساروں پر نظر کر کے فرود سے یہ عرض کی اس سال اس شہر میں ایک لڑکا موجود ہوگا کہ تیرا ناک اور دین اُسکے سبب سے نابود ہوگا فرود نے بیقرار ہو کر فرمایا کہ جو لڑکا اس سال میں پیدا ہو سو قتل کیا جاوے جب حضرت ابراہیم کی والدہ پر وضع حمل کی نشانیاں ظاہر ہوئیں تو وہ بی بی شہرت کے ڈر کو گھر سے باہر ہوئیں جب جنگل میں ایک ٹوکھی نہر میں پہنچیں تب وہ قوۃ العین پیدا ہو تو والدہ کا دل اُن کا دیدار پر انوار دیکھ کر شیدا ہوا اور نہر کے اطراف میں ایک غار تھا۔ کہ لوگوں کی آمد رفت سے برکنار تھا۔ وہاں اُس شاہ نے نظر کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دھرا۔ وہاں سے باچم گریان اور دل بریاں پھر کر نہ طرف گھر کے کیا بعد اُس کے جب فرزند بچہ پوند کے دیکھنے کو اُس غار پر آئیں اُنکو زندہ دیکھ کر کثرت اشتیاق سے اُس بی بی کی آنکھیں بھرائیں دیکھتی کیا ہیں کہ وہ حضرت ایک اُنکو ٹھٹھے سے دودھ اور ایک سے شہد پیتے ہیں اور حافظہ حق کی حمایت و خوش و خرم اکیلے جیتے ہیں۔ ایسی حالت عجیب کو دیکھ کر حیرت کی اُنکی دانتوں میں دبائی اور دودھ پلا چھاتی سے لگانا چاری روتی گھر کو چلی آئیں۔ اُسی طرح جب فرصت پائیں تو اُن کو دودھ پلا کر چلی آئیں اور جب کبھی ماں کے پیچھے میں دیر ہو جاتی تھی۔ تو انہو اُنکو ٹھٹھو کے دودھ اور شہد سے اُنکی طبیعت سیر ہو جاتی تھی۔ ماں کا دودھ پلانا تو فقط بہانہ مذاق بے منت کی رحمت سے مدام اُنکا پینا اور کھانا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے کہ جیسے اور لڑکے ایک ہفتے میں اور ایک ہفتے میں اتنی نشو و نما پاتے تھے کہ اور بچے ایک مہینے میں اور ایک مہینے میں اتنی ترقی کرتے تھے کہ اور اطفال سال میں جب ایاہ دودھ پینے کے آخر ہوتے اور حضرت ابراہیم پر نشان رشد امدادائی کے ظاہر ہونے ایک روز اُنکی والدہ نے رات کو اُن کو زناہ جمال کیا تب حضرت ابراہیم نے اپنی ماں پر سوال کیا کہ اس خانہ تار یک کے سوا کوئی جہاں دوسرا ہو اور اس جلے وحشت افزا کے بزمِ کمان دوسرا ہے بی بی فرمایا کہ دشمنوں کے خوف سے تجھ کو یہاں چھپایا ہوا تیری نگہبانی کو اس غار وحشت آزار میں تیرا گھر بنایا ہوا والا ہوا اس کے زمین بہت وسیع ہو اور آسمان بڑا رفیع ہو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اب تو مجھ کو غار میں آرام نہیں آتا اور پڑھ لایو رہنے کے یہ مقام نہیں پاتا حضرت ابراہیم جب غار سے باہر نکلے اور آسمان پر زہرہ تار یک دیکھا تو فرمایا کہ یہی رب میرا ہے جب دُغوب ہوا تو فرمایا لا اُحِبُّ الْاَافِلِیْنَ یعنی زایل ہونے والے رب پر محبت کروں نہ یقین نہ نظر انور و مہتاب جہاں تاب

دیکھا اور اسکا نہایت نور اور آب و تاب دیکھا تو فرمایا کہ یہ رب میرا اور اسی سے کام آتا ہے میرا جب ماہ بھی اپنے مقام کو مائل ہوا۔ تو اُسکی خدائی سے بھی انکا اعتقاد زایل ہوا جب مجمع نے نقاب اپنی چہرے کو اٹھایا تب آفتاب نے تمام عالم پر اپنا نور چمکایا تب بوسے کہ یہ خدا میرا کہہ رہے اور اُسکی خدائی اُسکے نور کا ظہور جب آفتاب نے بھی اپنا سرخروہ کی بقا سے چھپایا اُس سے بھی حضرت نے اپنا منہ بچھپایا اور بوسے اِنِّ وَجْهَتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ سو اُس خدا کے جو بی مثال اور بی زوال ہے نہیں کرتا میں کسی پرستین پھر حضرت ابراہیم کو انکی والدہ گھر میں لائیں اور سب کیفیت اور باتیں غار کی اُن کے باپ کو سنائیں اور آخر انکو جمال مبارک کو دیکھ کر بہت شادمانی کر گئے اور دشمنوں سے بچا کر مہربانی کرتے تھے جب حضرت ابراہیم کو بتوں کی مذمت شروع کی اور اُنکے پوجنے والوں پر لعنت شروع کی فرمودے یہ اچاں مفصل نہ کر حضرت ابراہیم کو بلایا حضرت ابراہیم بخوف گئے اور اُنکے واپس کچھ فرود سے خوف نہ آیا اور برخلاف اہل مذہب گاہ کے فرود کو سجدہ نہ کیا نہ سر جھکایا فرود نے نہایت غصے سے حضرت ابراہیم کو فرمایا کہ جھک کر سجدہ کو واسطے نہیں کرتا بوسے یہ کیوں ہے اپنی پروردگار کو دوسرے کو سجدہ نہیں کرتا فرود نے کہا کہ تیرا پروردگار کیسا ہے اور کیا لکھتا ہے بوسے کہ سب کا خالق ہے اور ساتا ہے اور جلاتا ہے فرود بولا کہ میں بھی مارتے اور جلاتا ہوں غمناک رہوں اس واسطے ان سب خلق کا پروردگار ہوں اور دو قیدیوں واجب القتل کو قید خانے کو بلوایا ایک کو مار ڈالا اور دوسرے کو قید سے چھڑایا اور بولا کہ ہمنے بھی ایک کو جھلایا اور ایک کو مارا ہم میں پروردگار اور یہی ہے کام ہمارا حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ میرا پروردگار آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے اگر تو چاہے تو مغرب کی طرف سے نکال جب میں دیکھوں پھری خلیج احوال فرود اور اُسکے مصاحب جواب سے ساکت اور حیران ہوئے اکثر خلق اس معاملہ کو دیکھ کر مسلمان ہوئی۔ ایک روز حضرت ابراہیم نے اور سے پوچھا کہ اسی باپ یہ کیا صورتیں ہیں کہ جنگی تم بندگی کرتے ہو اور شرب روزانہ اُسکے آگے سجدہ کرتے ہو آخر نے کہا کہ یہ ہمارے خدا ہیں حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ کیا بندگی کرتے ہو انکی کہ نہ جنگ کے کان میں بھراؤ نہ تمکو نفع پہنچاؤ نہ ضرر آئے نہ لا جواب ہو کر کہا اگر تو ہمارے خداؤں سے نیرا ہو گا تو البتہ نہرا پاویگا اور نگہار ہو گا بعد اُسکے حضرت ابراہیم نے اپنی دل میں غم کیا اور بتوں کی عاجزی ظاہر کرینکا جزم کیا۔ کہ لوگوں پر ظاہر ہو گا کہ ان بتوں کو نیک اور بد کی کچھ خبر نہیں اور اُنکے پوجنے میں کیوں کچھ نفع اور ضرر نہیں قوم فرود کی عادت تھی کہ جب عید کا دن آتا تھا تو ہر ایک اپنی تیش لباس عمدہ پہن کر آراتہ بناتا تھا اور عمدہ عمدہ کھانے پکا کر بتوں کی رو پر ورکھ کر عید گاہ کو جاتے تھے اور ادھر سے پھر کر اُس کھانے کو سال آئندہ تک رزق فراغت کا سبب جانتے تھے جب عید کا دن آیا تب سب نے حضرت ابراہیم کو ساتھ چلنے کا پیغام سنایا حضرت ابراہیم نے ساروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں بیمار ہوں اس واسطے تمہاری ہمراہی کرنے سے ناچار ہوں ۛ

اور باہشت کی فرمایا: **يَا اِبْرٰهِيْمُ اَنْصِتْ لِمَا كَذَبَ الْاَصْنَامُ** کہے: ابراہیم! سنو! ان بتوں نے جو تمہاری باتوں سے فریب کرو گے اور ان کو  
 ذلت دیکر تم کو مٹا دینگے۔ کرونگا جب سب لوگ بتخانہ خالی کر کے عید گاہ پہنچے حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ناگاہ پہنچے  
 اور بتوں سے بطریق خوش طبعی کے فرمایا کہ ایسا عہدہ کیا نام؟ نے کہ واسطے نہ کیا یا وہاں تو سرسبز عالم تصویر تھا کون بتوں  
 اور کون ان کی تائید کرتا تھا تو خلیل الرحمن نے تبریک کے کہ تو تو ایک کے ہاتھ کاٹے کیس کا کان مڑا اگر بڑے ہنگو بچا کرتا  
 جس کے گھٹنے میں ڈالا اور بتخانہ کا دروازہ بند کر کے جلاؤ میں وہاں سے نکالا لوگ جب عید گاہ سے مراجعت کر کے بتخانہ  
 میں داخل ہو کر اوجھوٹے ہوئے اُس مکان میں بدستور قدیم واصل ہو کر دیکھتے کیا ہیں کہ یکید کا ہاتھ ہر مذہب کا کان  
 بڑی ذلت و اوندھوٹے مثل مردہ حیاں اور بے کس ظالم نے یہ تاشا ہو کر دکھایا اور ہمارے معبودوں کا سر توڑ کر ہمارے  
 دلوں کو جلایا حضرت تو ہمیشہ بتوں پر اور بت پرستوں پر طنز کیا کرتے تھے اور ان کے شرک اور بے ایمانی پر لعن کرتے تھے۔  
 سب کا غم حضرت ابراہیم پر پڑا ہوا اور ہر ایک کا دل حرارت چشم سے اُنکے قتل پر گرم ہوا سب قوم نے متفق ہو کر فرود  
 سے جا کر فریاد کی کہ حرمت بتخانہ کی ابراہیم نے بربادی فرودنے حضرت کے بلائی کو محصل بھجوا یا اور بڑو پیش اور غصہ  
 حضور میں ملو یا فرود اور قوم نے کہا کہ یہ فعل ہمارے معبودوں سے کس نے کیا ہوا ابراہیم نے فرمایا کہ بڑے بت نے کیا کہ  
 تم اُس کو جلتے تھے واجب التقظیم تم بڑے بت کو پوجتے ہو وہ تم سے نہیں چھپا دیکھا وہ تمہارا بڑا معبود ہے۔ اتنا بھی  
 رہتا دیکھا۔ قصہ مشرک اس بات کو منکر لا جواب ہوئے اور سب اس خیر زندگی اور خجالت سے بیاب ہوئے اور ابراہیم سے  
 کہا کہ تم جلتے ہو کہ بت ہرگز نہیں بولتے اور کسی نیک بدیں نہ نہیں کھوتے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ ایسے  
 معبودوں کی عبادت کا کیا حاصل ہے جو ان بے زبانوں کو پوجے بڑا جاہل ہے اس معاملہ کو دیکھ کر بہت لوگ مسلمان  
 ہوئے اور بہت لوگ یہ بات سن کر مستعد یا کان ہوئے فرودنے اس معاملہ کو دیکھ کر حضرت کو قید کا حکم کیا اور اس  
 پیر مظلوم پر اس کافر نے بڑا ظلم کیا سب کفار نابکار نے کہا کہ ابراہیم کو آگ میں جلاؤ۔ اور غصہ کی آگ کا شعلہ ہمارے  
 دل سے بجھاؤ۔ پھر تو دامن کو وہیں ایک سو ساٹھ گز کا مکان بنایا۔ اور آگ کی لکڑیوں کو جمع کر کے وہاں  
 جلایا۔ آگ کا ایک ایک شعلہ اس درجہ پر بلند ہوا کہ رستہ پرندوں کے اڑنے کا اُس کے سامنے بند ہوا۔ کوئی بنی آدم  
 اُسکے نزدیک نہیں جاسکتا تھا اور حضرت ابراہیم کے ڈلنے کی تاب نہیں لاسکتا تھا۔ پھر تو سب کافر حیران ہوئے اور  
 ان کے آگ میں ڈلنے کی تعبیر میں سرگرداں ہوئے شیطان نے تعلیم کیا کہ تم ایک مخنق بناؤ۔ اور پہاڑ پر دو  
 تین مقام گڑاؤ۔ مانند جھوٹے کے جھوٹا گڑاگ میں ڈالو اور اپنے دل کی حسرت اس طرح سے نکالو جب  
 حضرت ابراہیم کو طوق درغیر کر کے مخنق پر چھایا۔ تو آسمان زمین کو فرشتوں نے درود کر شور مچایا کہ خداوند

تیرے خلیل سے کافر یہ معاملہ کرتے ہیں ہم تو اس ظلم کے دیکھنے سے مارے رنج کے مرتے ہیں ہکو حکم ہو تو ابھی ان کو  
 چھوڑا دیں اور تیرے دوست کو ان دشمنوں سے بچاویں حکم ہوا کہ اگر تم سے ابراہیم لنگے مددگاری بہت بہتر ہے انکی  
 جا کر دیاری۔ دو فرشتے جو باد و باران پر موکل تھے حضرت کے پاس آئے اور بولے کہ اگر حکم ہو۔ تو یہ ہوا۔ اور  
 بارش ایک پل میں اُسکو بچھائے حضرت نے ہرگز نہ کیا قبول۔ وہ فرشتے انکی حالت دیکھ کر ہوئے بہت مہل جب  
 وہ سلطان المتوکلین منجیق سے باہر ہوئے جبرائیل امین فی الفور ہوا کی فضا میں آ حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ کچھ  
 حاجت ہو۔ تو بولو۔ کہ اب آگ سے ان کافروں کو جلاؤں اور تم کو ان شعلوں سے بچاؤں۔ حضرت ابراہیم نے  
 فرمایا کہ تم سے تو کچھ احتیاج نہیں اور جو خدا امیں راضی ہے تو کچھ علاج نہیں جبرائیل نے عرض کی جہاں ہی سے سوا  
 کرو۔ اور اس مصیبت کے واسطے عرض حال کرو حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ کہ وہ تو خوب عالم ہے میرے حال ہی بچ کر  
 حاصل ہے اس طرح کے سوال و جواب سے جب بے نیاز نہ دیکھا کہ یہ تورہ توکل ہی میں ہے ستیم تو فرمایا کہ یا ناکوتی  
 بَدَّوْ سَلَامًا عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ۔ حضرت ابن عباسؓ سے نقل ہے کہ اگر کلام الہی میں لفظ سلام کا نہ ہوتا تو مارے ٹھنڈے کے  
 حضرت ابراہیم کو آرام نہ ہوتا۔ ملائک نے باز حضرت کا پکر نہایت آرم سے زمین پر بٹھایا اُسی وقت رضوان بہشت  
 نے خلعت فاخرہ ملا کر پہنایا۔ اور میں میں گزاس پاس اُنکے جلایا۔ گل اور ریحان اور بنبرے اور شگوفے سے بنایا عجب  
 بوستان اور ایک چشمہ شیریں وہاں جاری ہوا حضرت کو حال پر کیا فضل باری ہوا اور حضرت اسرافیل کو حکم ہوا  
 کہ شمع اور شام طعام لذیذ پہنچایا کرے جو کمال خوشی اور شہی سے میرا غریزہ کیا کرے جب سات رونا اس ماجریر  
 گزے اور نہ روئے جانا۔ کہ آگ بھی ایک اونچے محل پر نہرو چڑھکا ہمیشہ دیکھا کرتا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 کے زندہ رہنے کے خوف سے اپنے دل میں ڈر کرتا تھا کہ اگر وہ اپنے خدا کی مدد سے سلامت آویگا تو مجھ پر اور میر  
 لگ پر بڑی آفت لاویگا۔ جب کبھی یہ بھی اپنے دل کا مصاحبو نچوڑو سنہیرا لاتا تھا۔ تو ہر ایک اس کی تسلی کو  
 واسطے یہ بات سنانا تھا۔ اگر سنگ خارا بھی اس آگ میں ڈالیں تو گپھیل جاوے انسان کی تو کیا بنیاد ہو کر رکھ  
 ہو کر نہ محل جاوے ایک روز غمرو نے اپنے محل سے خوب غور کر کے دیکھا کہ ابراہیم کے گرد اگر دو سب گل و ریحان  
 ہے اور بجائے آتش سوزاں کے تمام گلستان ہوا و چشمہ آب شیریں وہاں جاری ہے ہر دم ہر گھڑی وہاں عیش  
 و عشرت کی طیاری ہے۔ غمرو اس حال بعد از خیال کو دیکھ کر نہایت حیران ہوا اور نہایت اضطراب اور بقراری سے  
 گردان ہوا اور بولا کہ ابراہیم تو نے ایسی آتش جانگداز سے کیونکر غلصی پائی اور بہشت ناز و نعمت کی کسے بنائی حضرت  
 ابراہیم نے فرمایا کہ یہ اُس کا وہیچون کی قدرت کا وہی ظہور ہے اُس کے فضل و عنایت کو سامنے لیا کام کیا وہ ہے

نزدیک ہوا کہ جسکی قدمت گاہی اپنی آثار پر وہ فی الحقیقت برابر درگاہ پر پہنچ تو حضرت ابراہیمؑ موجب طلب نرود کے رکھ کر  
 پہاڑوں سے نکل کر تشریف لائے اور ان سر نود وعظ اور نصائح کے قول نرود مطرود کو سنا کہ نرود نے چند روز کی ہمت  
 مانگی اور اس معاملے کو سوچنے کو فرصت مانگی ہاروں نام اس کا وزیر تھا اس سے مشورت کی اور ایمان لانے کے ارادہ  
 میں مصلحت کی اس شخص نے کہا کہ اتنی مدت تک خدائی کی اپ بندگی اختیار کرتا ہو اور ظلم عالم میں اپنے واسطے شرمناک  
 اختیار کرتا ہے جب ابراہیمؑ نے ہم بہکت کے پھر تقاضا ے ایمان کیا۔ نرود بے ہودے نے نہایت تعلق اور تواضع  
 سے بیان کیا کہ قبول کرنا ایمان کا مجھ پر دشوار ہے مگر قربانی عظیم واسطہ پروردگار تیرے کے تیار ہے۔  
 حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ قربانی بغیر ایمان کے مقبول نہیں۔ اور اسی قبولیت کا خدائی درگاہ میں معقول نہیں  
 نرود نے چاہنہ لوگائے اور بہت بکریاں اور اونٹوں کو ایک میدان وسیع میں قربانی کیا لیکن ہاروں کی  
 شیطنت سے اپنا ٹھکانا دوزخ میں جاودانی کیا۔ احوال نرود کے ہلاک ہونے کا جب ابراہیمؑ نے  
 نرود کو فرمایا کہ تو برسے کاموں سے ہاتھ کٹاؤ مگر اور پریشان ہو کر خدائی درگاہ میں نالہ و آہ کر خدائے تعالیٰ نے  
 تیرے تئیں چار سو برس سے بادشاہی دی اور اس طرح کے معجزوں نے دین حق پر گواہی دی اب تک تو اپنے کفر سے  
 باز نہیں آتے اور اپنی نادانی سے دعوئے خدائی کا کئے جالتے اور اس کا شکر اور سپاہ اندازے سے قیاس  
 کے بے نہایت ہو اور تیرے غارت کرنے کو ایک ادنیٰ لشکر اس کا کفایت ہو نرود نے کہا میں گماں نہیں کرتا کہ روتے زیر  
 پر سولے میرے دوسرا بادشاہ ہووے اور میری بارگاہ کے سوا دوسری بارگاہ ہووے اگر آسمان کے بادشاہ کے  
 فوج ہے۔ تو کہو کہ مجھ پر بھیجے اور میری لڑائی اور شمت کا تاشا دیکھے حضرت جبرائیلؑ نے بعد دعای حضرت ابراہیمؑ  
 نازل ہو کر فرمودے کہو کہ ہماری فوج آتی ہے تو تیار ہو اور اپنی فوج کو جمع کر کے ایک میدان میں مستعد پیکار ہو۔  
 نرود نے تین روز کی ہمت میں لاکھوں فوج بلائی۔ اور ایک میدان وسیع میں سبکی سب جمع کروائی۔ جو تھے دن  
 حضرت ابراہیمؑ تین تہا نرود کی فوج کے مقابل ہوئے وہ لوگ ان کو اکیلا دیکھ کر اس طرح سائل ہوئے کہ اے  
 ابراہیمؑ کہاں ہے وہ فوج آسانی فرمایا کہ کوئی دم میں تیرے پیچھے نہیں بلاتے ناگہانی۔ اس گفتگو میں تھے کہ ناگاہ پشتوں  
 کی فوج نے نمود کی روشنی آفتاب کی چھپ گئی اور عقل جاتی رہی نرود کی کہ یکایک ہادل سیاہ آسمان پر چھا گیا نرود  
 کے لشکر کی آنکھوں میں ماسے بہیت کے اندھیرا آگیا۔ نرود نے کہا کہ تمہارے بچاویں اور فوج آسانی کو نفاذ اسی  
 و شتر سے ڈراویں جب مجھروں کی آواز نرود کے لشکر کے کان میں آئی ہوش سب جلتے رہے تمام فوج  
 گھبرائی۔ اور ان کے گونجنے کا شور تمام عالم میں پڑ گیا۔ چھوٹا بڑا بہت الہی سے ڈر گیا۔ ایک ایک آدمی پر لاکھوں مجھ



اور جب ملک رند کے کچھ سپاہی گئے سر سے پاؤں ناک مانند کالی ہلا کے چمٹ گئے گوشت کی بوئی اور لوہو کی ٹوند بدن پر نہ چھوڑی نہ لڑو  
 سناؤ نہ دے نہ ہندو کی ہلا آدمی اور حیوان مرے نہ گھوڑا رہا نہ گھوڑی۔ فرد بجاک کر اپنے حملوں میں سیٹھا۔ اور عورتوں میں چھپ کر جا بیٹھا۔  
 کی ادا ایلان لے کے اہم اسی عرصہ میں ایک ننگا چھتر یا فرعون نے اپنی عورتوں کو دکھایا فی الفور اُس چھتر نے دھڑکناک کی راہ سے دماغ میر  
 علم عالم میں اپنے اسطر مزقار پایا۔ اور اپنی سوند کو اُس کے پیچھے میں چکر واپار کیا۔ اُسی گھڑی فرود کا اڑ گیا سونا۔ اور آرام۔ اور شب و  
 دنے نہایت تمل لدا اور روز سپریش سے اسکو رہا کام۔ جب تک اُس کے سر کو کھٹے تھے تو کچھ درد کم ہوتا تھا۔ اور بغیر کونٹے کے بقیار  
 تیر سے کیا ہے۔ وہ دم ہوتا تھا جو کوئی اُسکی مجلس میں آتا تھا تو بعض زمین بوس کے اُس کے سر میں غر و دھول لگاتا تھا اس طرح  
 وہ میں مسول نہیں اور غضب الہی میں گرفتار ہوا بعد چالیس روز کے اُسی درد سے مردار ہوا بعد اُس کے حضرت ابراہیم ذمہ موجب  
 یا ایک سن آدمی کی وحی الہی کے ملک شام کی طرف ہجرت کی اور اُس ملک کے رہنے سے سبب انکی نافرمانی کے نفرت کی جب مصر میں  
 نے کاجب ابراہیم ساہ کو اپنے ہمراہ یا حاکم مصر کو لوگوں نے حضرت ساہ کے حسن و جمال سے آگاہ کیا۔ کہ عالم خوبی میں مانا اس  
 حلقے تعلقے کے انسان نہیں اور رُفے زمین سے فلک تک ایسا ماہ تابان نہیں بادشاہ مصر نے حضرت سے پوچھا۔ کہ  
 اب تک تاپے کثرت اس عہد سے تیرا شریک کیا ہو اور میں اسکو یا چاہتا ہوں اسکا رتہ کیا ہو حضرت ابراہیم نے جانا کہ اگر کہوں۔ کہ یہ ہے  
 دلس سے قیاس میرا قبیہ تو وہ کافر البتہ میرے مار ڈالنے کا کریگا حید۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ میری بہن ہے۔ یعنی دین کی۔  
 میں نہیں کرنا کہ ہے اس طرح بچے آفت سے اُس بیدین کی جب اُس مردود نے حضرت ساہ کو اپنے سامنے بلایا۔ اُن کا حسن و  
 ان کے ہاتھ کے جمال دیکھتے ہی اپنا ہوش و حواس گنوا یا بے اختیار ہو کر اُس بی بی معصومہ پر ہاتھ دراز کیا۔ اور منسوب العطر  
 کے بعد نہائی حضرت ابراہیم کو بے ادبی کا دروازہ باز کیا۔ حضرت ساہ کی دعا سے اُس کے دونو ہاتھ شل ہوئے اور قوای بدنی اُسکے مارو  
 میں مستعد ہو کر درو کے سیکل ہوئے۔ بادشاہ بولا کہ اے عورت تُو نے مجھ پر کیا جادو کیا۔ بی بی نے فرمایا کہ تیری نیت بد سے خدا نے  
 میں کو الی جو تھے الی مجھ کو بے قابو کیا۔ وہ ملعون بولا کہ میں تیری دعا سے تندرست ہو جاؤنگا تو ہرگز تیری طرف نیت بد سے ہاتھ نہ ڈالو  
 میں مال ہونے لگا حضرت ساہ نے خدا کی جناب میں منت کی وہیں جناب الہی نے اُس مردود کو صحت دی پھر اُنکا حسن و جمال دیکھ کر  
 میں نے کاکاہ بول بے اختیار ہوا۔ اور ارادہ دل سے نہ پھیرا نہ دست بردار ہوا خدا نے اُس کے ہاتھوں کو پھیرا یا ج بنایا وہ کافر بڑی منت سے  
 یا آمان پر جا لیا اور گزرا گیا اس طرح تین بار اُس کافر کی بدنتی سے دونو ہاتھوں کی کھائی شل ہوئی اور اس معصومہ کی دعا سے مشکل حل ہوئی  
 فوج ہالی کو قتل اہی پھر تودل کے خلاص سے اُس کام سے دست بردار ہوا اور اُن بی بی کے تیس ایک کینزک ہاجرہ نام نذر کی اور توبہ کا  
 سب جلتے رہے نام نہا ہوا جب حضرت ساہ نے آنکر حضرت ابراہیم سے چاہا کہ عرض حال کرو اور معاملہ کی کیفیت گذشتہ کا قیل قال کروں حضرت  
 ب آدمی برا کھوں پھر ابراہیم نے کہ اسوقت قادر پر کمال نے میری نظروں کے سامنے ہو کام جواب ٹھٹھٹے اور جو معالی تجھ گذرے وہ سب مجمع۔

دیکھائے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں پر مہربان ہے اور ہر حال میں ہمارا موس کا نگہبان ہو وہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارادہ لگایا۔ اور دمشق کے علاوہ دیار فلسطین میں آرام کیا۔

### ذکر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیدا ہونے کا۔

جب حضرت وہاب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بچتے وہاب اور بکریاں اور انعام اور سالانہ زراعت اور باہر راحت کا کیا انعام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خاطر مبارک تیس بیخیاں گڈر کر خاندان مہربانی بے نہایت کی اور نعمت دیا اور آخرت کی عنایت کی اگر ایک فرزند بھی اُس کے کرم سے عنایت ہو تو حارث منصب نبوت اور رسالت ہو بی بی سائہ نے دیکھا کہ طبیعت حضرت ابراہیم کی اولاد کی طرف مائل ہو اور زبان مبارک اولاد کی طلب میں سلام سائل ہو اس واسطیٰ حضرت سائہ نے حضرت ہاجرہ کی صحبت کی اہل تیم کو اجازت دی اور بامید اولاد کے اس بات کی رخصت دی تب ہاجرہ نے ابراہیم کی شرافت صحبت پائی اور بہتری سے اُس جناب کے عزت پائی صدق و وجود اُس معصومہ کا گوہر پاک سے حاصل ہوا اور اس شرافت کے حاصل ہونے سے درجہ اُس بی بی کا کامل ہوا بعد نو مہینے کے لڑکا پیدا ہوا۔ کہ دل باپ کا اُس پر نہایت شہید ہوا اور فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَهَبَ لِيْ سَلٰمًا اَلَا یَا اِسْمٰعِیْلُ حضرت ابراہیم بجالائے شکر اور شائے رچھیل بڑھاپے کی اولاد تو بہت ہی پیاری اور محبت انکی سب اولاد سے ہوتی ہو پیاری۔ اکثر اوقات طبیعت حضرت کی ان کے بوس و کنار میں مشغول ہوئی رشک و خاطر سائہ کی نہایت بول ہوئی۔ اور بولیں کہ ان دونوں کو ڈال آؤ ایک سیلابان لق و دق میں سوا اس کے دوسری تجویز نہیں ان کے حق میں حکم الہی ہوا کہ سائہ کی خاطر کراے ابراہیم اور بیابان میں چھوڑا اور مت کر کسی کا خوف اور تیم تب دل پر کتاب اور چشم پر آب سے اُنکو لے چلے حضرت غلیل اور مکہ کی طرف راہ برہو کر ہمارا ہوئے جبیریل بعد طے کرنے منزلوں کے آخرے ایک میدان میں کہ ان دنوں میں چاہہ نغم ہے اُس مکان میں جبیریل نے کہا کہ امیر تو کج کہ ان ماں بیٹوں کو اس مکان میں چھوڑا اور ان کو تنہا چھوڑ کر گھر کی طرف باگیں موڑ بی بی نے نہایت صبر و شکیب سے گود میں لیا اُس بچہ گلزار کو اور بے اختیار روتی تھیں دیکھ کر اُس دشت پر خار کو وہ مکان گرم اور خشک تھا صراحت ہو اور وہ جنگل تسلیم خالی تھا۔ عات سے ہوا انکی کڑھ ناری کی ہوا سے تھسی گرم تر اور زمین وہاں کی حرارت میں تھسی مانند کبریت احمر بی بی ہاجرہ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ تم کو ہمارے حال پر کچھ رحم نہ آیا کہ بچہ یہ اور میں ضعت سے زار و نزار اور یہ دشمن پر غار ہم کو اس بیابان میں کس کے پسرو کرتے ہو اور کچھ نہیں کہتے ہو کہ تم جیتے ہو یا مرنے ہو حضرت ابراہیم نے رورور کر یہ فرمایا اور اُس بی بی کو یہ سنایا کہ حافظہ عالم تمہاری حفاظت کا متکفل ہے اور اس نگہبان

حقیقی سے تمہاری مراد اصل یہی بنی ہاجرہ بولی کہ حبیبی اللہ و توفیق کلت علی اللہ اور حضرت ابراہیم نے نہایت حسرت و شام کی راہ لی اور حضرت اُنکو کچھ دیا مٹا اور ایک مشک دی پانی اور اعلیٰ مکہ تک پہنچ کر نظر ان دو نوپر ڈالی اور اُنکی تنہائی پر دل جدا کر دیا دُعا منہ سے نکالی بِتَّائِي اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ اِسْمَاعِيلُ اور حفاظت سے ہمیشہ رکھیا اُنکو معزز و مکرم جیسے فرزندیں اُنکا پانی اور طعام تمام ہوا اور ہاجرہ کا دل اُس بچے کی تشنگی دیکھ کر بے آرام ہو پانی بنی نے جانا کہ بغیر جان دینے کو کوئی تدبیر نہیں اور بندے کو تقدیر الہی سے گریز نہیں وہاں سے دُور کر کوہ صفا پر آئیں اور پانی کی تلاش میں چاروں طرف نظر پس دُور آئیں۔ ایک لحظہ وہاں توقف فرمایا اور کوئی فریاد رس وہاں نظر نہ آیا اور وہاں سے دُور کر وادی سے گذر کر کوہ صرا پر آئیں اور عطش العطش کہہ کر جناب ہاری میں چلا آئیں وہاں بھی ایک لحظہ توقف کیا اور پانی کا نشان نہ پایا۔ اُسی وقت دل میں اُس پیاسے بچے کا دھبیان آیا سات بار بدستور سعی اور کوشش میں آتی جاتی تھیں ہر بار اُس شانہ اُدہ عالم کو دیکھ کر چھاتی سے لگاتی تھیں ایسا نہ ہو کہ کوئی دندہ اُس کو کھا وے اور میرے بے نشہ اور جگر سوختہ کو جلا وے اور اسماعیل اکیلے اُس میلان میں گرمی اور پیاس سے جلتے تھے۔ اور رُٹکوں کے دستور سے اپنی اڑیاں زمین سے ملتے تھے۔ ارحم الراحمین نے اُن کے قدموں کے تلے سے ایک چشمہ پانی کا نکالا اور اُس چشمہ آب حیات کو اُس پانی سے پالاجب حضرت بنی نے اُنکے چشمہ پانی کا دیکھا اور گھڑا سیراب اپنے جانی کا دیکھا اور بولیں کہ شکر تیری نعمتوں پر اے بار آہتا اور اُس وقت مشک بھرنے اُس پانی سے چاہا ہاتھ غیبی پکارا کہ یہ آب رحمت آ آئی ہے کم ہو نیسے مت ڈر فیض نمانا ہی ہو خشک واد تیرے قرة العین کو اُس چشمہ سے محفوظ کیا اور اُسکو روز قیامت تک چشمہ بدستور محفوظ کیا یہ فرزند حبیل اُسکا اور اسکا باپ ابراہیم خلیل اللہ بیت اللہ کو بناویگا اور تمام عالم حج اور طواف و فیض پاویگا بنی ہاجرہ اس مُردے کو سُکر خوش اور خرم ہوئیں اور اپنے قرة العین کو لیکر عیش و عشرت سے مہم ہوئیں ۛ

**بیان قبیلہ جرحم کے آئینا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پرورش پانے کا**  
قبیلہ جرحم دلائت عین میں ہا کرتے تھے اور مکہ کی راہ سے تجارت شام کو جایا کرتے تھے اتفاقاً جرحم کے قافلہ نے مکہ کے میدان میں مقام کیا اور رات کی رات اُس منزل میں آرام کیا اُس قوم نے دیکھا کہ قافلہ معمولی پر واز کرتے ہیں گویا پانی کی خوشی سے اُٹتے اور آواز کرتے ہیں ایک اعرابی نے اگر دیکھا کہ ایک چشمہ مثل آبیات مصفا ہے اور ایک بنی ہاجرہ دامن اور صاحبزادہ گل پیڑ میں بیٹھا ہے۔ وہ اعرابی اُس جرحم میں اُنکو

انکو دیکھ کر ہوا حیران اور پوچھا کہ تم از قہم جن ہو یا نوع انسان بی بی نے فرمایا کہ فضل الہی سے یہ مجکو فرزند عنایت  
ہوا اور اسکی طفیل سے چشمہ خوشگوار رحمت ہوا اُس نے عربی نے قوم کو جا کر یہ مژدہ سنایا اور رئیس اُس قوم کل  
بی بی صاحبہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہماری قوم اگر یہاں آباد ہو اور آپکی بھی دشت تنہا  
کم اور دلشاد ہو بی بی نے فرمایا کہ اگر تو نیت میری اس چشمہ پر قائم ہو تو جاؤ اور اپنے عیال۔ اور  
اطفال کو لیکر آؤ وہ قوم چند روز میں مع عیال و اطفال اور مویشی حاضر ہوئی اور حضرت بی بی کی طفیل سے  
رہی اور آسودہ خاطر ہوئی۔ اس مقام کریم میں عمارات عالیشان بنائی اور رعایت حضرت اسماعیل کی اپنے  
ذمے پر واجب ٹھہرائی پھر تو اُنکے رہنے کی جمعیت تمام حاصل ہوئی اُسی قبیلہ میں حضرت اسماعیل کی نشوونما  
کامل ہوئی جب بچپن میں حضرت خلیل کو یہ مژدہ پہونچایا اور اُن کے انتظام احوال کا قصہ کہ سنایا حضرت ابراہیم  
سال میں ایک بار براق پر سوار ہو کر آتے تھے اور اپنے عیال کی خبر لیکر ہمیشہ پھر جاتے تھے حضرت اسماعیل پاس  
مبارک جب ہوا پندرہ سال کا بی بی ہاجرہ نے دارفانی سے عالم جاودانی کو کیا انتقال اُن کے جسم منظر کو  
حجر اسود کے پاس مدفون کیا اور وہ ہجرت نے حضرت اسماعیل کی خاطر کو مخزون کیا جب حضرت اسماعیل وہاں  
رہنے سے برخاستہ خاطر ہوئے سب نے اُس قوم کے حضرت کی خدمت میں آ حاضر ہوئے اور بڑی منت اور  
ساجت سے اُن کو ٹھہرایا اور اشرف قوم میں ایک لڑکی کو اپنا نکاح بن دھویا طبیعت اسماعیل کی شکار پر رغب  
رہتی تھی اور مدام کوہ و صحرا میں صید طیور اور وحوش کی طالب اتفاقاً ایک روز حضرت ابراہیم مکہ میں تشریف  
لائے بی بی ہاجرہ کے وفات کی خبر سنکر آنسو بھر لائے دروازہ پر چلے گئے انکی منکوحہ سے بی بی کا استفسار حال کیا۔  
اور حضرت اسماعیل کے حاضر ہونیکا سوال وہ بی بی حضرت ابراہیم سے واقعہ بتھئی کچھ حضرت ابراہیم کی تعظیم اور  
توقیر کی اور فیاض اور مہانداری کی تدبیر کی حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اسماعیل شکار سے آئے تو میرا سلام کہو اور  
انکو میری طرف سے کہو کہ تیرے دروازے کی دہلیز خوب نہیں اور ہماری طبیعت کو ایسی دہلیز مرغوب  
نہیں حضرت ابراہیم یہ فرما کر رو بہ مت شام ہوئے اور حضرت اسماعیل شام کو داخل مقام ہوئے اُس بی بی نے  
نے بیان کیا سب احوال اور ظاہر کیا جو کچھ کہ ہوا تھا قلیل وقال حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ بھئی تو دہلیز ہے  
مگر نہایت بے ادب اور بے تمیز ہے اور میرا پدر آشفاق ہو دہلیز بد سے کنیت یہ ہے۔ کہ تم کو طلاق ہے بعد  
اُنکے بوجہ ایسا کہ پدیند گزار کے ایک بی بی جمیلہ نکاح کی اور اُس صالحوہ کی صحبت سے خاطر مبارک کو فلاح  
دی دوسری بار یکے میں تشریف لائے حضرت ابراہیم اُس بی بی عاقلہ نے حضرت کی نہایت تعظیم کی اور

اور بونی کہ یہ لونڈی آپ کی خدمت میں حاضر ہو اور خاندان میرا واسطے شکار کے باہر ہے روٹی جو تیار تھی سو حضور میں حاضر کی اپنے مقدور سے زیادہ اُس جناب کی خاطر کی خدمت نے براق ہی پر سوار ہو کر تناول کیا اور اُس بی بی کی خدمت دیکھ کر اُسکی خوبی پر تناول کیا پھر بی بی نے عرض کی کہ اگر مرضی ہو تو سربارک کے دھوؤں۔ بال اور اس خدمت سے اپنے دل کو کروں فارغ ابدال حضرت ابراہیم نے ایک قدم رکاب میں رکھا۔ اہ۔ دوسرا پتھر پر قائم کیا بی بی صاحبہ نے ایک طرف دھو کر بالوں کو ملائم کیا دوسری طرف کا بھی اسی طرح سے دھویا اور میل اور گرد کو سربارک سے کھویا تر قدم شریف کا اُس پتھر پر نمودار ہوا اور بیچہ روز قیامت تک عالم میں موجود ہوا چلتے وقت فرمایا کہ اسماعیل سے کہو کہ آستانہ تیرے گھر کا بہت مناسب ہے۔ اور ہماری طبیعت اُسکی خوبی پر راغب ہو۔ جب اسماعیل شکار گاہ سے آنکے گھر میں داخل ہوئے اور حضرت بی بی کے ساتھ ہم محفل ہوئے انہوں نے حضرت اسماعیل کو اس احوال سے خبردار کیا اور تمام ماجرا اُن کے حصہ میں اظہار کیا۔ حضرت اسماعیل نے کہا کہ زہے طلح تیرے آئے یا غلامارہ میرا باپ و ابراہیم خلیل پروردگار دہیز کا قائم رکھنا تیری خاطر داری کی وصیت ہو بسو چشم محکو قبول اُنکی وصیت ہو میں بمقدور تیری خاطر داری ناز برداری کروں گا اور اُن کے فرمانے سے ہمیشہ تیری نگرانی کروں گا

### ذکر حضرت اسحاق کے پیدائش کے سونے کا

جب خالق ازل نے بی بی ہاجرہ پر اسماعیل کی عنایت کی حضرت سارہ نے بھی فرزند کی تنہا بہ نہایت کی بیکر و حضرت جبرائیل اور کئی فرشتے حسین جوانوں کی صورت بنا کر حضرت ابراہیم کے گھر آئے حضرت اُنکو آدمی جانکر واسطے ضیافت کے گوسالہ بھونکر لائے چند حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تاکید سے فرمایا پر انہوں نے اُس کھانے سے ایک قہم بھی نہ کھایا اور اُس زمانے میں دستور تھا جو کوئی کسی کو ایذا پہونچایا چاہتا تھا تو وہ شخص۔ اُسکے گھر کا کھانا نہ کھاتا تھا فرشتوں نے حضرت ابراہیم کا چہرہ اُداس دیکھ کر فرمایا کہ ہم ملائک ہیں۔ اس واسطے تمہارا کھانا نہ کھایا اور بونے کہ ہم قوم لوط کے عذاب دینے کو آئے ہیں اور تمہارے واسطے دو فرزند ارجمند کے پیدا ہونے کی خوشخبری لاتے ہیں ایک کا نام اسحاق اور دوسرا یعقوب اور دونوں ہونگے تمہارے محبوب۔ بی بی سارہ نے تعجب فرمایا کہ معاملہ عجیب ہے بانجھ عورت اور بوڑھے مرد سے اولاد پیدا ہونا نہایت غریب ہے ملائک نے فرمایا کہ جو قادر پر کمال آدم کو بنیماں باپ کے پیدا کرے اُس سے کیا عجیب کہ بانجھ عورت اور پیر مرد سے اولاد پیدا کرے بعد ازاں روز حضرت سارہ کو عمل ہوا اور وہ اپنے مکہ و بچہ پیدائش میں نخل رہا

نویسندہ کے بعد حضرت سارہ کو درد شرف ہوا حضرت اسحاق کا ستارہ عالم میں طلوع ہوا عمر حضرت ابراہیم کی تسو برس کی تھی اور حضرت سارہ کی عمر بھی ایک برس نوے سے کم حضرت ابراہیم نے خوش ہو کر فرمایا اللہم! اللہم! اللہم! وہب لی علی لکے برائہ عیسیٰ و اسحاق تیری قدرت کاملہ اور تو ہے قادر علی الاطلاق

### ذکر حضرت اسماعیل کے ذبح کرنے کا

یہ ماجرا حضرت اسماعیل کے لڑکپن اور حضرت ہاجرہ کی زندگانی میں واقع ہوا یہ احوال نظم اردو میں لکھا جاتا ہے نظم

خواب میں اس شب غلیل تھا	بہر قربانی اُسے حق نے کہا	نیند سے چونکا جو وہ مرخصا	صبح کو لاسو شتر قربان کیا
دو ستر دن پہرے آیا غطا	خواب میں حق کو قربان کرنا	بچہ وہ پیغمبر اُصا وقت سحر	لاکٹے قربان اسے سو شتر
پھر وہ بستر برجوازی سو رہا	تو وہیں حکم خدا صادر ہوا	تب لگا کہنے کہ بے نیاز	مجھ کیلئے کھانا نہیں ہے مرغوب
کچھ نہیں سمجھ ہوں گویا زبان کرو	ناگہ میں اس میں دکا دھال کر لیا	یہ جواب آیا کہ اے اہل تیز	مجھ سے وار کھتا ہے تو کس کو غرور
اُنکو چھ لٹے قربان کر	ہے اسی میں خیر تیری سربہر	یعنی قربانی کرو فرزند کو	نور چشم اپنے کو اور ولید کو
اپنے بیٹے کو وہ تب نہ دگا	ادھر سے فرزند کو خوش تھا	خواب میں جتنے یہ فرمایا مجھے	راہ میں اُسکے کروں ہاں مجھے
اس میں اپنی راز مجھ کو بے تابا	سُنتے ہی اُسکو جواب آیا دیا	کیا مبارک ہے تیرا خواب اید	ذبح کر چکو کچھ لایش نہ کر
اب چھری کو حق تیرے چلا	گر خدا چاہے تو صابر پائے گا	جب ہوا راضی وہ اور اسکا پیر	باپ اس کا ہم میں باندھی گھر
دست پا اس گھنٹے کی ناکہ	اُسگہری اُسکو گرایا خاک	تیرا کئی ہاتھ میں اُسے چھری	اُسکے نازک حلق پر دوہری گھر
قدرت حق ہے ہوا بیکار نہ مال	باب چھری میں ہے یہ دیکھ جا	تب چھری بولی یہ ابراہیم سے	عجے آداب تعظیم سے
جسے آتش چھری کی گلزار ہو	اُسے ہی تھی کند میری دھاک	دوہی ابراہیم کو آئی ندا ؟	ای حبیب صادق اس بازار
حکم میرا بچ ہے تو لایا بجا	آزائش کیلئے یہ حکم تھا	تب یاسیم جبریل ہوشمند	لایا جنت میں سے اکے کو پسند
اُسکے بدلتیں سے وال کیا	اور لیا نوح سے لڑکی کو اہل	اسلئے تم ارسلاؤں کہا	سنت ابراہیم سے ہوا ضعیف

### (سماں بیت اللہ شریف کے بنانے کا -)

حضرت جبرائیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور حکم الہی اسطرح لائے کہ تم اور اسمعیل خانہ کعبہ کی عمارت کرو اور اہل عالم کے تین اعلیٰ طوائف بیت اللہ کے دعوت کرو حضرت ابراہیم نام کے کو چلے اور مکہ میں پہنچ کر حضرت اسماعیل سے جبرئیل اس نے انداز سکے کے بنایا بتلایا طول و عرض اُسکا جبرئیل کی تعلیم سے حضرت کی خاطر میں آیا اسمعیل چھری بچاتے تھے اور حضرت ابراہیم دیوار بناتے تھے جب دیواریں بلند ہوئیں تو ایک چھڑا منگوایا اس پر حضرت

بیان مرحوم کے فوج کرنا اور ان کے زندہ ہونا

ابراہیم نے اپنا قدم جھپا تو آسانی سے کام دیوار کا جاری ہوا اور جدِ خاندان کعبہ کی تیاری ہوئی قدم مبارک اُس پتھر پر اتر  
 ہوا اور قیامت تک مبارک قدم ہوا نام اُس کا مقام ابراہیمؑ کو موجب حکم خدا کے واجب التعلیم والحد و اوصیٰ مقام ابراہیمؑ  
 مصلہ اُس قدم کی برکت سے اُس کا درجہ ہوا مصلے جب کعبہ کے بنانے سے فراغت پائی تو یہ دعائیں بڑا قبل منا  
 اِنَّكَ اَنْتَ السَّخَّيْبَةُ الْعَلِيْمَةُ دُعَا ہماری قبول کر یا کہ تو دانا بین ہے اور سميع علیم بعد اُس کے جبرائیل امین نے  
 قاصد حج اور عرفات اور طواف کے سب کھلے حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ موافق تعلیم کے عمل میں لائے۔ حضرت  
 ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو وہاں کا والی کیا اور اُس خانہ خدا کا انکو متولی کیا اور بوقت رخصت کے حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی  
 نہایت پختہ سے جناب الہی میں التجا کی کہ خداوند اپنی اولاد کو چھوڑا میں نے اس بیابان خشک زراعت میں تو  
 اپنی قدرت کاملہ سے انکو رکھو فراغت میں خستہ عالی نے لوگوں کے دلوں کو ایسا پھیرا کہ روز قیامت تک نہایت  
 اقلیم کی خلقت ہر سال وہاں کتنی بے پیرا دوسرے سال حضرت ابراہیمؑ بنی بی سارہ نہایت راضی اور خوشدل  
 آئے اور حضرت اسماعیلؑ بھی نہایت جہاد داری اور خدا شناسی بجالائے بنی بی سارہ نہایت راضی اور خوشدل  
 ہوئیں پھر حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ شام کی طرف مائل ہوئیں حضرت اسحاقؑ بھی ہر سال مکہ میں تشریف لاتے  
 تھے طواف بیت اللہ اور ملاقات ذبیح اللہ سے خط اٹھاتے تھے جب ابراہیمؑ کی منت عم آخر ہوئی اور علامت  
 ضعف اور نقاہت کی بدن مبارک پر ظاہر ہوئی حضرت عزرائیلؑ واسطے قبض روح مبارک کے آیا تب حضرت ابراہیمؑ  
 نے ملک الموت سے یوں فرمایا کہ رب الجلیل سے پوچھو کہ بھی کسی دوست کے دوست کجی لیا ہو جو میری جان  
 لینے کا حکم کیا ہو حکم یہ کہ میرے خلیل سے کہو کہ تو نے سنا ہو کہ کسی دوست کے دوست کی ملاقات و انکار کیا ہو حضرت  
 ابراہیمؑ نے سنتے ہی عزرائیلؑ سے فرمایا کہ حکم الہی بجالاؤ وہیں ملک الموت نے روح مقدس کو جسم مطہر سے نکلایا۔

**بیان مرحوم کے فوج کرنا اور ان کے زندہ ہونا**

قرآن شریف میں مذکور ہو اور مفسرین میں مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جناب الہی میں مناجات کی اور اس بات  
 کی درخواست کی کہ الہی تو مردوں کو کیسا جلتا ہوا اور بدستور سابق عقل اور ہوش کیونکر دلاتا ہے حق تعالیٰ نے  
 فرمایا تو کیا اس بات پر نہیں لایا ایمان ابراہیمؑ علیہ السلام ہوئے کہ ایمان تو لایا ہوں پر چاہتا ہوں دل کی تسلی  
 اور اطمینان اور حقوق دکھتا ہوں تیری قدرت دیکھنے کا ہے سبحان تجھ ہوا قادر و ذوالجلال کا۔ اور  
 جواب آیا اُن کے سوال کا کہ چار مرغ چار قسم کے لادھانکے اعضا کو کاٹ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے  
 چار حصے علیحدہ مکمل اور ایک ایک حصہ کو ایک ایک پہاڑ پر ڈال جب تو اُن کو دیکھا کہ بلاویگا تو ہر ایک ڈوڑ کر تیرے

پاس آویگا حضرت ابراہیمؑ نے چار پرندوں کو ذبح کر کے ایک جگہ اُویں دتے میں کوٹا سبکا گوشت اور پوست اور پر اور ہاڑا پس لٹا اور سر اُن چاروں کا لیا ہاتھ میں اور پیے گوشت و پوست کو چار پاٹوں پر پھینکا بات کی بات میں اور لگا دای پرندہ کو اور قدرت حق سے اپنے اپنے سرفسے لمباؤ دیکھتے ہیں کہ ذرۃ ذرۃ اُن پرندوں کا ہوا پس اُڑا جاتا ہے اور اپنے اپنے بدن کے اجزائے ملتا جلتا ہے ساعت کی ساعت میں ہر ایک بدن اُن کے سرفسے ملا اور قدرت کاملہ الہی کا سب کی نظروں میں گل کھلا اُسی طرح وہ قادر پر کمال روز قیامت میں سب کو اٹھاویگا اور چاروں طرف سے سب کے سب اکٹھے کر کے لگاویگا عظم مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تھی ایک سو پچاس سال نہ کوئی رہا ہے نہ ریگ سوا قادر و جلال

### ذکر حضرت لوط علیہ السلام کا

الغیر اہل تاریخ نے حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے کے درمیان بیان کیا ہے اور حضرت ابراہیمؑ کے احوال کے بیچ میں یہ حال عیان کیا ہے لیکن ہلانا ایک قصہ کا دوسرے میں بے ربط ہوتا ہے اس واسطے بعد اُس کے علیحدہ لکھا جاتا ہے اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ موفقات پانچ شہر تھے بلاد شام کے اور ہر ایک میں لاکھ لاکھ مرتبے لڑائی کے کام کے اور ملک اُن کا نہایت آباد تھا اور فراخی معاش و ہر ایک شاد تھا یہ قوم بہت پرستی کے سوار لوگوں سے فعل حرام کرتی تھی اور شب روز اس فعل شنیعہ پر قیام اور اُس بیواہ کا بانی۔ شیطان ہے اور اُس کام کے شروع ہونیکا یہ بیان ہے کہ ابلیس ایک حسین لڑکے کی صورت بن کر باغ میں آتا تھا اور ہمیشہ اُسکے جھاڑ اور پھل کا نقصان کر جاتا تھا جب باغ کا مالک اُسکے پلٹنے کو جاتا تو وہ بھاگ کر باغ سے نکل جاتا جب اُسکے باغ میں بہت نقصان ہوا اور وہ مالک اُسکے پلٹنے کو عاجز اور حیران ہوا اور ابلیس نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ میں اس باغ میں نہ آؤں تو تو مجھ کو اپنی تصرف میں لا کر یہ کام کر پھر اپنے باغ کے نقصان کو بیکار ہو کر آرام کر صاحب باغ نے کہا بہت اچھا صحیح ہے خوش بود کہ برید یک کشمہ دوکار میں ممنون احسان ہو کر تجھ سے کہو نہ گناہوس و کنارہ بغرض صاحب باغ تصرف میں لایا اُس مغول کو اور ابلیس نے ہر ایک باغ میں جاری کیا اس معمول کو جب اُس قوم نے اُس عمل میں اپنی نہیں کیا مضبوط جناب الہی کی طرف سے واسطے ہدایت کے مقرر ہوئے حضرت لوط وہ جناب جبار کہ اُسکے اُس فعل بد سے انکار کرتے وہ کا فر یا وہ ترأس کام میں اصرار کرتے ہر چند کہ اُنکو وعدہ وعید کیا اور حد سے زیادہ تہدید کیا پر وہ زیادہ سجد ہوئے اور اُس کام میں بہت مستعد اور بوسے فائنا یحذآب اللہ اَلْکُنْتُ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی اگر تو سچا ہے تو عذاب ہم پر لاہم کو تیری نبوت



کے صدق پر یقین نہیں حضرت لوطؑ کی دعوت سے باز نہ آتے تھے اور وہ انکی عداوت ہی ہاتھ نہ اٹھاتے تھے اور حضرت لوطؑ اپنے چچا ابراہیمؑ کے طریق پر جہان داری کرتے تھے جب ان کا فلول نے حضرت لوط علیہ السلام کے ہما کو نکو ستایا اور انکا آنا جاننا ان کے گھر سے منع کروایا تب اُس جناب نے ناچار ہو کر درگاہ میں جبار و قہار کی دعا کی اور ان کا فلول کے غارت ہونے کی تنہا کی تب حکم الہی سے جبریلؑ میں فرشتوں کی فوج کے ساتھ موفقت کے شہروں پر گئے اور بصورت حسین لڑکوں کے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس تشریف لائے حضرت لوط قوم کے غوغ سے اُنکی ہمانی میں تاخیر کرتے تھے اور نہایت دل تنگی سے اور شرم سے بابا اُن سے یہ تقریر کرتے تھے کہ اُس قوم کے ہاتھوں سے ناچار ہوں اور ان کے بد فعلوں سے نہایت بیزاریوں حب دیکھا کہ یہ ہمان میرے گھر پر چاہتے ہیں اور ابا اور اشاروں سے نہیں چلتے تو شام کی وقت لا کر ان کو اپنے گھر بھیجا اور اپنی بی بی سے ضیافت کی تیاری کو فرمایا اور کہا کہ کسی سے مت کہیو ان ہمانوں کا حال اور اس مقدمی میں نہ چھو کسی سے قبل و قال بی بی کا فرہ نے یہاں سے نکل کر قوم کو خبردار کیا اور حضرت لوط کے دل کو اس فکر سے انکار کیا اور بولی کہ ان لڑکوں کے حسن کی کیا کروں مگر تو یہ تعریف ان کے قدر و قامت کی نہیں ہو سکتی ہے تو بصفت کا فراس خبر کے سنتے ہی حضرت لوط کے گھر گئے اور اس جناب عالی کی خاطر ملول پر آفت لائے حضرت لوط نے نہایت عجز سے فرمایا کہ سئو میری نصیحت اور ان ہمانوں کے حق میں مت کہو مجھ کو نصیحت اگر چاہو تو میری ان بیٹیوں کو اپنے نکل میں لاؤ اور ان ہمانوں کو میری خاطر سے ممت ستاؤ۔ ان کا فلول نے کہا کہ تیری بیٹیاں ہجو درکار نہیں اور سوا ان لڑکوں کے دوسرے کو سر و کار نہیں جب جبریلؑ نے حضرت لوط علیہ السلام کو نہایت بقرا پایا تو آہستہ سے اُنکے کان میں یہ فزردہ سنایا۔ اَلتَّحَفَ اِنَّ سُبُلَ رَبِّكَ لَنْ يَصْلُوَ اَللّٰہَ اَیْنِ اَرْضِ مَمْت اَوْ یَخُوفَ رِبُّہُمْ اَیْنِ خَدَا کے پاک حضرت لوط اس شرد و کیوسنگر بہت محفوظ ہوئے اور ان کا فلول کی آفات سے محفوظ حضرت جبریلؑ نے دروازے سے نکل کر اپنے پرونی ہوا انکی آنکھوں میں لگائی خد کی قدرت و سب کی آنکھوں سے جاتی رہی بینائی وہ کا فرانڈھے ہو کر اپنے گھروں کو بھل گئے اور گتے پڑتے گھر کو پیچھے کوئی پیچھے کوئی آگے حضرت لوط نے اپر چلنے کی تیاری کی اور مسلحانہ نے تیار ہو کر فرمانبرداری کی جبریلؑ نے کہا کہ کوئی تم میں سے پیچھے نہ گئے نگاہ اور بہت جلد کٹے اُس ملک کی راہ حضرت لوط نے اور مسلمانوں نے قبول کیلئے تکرار کر قبیلہ انکا پیچھے دیکھنا تھا بار بار ناگاہ آسمان سے پیکر پھر اُس کے سپر پڑا اور اس نافرمان کو فی الفور عدم کا رستہ دکھایا۔ جبریلؑ نے اُس زمین کے ساتوں

طبق تک اپنا پرہو چنایا اور اُن چاروں شہر و ملکوں کا گزر کر اپنے پیروں پر اٹھایا اور آسمان کے قریب تک لیجا کر  
 اوندھا کرادیا اور ملائکہ نے تجھ کو کابلان اُپیر برسیا اُن کی آن میں سب ہو گئے ہلاک اور زمین اُن کے  
 وجود کی الالیش سے ہو گئی پاک سب کافروں پر نازل ہوا غضب الہی بے پایاں دُنیا میں اُنکے باقی نہ رہا  
 حضرت لوط علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کے جاکر مقام کیا اور بعد سات برس کے قیامت کا اہتمام کیا  
 دسویں تاریخ ربیع الاول کی دُنیا کے فانی کو چھوڑا اور اس عالم ناپائدار سے رشتہ تعلق کا توڑا۔

### حضرت اسماعیل کے ملک شام میں پیدا ہونے کا بیان

اگرچہ احوال اُس جناب کا حضرت ابراہیم کے احوال میں مذکور ہوا۔ اس واسطے مکرر ذکر اُس کا کرنا منظور ہوا  
 اور وہ جناب ملک شام میں پیدا ہوئے اور ملکین سے باپ کے ہجر میں مبتلا ہوئے اور مکہ کی زمین میں نشو  
 و نما پائی اور اُس ملک میں عزت اور ابر و بڑ پائی جب قبیلہ جرم نے حضرت ہاجرہ سے چشمہ زفرم کے پاس رہنے  
 کی اجازت لی سات بکریاں اُس بی بی کو دیکر سعادت لی حضرت اسماعیل کی برکت و اُن بکریوں میں ایسی  
 برکت ہوئی کہ چاند ملت میں اندازہ سے زیادہ اُنکی نسل میں کثرت ہوئی اور بعد گام ہونے عمارت بیت اللہ  
 اور تشریف لیجانے ابراہیم خلیل اللہ کو حضرت اسماعیل کو نہایت فراغت حاصل ہوئی اور نعمت دُنیا کی ساتھ  
 نعمت نبوت کے واصل ہوئی قال اللہ تعالیٰ اِنَّہٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِیًّا اور بعد وفات حضرت  
 ابراہیم کے تشریف لیگئے ملک شام میں اور چند روز اقامت کی بزرگوار مقام میں پھر بموجب حکم الہی کے قوم  
 کفار کو دعوت کرتے تھے اور ہمیشہ گمراہوں کو راہ راست کی دلالت بہ جب آخر عمر میں نشان ضعیفی کا بدن سارک  
 میں پایا تب بٹے بیٹے کو عہدہ ولیعہدی کا عنایت فرمایا بعد چند روز کے دنیا کے رنج سے راحت پاکر بہشت میں مقیم  
 ہوئے اور اُس مقام دل افزا میں جلسیں ابراہیم بعد فوت حضرت اسماعیل کے اُنکی اولاد پیشتر ہوئی اس واسطے  
 مکہ میں اُنکی سکونت دشوار ہوئی اکثر لوگ مکے سے نکل کر دیار عرب میں آئے اور اطراف میں مکہ کے اپنے وطن  
 بنائے جو شخص مکے سے نکل کر سفر کی راہ لیتا تھا ایک پتھر حرم کا اٹھا کر ہمراہ لیتا تھا۔ اور اُس کو مکان پاک میں  
 رکھ کر طواف کیا کرتا اور گناہوں کی الالیش سے دل کو صاف کیا کرتا رفتہ رفتہ بسبب غلبہ جہالت کو  
 یہ نوبت پہنچی کہ جو پتھر سفید اور پاکیزہ ملتا اُس کو مکان صاف میں رکھ کر عبادت کرتے۔ اور اُس کا طواف  
 کرتے۔ شب و روز ریاضت کرتے شیطان کے اغوا سے دل کو عبادت اِثقان پر رکھا۔ اور کیشن  
 پرستی کا اختیار کیا اور ان حرکتوں سے جناب الہی کو بیزار کیا۔ بعضے بعضے معاملوں میں حضرت

حضرت ابراہیمؑ کے طریق پر عمل کرتے ہوئے برتی کو بہت جلد کر دین میں مل کر تے اس واسطے تظہیر حرم کی عیشہ بجالانے تھے اور ہر سال واسطے حج بیت اللہ کے آتے تھے۔ اور بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک دستور رہا۔ اور شامت بہت برتی سے ملک عرب کے نور ہا بعد ظہور نور محمدی کے نہ بت رہا۔ نہ بہت پرست جو کافر اسلی تھے وہ بھی ہو گئے خدا پرست۔

### ذکر حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کا۔

جاننا چاہیے کہ قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ عجیب ہے اور حکایت عجیب ہے کہ جسکے کہنے سے محبت نیک کاموں کی اور عصمت گناہوں سے اور فرحت طبعیت کی حاصل ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ جسکو خدا تعالیٰ نے احسن قصص فرمایا ہے اور علمائے متعدد میں اور فضلاء متاخرین کی کتابوں میں بخوبی یہ ذکر کیا ہے یوسف صدیق کہ جب کا باب یعقوب اور داد اسحاق اور داد ابراہیم جنگی شان میں رسول خلی نے فرمایا ہے کہ یمین ابن الکبریٰ ابن الکبریٰ ایسا صاحبزادہ عالمقدر اس حسن معنوی کے ساتھ حسن ظاہری ایسا رکھتا تھا کہ چوتھا اس دیدار پر انوار کے دیکھنے سے تاب نہ لاسکتی تھی روایت معتد میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کے دل حصے کئے فوجی یوسف کو اور ایک حصہ تمام عالم کو عنایت کیا اور شہر جمال اس زبده اقران و امثال کا یہ ہے کہ یوسف ایک شب اپنی باپ کی گود میں سوتے تھے جب خواب میں بیدار ہوئے تو چہرہ منظر آفتاب کے چمکتا تھا اور دل نامزد سیلاب کے تڑپتا تھا حضرت یعقوب نے پوچھا بیٹا یہ کیا حال ہے فرمایا کہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں اور گردائے آب ہوں اور بہت بڑی اور بھونکونک سبب سے گویا ہوتا ہے ناگہان گیارہ ستارے اور چاند اور سورج آسمان سے اُترے اور چکروں میں گھبرایا گیا کیا حضرت یعقوب نے جاننا کہ پہاڑ اور چاند اور سورج آسمان کا بخت ملے اور چاند آب شیریں اسکا بخت ارجمن اور بڑے اور بل غلہ نشانہ سعادت ہے اور آفتاب اور ماہ تاب اور گیارہ ستارے باپ اور ماں اور گیارہ بھائی ہیں کہ اس سلطان دنیا اور پادشاہ کے فرمانبردار ہونگے اور پیشانی عاجزی کی اس کے سامنے جھکاویں حضرت یعقوب نے بھائیوں کو اس سے اندیشہ کے حضرت یوسف نے فرمایا کہ اگر اس خواب کا احوال میرے بھائیوں پر روشن ہو گا تو ہر ایک بھائی اسکو چھوٹے سمجھ کر تیرا دشمن ہو گا بھائی تھوڑے دنوں میں حضرت یوسف کے احوال سے خبردار ہو کر دوسرے واسطے ایذا دینے کے تیار ہوتے اور رویہ کی باجیں سب نہیں دانا تھا حاضر ہو کر کہ فیصل کا بیٹا جھوٹی خواہش بنا کر باپ کو سنا تاہم اور ایسے فیروں سے باپ کا دل اپنی طرف الجھا ہے یہی سب نے کہا کہ ایسی صورت چھوٹے ہونے کو لائق نہیں کیا یہی ہے

کہ اُس کے اقبال کا ستارہ ہو یا اہو اور پردہ غیب سے علامت سعادت پیدا ہو سببائی رسول کی بات پر اور یوسف کے خواب سے بخوف رہتے اور آتش حسد و دل ان کے حلقہ حجب پر بادہ مہربانی حضرت کو حال پر دکھی تو بقرآن ہو کہ واسطے قتل کے باندھی اور بعد مصلحت کے سب سے پدر بزرگوار کی خدمت میں آنکھ عرض کی کہ کیا ہو گا اگر یوسف کو سیر کے واسطے ہمارے ہمراہ دو گے جو ایک وزیر لڑو نسب میں مصروف ہیں اور دل سے غم دور کریں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ دل شکنی میری اس فرزند سے ایسی ہو کہ اگر میرے پاس سے جدا ہو تو اُنکی جدائی سے دل منہوم ہو جائیگا اور اگر تم اُس سے غافل رہو تو بھیڑ یا اسکو کھاجائیگا بیٹوں نے کہا۔ بھیڑیے کی کیا مجال ہے۔ جو یوسف کو پاس لے آئے اگر شہر بھی ہو تو گیارہ بھائیوں کے سامنے یہ ہانک جاؤ حضرت یعقوب کا دل اُس جگر گوشہ کی جدائی کا نام نہ کر بیتیاب ہوا تھا اسوٹے انکار کیا اور بھائی نا امید ہو کر اٹھ گئے۔ اور آپس میں مصلحت کرنے لگے کہ ایسی تدبیر ہو کہ باپ کے دل میں ہمارے کہن کی تاثیر ہو ناگاہ اہلیس پرلیس بصورت پیر مرد حاضر ہوا اور انھوں کی صورت بنا کر مستفسر ہوا کہ کیا فکر کرتے ہو اور کس مقصد میں ذکر کرتے ہو۔ جب بھائیوں نے اُس خائن کو امین سمجھ کر اپنا حال بیان کیا تب اہلیس نے اس طرح انکی خاطر نشان کیا کہ جب ایام مبارک ہو اور چٹل ہر اور سر سبز نظر آ رہو تو اول یوسف کو راضی کر کے باپ پاس جاؤ تب اسکو ساتھ لجا کر اپنی غرض سننا دیکھائیوں نے اس بات کو پسند کیا اور بایں آئے موسم بہار کے اپنوں کو خوراک کیا بعد موسم بہار کو یوسف کو ساتھ لیکر باپ سے رخصت چاہی اور یوسف زور و واجانت چاہی حضرت یعقوب طبیعت یوسف کی بظہر دیکھ کر بقرآن ہوئے اور تقدیر الہی سے واسطے رخصت نہ لائیکے بددگار ہوئے آبدیدہ اور بقرآن ہو کر اُس کو رخصت کیا یہود اسے فرمایا کہ یوسف کو تجھے سوچنا ہوں خوب نگہبان کیجیو اور کسی طرح کی تکلیف نہ بیجو تھقل ہو کہ حق تعالیٰ نے حضرت یعقوب پر ایک رومی بھیجی کہ آیا تو جانتا ہے کہ کس واسطے تجھے یوسف کو مینے جدا کیا کہا کہ نہیں فرمایا کہ تو نے بھیڑیے سے خوف کیا اور یہود کی مخالفت پر اعتبار کیا اور میری مخالفت پر نہ چھوڑا القصہ جاتو وقت پیر حضرت یعقوب نے یوسف کو چھاتی سے لگایا اور وصیت میں اس طرح فرمایا کہ اے فرزند دلہندا اگر زمانہ جدا فادار ہو جاوے تو اپنے باپ کو مت بھولیو کہ وہ جب تک تیرا منہ نہ دیکھیں گے تو ہرگز کسی سے نہ ہنسے گا۔

تو اور اقصاء میں لایا ہے کہ حضرت یعقوب جب حضرت یوسف کو چند قدم جدا ہوئے تو بیہوش ہو کر گر پڑے سب سے دور کر دیں ہوئے جب ہوش میں آئے تو یوسف کو سینے سے لگا کر آہ بیکر فرمایا کہ بوفراق کی ہنگو آتی ہے اور اتنا روئے کہ پیر یوسف کا تر ہو گیا جب تلک حضرت یعقوب کی نظیر یوسف پر پڑتی تھی تب تلک

بھائی نہایت غرت اور حرمت سے لئے جاتے تھے جب باپ کی نظر سے غائب ہوئے شفقت کا بچپن واپس آیا اور ظلم کی چادر بچھائی کبھی ٹھانڈیوں سے یوسف کو آزار دیتے تھے اور کبھی نہایت ذلت سے پوچھا کرتے تھے۔ جب نہایت گرمی سے گلاب چہرہ یوسف کا پسینے پسینے ہوا اور پیاس منہ پر غالب ہوئی بڑی عاجزی اور منت کر کے بھائیوں سے پانی مانگا انہوں نے پھیر دینی سے پانی نہ دیا اور نہایت بھوک سے بھائیوں سے کھانا مانگا تو جواب بھی نہ دیا اور ایک بھائی بولا کہ اے چھوٹی خواب والے وہ ستارے جو خواب میں تیری خدمت میں حاضر تھے۔ آؤ مدد مانگ کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے حضور اپنی آفتابے میں شمعوں کو دیا تھا کہ جب یوسف پیاسا ہو تو اس کو پلاؤ شمعوں نے وہ پانی زمین پر بہا کر کہا پیاس سے کیا رقبہ ہے ابھی تیری زندگی کا دور انتقام کی مقرر سے کاٹا جائیگا اور تو ایک قطرہ پانی کا نہ پائیگا جب یوسف نے تاریکی بات سنی تو کانپ گئے اور خدے سے مناجات کی کہ اے فریاد پہنچنے والے میری عاجزی اور ناچاری پر رحم کر اور مجھ کو ہلاکت سے خلاص بخش۔ پھر روئل سے کہا کہ اے بھائی تو اور بھائیوں سے میرے حال پر زیادہ مہربانی کر تا تھا ایک چلو پانی سے میری پیاس کی آگ بجھا دے اس نے پانی کے عوض کڑوا جواب دیا پھر فریاد کا ہاتھ بیہودہ کے دامن میں مار کر کہا کہ باپ نے مجھ کو تیری شفقت کے بھروسے پر سوپنا تھا بھلا تو ہی کہ میری کیا تقصیر ہے بیہودہ کو یوسف کی دراندازی دیکھ کر رحم آیا اور غصے سے بھائیوں کو منہ کیا اور یوسف کو کہا جب تک میں جیتا ہوں کوئی تیری جان کا قصہ نہ کر سیکے گا جب بھائیوں نے بیہودہ کا غصہ دیکھا تو بولے کہ تم یوسف کے قتل کے مقاصد میں کیا صلح دیتے ہو بیہودہ نے کہا کہ میں یوسف کو قتل سے راضی نہیں ہوں اس واسطے کہ گناہ کا قتل کرنا گناہ عظیم ہے بہتر تو یہ ہے کہ پھر چلو اور باپ کی امانت پاکو سونپ دو بھائیوں نے کہا کہ اگر باپ پاس لیا تو اس کے تو بیشک ہمارے قتل کا پاب سے بیان ہونے لگے پھر بیہودہ نے بعد فکر کے کہا کہ مصالحت یہ ہے کہ اسکو کنوئیں میں ڈالیں یا تو ہم جاریہ کیا کوئی نکال کر دوسرے ملک میں لیا جائیگا لیکن مار ڈالنا اسکا صلح نہیں ہے بھائیوں نے یہ بات پسند کی اور کنگان سے تین فرنگ ایک کنواں تلاش کیا وہ کنواں سامن لوح کی وقت کا تھا چار سو گز گہرا اور پانی اسکا نہایت کھاراکہ جسکے دیکھنے سے روح تحلیل ہوتی تھی جب یوسف کو کنوئیں پر لگے اور ارادہ کنوئیں ڈالنے کا کیا تو یوسف کبھی تو بھائیوں کی بزرگی کو شفیق لگتے تھے اور کبھی اپنی خرد سالی انکے روبرو بیان کرتے تھے انہوں نے مطلق یوسف کی عاجزی پر رحم نہ کیا یا اور پیراں اس تن نازنین سے کھینچا اور ہاتھ پاؤں بالوں کی رسی باندھ کر اس ماہر کو اس اندھیرے کنوئیں میں لٹکایا اور آدھی راہ سے رسی کاٹی خدا کی قدرت دیکھو کہ ابھی یوسف کنوئیں کی راہ کو نہیں

پہنچے تھو کہ جبریل امین حکم رب العالمین سنانہ امتی سے پہنچو اور ان کو معلق اٹھا کر ایک غنیمت چھو جو بانی کے  
 اوپر نمودار کھایا کنوئیں کے حشرات ذالکروں کو پکارا کہ ہرگز اپنے مکانوں سے باہر نہ نکلیو۔ کہ ایک  
 معصوم بکینا ہمارے یہاں آیا ہے جب تک یوسف کنوئیں میں ہوتا تک کوئی پرندہ اپنے مکان سے نہ  
 کہتے ہیں کہ جب بھائی کنوئیں پر ایک پتھر رکھ کے گئے یوسف اس حال کو دیکھ کر زندگی سے یابوس ہو کر اور  
 ایک آہ کا نہ مارا جبریل امین ایک آن میں فلاں سے کنوئیں کی تیس پہنچے اور وہ کہہ جو حضرت ابراہیم نے غم  
 کی آگ میں خدا کے حکم سے پہنا تھا اور حضرت یعقوب نے اسکو تو نیکو بنا کر یوسف کو بازوئیں باندھا تھا انکا لکڑیا  
 مبارک میں پہنایا اور مردہ خوشی کا ان کو پوچھایا کہ جلد تیرے غم کی ملت خوشی کے نور سے بدلیگی اور تو سن  
 سلطنت پہنچے گا اور یہ بھائی ظالم تیرے سامنے کھڑے ہونگے اور تو انکا ظلم کو رو برو بیان کریگا اور یہ اپنی خطا و  
 پراقرار کریگا نقل ہو کہ جب بھائیوں نے یوسف کو کنوئیں میں ڈالا تو ایک گبری کو بچو کو فوج کر کے اس کے  
 کتے کو خون سے آلود کیا اور شام کی وقت گھر کو روانہ ہوئے جب آفتاب غروب ہوا تو حضرت یعقوب کی  
 خاطر نہایت تیز رہی تو صفر نام لوندی کو ہمراہ لیکر بیٹوں کے استقبال کو گئے کہ شاید میری آنکھوں کی پتلیاں  
 یوسف کا جمال دیکھ کر روشن ہوں جب انتظار سے گزرا اور اندھیرا ہو گیا تو حضرت نے صفر سے کہا کہ  
 میرے فرزند کو پکارو کہ تمہارا باپ بچ انتظار کھینچتا ہے جلد آؤ صفر نے بوجہ حکم کے پکارا سب بھائی دوڑو  
 اور فجر کے مرغوں کی طرح شور کیا اور اند صبح کا دھبے اچو کر بیان کو چیر اور فریاد و اوسفا اور واسیتا کی  
 نکالی یعقوب یہ ناہ جانکا کہ سنگر بہوش گر پڑے بیٹوں نے باپ کو خاک پر پڑا دیکھا تو یہ ہودانے سر مبارک  
 حضرت کا پوزا نو پر رکھا اور بھائیوں سے کہا کہ یہ کیا کام تنے کیا اور بغیر کوئی خاک اپنے سر نہ چھانی اور باپ کو یہ خبر  
 ناخوش سانی کون ایسا کام دنیا میں کریگا جو تنے کیا وہاں سے باپ کو اٹھا کر گھر میں لے صبح تک حضرت یعقوب  
 بہوش سپہ جب باد صبا چلی اور حضرت یعقوب کو بہوش ہوا تو فرمایا کہ اے عزیز میرا نور چشم کہاں ہے  
 بہوش نے کہا کہ ہم تو یوسف کو اسباب پر چھوڑ کر آگے گئے تھے اسکو جو جیہ رکھا گیا حضرت یعقوب چہرہ بہوش  
 ہو گئے پھر جب ہوش میں آئے تو روئیل نے آگے آکر کہا اے پدر عزیز خدا تجھ کو یوسف کی طرف سے جبریل دیو جب  
 پیرن ٹولن آلود یوسف کا طلب کیا اسکو دیکھ کر فرمایا کہ عجب بیٹھ پاتھا یوسف کو کھایا اور پیرن کو نہ چیرا اور فرمایا کہ  
 جاؤ اور اس بیٹے کو تلاش کر کے لاؤ بھائی جبریل کو گئے اور ایک بیٹھ پاتھ کر اسکا منہ غلے آلود کر کے حضرت  
 یعقوب کے سامنے لا کر حضرت یعقوب نے بیٹے کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے ہی میرے دلن کو کھلایا یہ بیٹے کو کہا

یا بنی اللہ پناہ خدا کی ہو کہ مجھے فعل صادر ہوا ہو ہاری مجال میں کہ نہاری بکریو میں تصرف کریں کہ فرزند  
 عزیز کا کیونکر قصد کیلئے ہم پر تو گوشت پیغمبر و زکا حرام ہے جب حضرت یعقوب نے بیٹوں سے کہا کہ نہاری و نفس  
 امارتے یہ کام کیا ہے پھر وہاں سے جنگل میں گئے اور قیادی کہ اے یوسف و قرة العین تجھ کو کون سے  
 کنوئیں میں ڈالا کون سے دریا میں غرق کیا یا کس تلوار سے قتل کیا اور کس زمین میں گاٹا اس بقیاری  
 کی حالت میں جب ریل نازل ہوئے اور کہا کہ اے بنی اللہ آسمان کے فرشتو کو تنے رلایا اور ملائکہ مقدس  
 کو بے صبر بنایا سب کام صبر سے درست ہوتے ہیں اور بصری انبیاء کے حال سے مناسب نہیں ہے حضرت  
 یعقوب بولے فصیح جلیل و اللہ المستعان علی ما تصفون انصرفت یوسف ۳۲ و زنا کنوئیں پر  
 ہے اور جب ریل میں اُنکے امین ہتے تھے اور تیلی کرتے تھے اتفاقاً ایک قافلہ سودا گروں کا صلا بن سے  
 مصر کو جاتا تھا ریس انکارا نہ بھول کر جنگل میں حیران پھرتا تھا بکنوئیں پر پہنچے تو مالک کے حکم سے وہاں  
 مقام کیا بیچ کو مالک نے دو غلاموں کو واسطے پانی لانے کے بھیجا ایک کا نام بشیر اور دوسرے کا نام بشری تھا جب  
 بشیر نے ڈول کنوئیں میں ڈالا تو حضرت یوسف نے جانا کہ بھائی تجھ کو کنوئیں سے نکالا چاہتے ہیں حضرت جبریل  
 نے فی الفور آمان سے نازل ہو کر تعالیٰ کی طرف سے پیغام پہنچایا کہ اے یوسف اٹھ اور اس ڈول میں بیٹھ ہمز  
 اس قافلہ کو تیرے واسطے بھیجا ہے وہ ماہر و بموجب علم الہی کے اُس بروج و لو میں بیٹھا اور اللہ کے حکم سے  
 رسی کو پکڑا اور حضرت جبریل نے بشیر کی مدد ڈول کھینچنے میں کی بشیر نے جو ڈول کھینچا یوسف کو دیکھ بے اختیار  
 خوشی و پکارا کہ یا بشری ہذا غلام کہتے ہیں کہ حضرت یوسف کے بہائیوں نے ایک شخص خبردار کنوئیں کے نزدیک  
 مقرر کیا تھا جب کوئی انکو نکالے تو ہم کو خبر کچھو جب جاؤں نے کنعان میں جا کر یہ خبر بھائیوں کو پہنچائی بھائی  
 اُس خبر کے سنتے ہی بدحواس ہو کر ایک آن کی آن میں آن پہنچے اور قافلہ والوں سے مباحثہ کیا کہ  
 چند روز سے یہ ہمارا غلام بھاگا تھا ہم اسکی تلاش میں تھے سودا گروں نے کہا معاذ اللہ کہ یہ غلام ہو۔ یہ بزرگ  
 موتی کا ان شرافت کا معلوم ہوتا ہے بولے کہ یہ غلام ہے خاندان پیغمبری میں تربیت پائی ہے لیکن چند روز  
 شیوہ بیوفائی کا اختیار کر کے بھاگا ہے یوسف یہ بات سنتے تھے لیکن ماسے ڈر کے دم نہ مارتے تھے پھر بھائیوں  
 نے کاروائیوں سے کہا کہ ہم اس غلام کو اس عرب سے بچتے ہیں اگر خریدتے ہو تو اور نہیں تو ہمارے حوالہ کرو  
 سودا گروں کو حضرت کے چپ ہونے سے گمان ہوا کہ یہ بندہ ہے اور جب حضرت یوسف نے بوجھا تو انہوں نے  
 فرمایا کہ میں بردہ ہوں اور بندہ زائد ہوں جب مالک نے قیمت پوچھی بھائیوں نے کہا کہ ہم تجھے کچھ مضائقہ نہیں

کرتے جو دیگا سوینگے مالک نے کئی درم کھوٹے دیکر خرید لیا بیویوں نے یوسف کا ہاتھ پکڑا مالک کے حوالے کیا حاجب  
 مشتری نے سینا مر طلب کیا تو دشمنوں نے سینا مر لکھ دیا اور انھیں یہ شرط لگائی کہ اسکو مصر تک قیاسے مرث چھوڑو یو  
 حضرت یوسف حیران ہو کر بھائیوں کو دیکھتے تھے اور انکی جبری پر روتے تھے پھر سودا گروں نے انکو اونٹ پر بٹھایا  
 اور مصر کا رتہ یا حاجب مصر کے نزدیک پہونچے اور ایک چٹم پر اترے اور یوسف ذ غسل کیا اور لباس نیسا  
 پہنا کاروانیاں وہ چہرہ خوش شید طلعت دیکھ کر حیران ہوئے اور اُس ماہر کے نظام سے جو جیسر و سامان ہوئے  
 اور شہر کبیطر متوجہ ہوئے کہتے ہیں کہ قافلے کے پہونچنے کو آگے یوسف کمال کا احوال مصر میں مشہور  
 ہو گیا تھا اور ہر ایک اہل شہر تنہا دیدار پر انوار میں چشم براہ تھا اور حضرت یوسف کو اللہ تعالیٰ نے ایسا  
 جمال بخشا تھا کہ جدھر توجہ کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آفتاب نکلا اور اتفاقاً جس روز مصر میں داخل  
 ہوئے اُس دن دُنیائے چہرے پر ابر کا نقاب تھا جو وقت نور اُس کے چہرہ منور کا روشن ہوا جہاں کو ان کا  
 آفتاب کے روشن کیا شہر کے لوگ استقبال کو نکلے اور بادشاہ مصر نے بھی وزیر کو کہ غیر ضرر اسکو کہتے تھے  
 روانہ کیا حاجب غیر مصر کا روان میں پہونچا اور یوسف کی خریداری کا ذکر آیا مالک نے کہا کہ تین دن کے بعد رنج  
 سفر سے آرام کے شہر میں آویگا چنانچہ دسویں تاریخ ماہ محرم کی نہایت شہمت اور احترام سے مصر میں آئے  
 ایک کرسی پر حضرت یوسف کو بٹھایا اور شہر والہ نکو یہ شہنشاہ رُسیا لے کون لیتا ہے اس غلام لبیب کو اور کون خرید  
 ہے اس دلارام حبیب کو حضرت ذ فرمایا کہ یوں پکارو کہ کون لیتا ہے اس غلام غیب کو اور کون خریدتا ہے اس غلام  
 غلبین لبیب کو القصد خریدار ساعت باعیت یادہ ہوتے تھے اور مشتری لفظ لفظ قیمت بڑھاتے تھے حضرت  
 یوسف نے اس حال کو دیکھ کر آبدیدہ ہو نہایت غلبین اور خرین ہو کر جھک گیا جابر ایل میں پیغام رب العالمین  
 کا پہونچا یا کہ اے یوسف غم مت کھا قلم مجھ کو اپنی عزت اور جمال کی کہ مجھ کو اس شہر سے ایک قلم باہر نہر جاؤں گا  
 جتنا کس غیری غلامی کا سبکی پیشانی پر پردہ لگاؤں گا۔ کتب کو رانج میں لکھا ہو کہ قلم نام ایک شخص خازن بادشا  
 مصر کا تھا اسکو غیر کہتے تھے اسکا قبیلہ رایل نام مشہور بہ زلیخا تھا بیٹی بادشاہ طیبوس کی جب قیمت یوسف ۳۰  
 درہم اعلیٰ کو پہونچی زلیخا نوکے حسن و جمال کی خوبی کسکا غائبانہ عاشق ہوئی تھی عزیز کو یوسف کے خریدنے  
 کی رغبت دلائی لے کہہا کہ میرا تقدیر جنس اسکی قیمت کو کفایت نہیں کرتا زلیخا نے ایک ڈبہ جواہرات کا جو  
 اپنے باپ کے پاس سے لائی تھی۔ اور قیمت اُس جواہرات کی خرچ لگ کر مصر سے زیادہ تھی عزیز کو دیا اور سب  
 خریداروں سے دونا بڑھا کر اس جان جانان کو خرید لیا مالک نے اُس صدق بیعت کو اور اُس کو بہر عدل رسالت



کو ہاتھ سے دیا اور نکر اور پتھر دلوں سے اپنا دل خوش کیا لیکن مالک کو غلو نسب اور کمال حسب یوسف کا معلوم ہو گیا تھا اس واسطے حضرت یوسف کے قدموں پر گرا اور غلہ چاہا حضرت صدیق نے غلہ اس کا قبول کیا اور وہ قبالہ جو بھائیوں نے بیچنے کی وقت مالک کو لکھ دیا تھا لے لیا کہ وقت حاجت میں حاجت ہو اور بھائیوں کو خجالت ہو مالک قبالہ دیکر رخصت ہوا اور عزیز مصر یوسف کو گھر لے گیا اور زلیخا سے کہا کہ اس کو نہایت عزت اور حرمت دیکھو اور اچھی جگہ آباد ہو ہم اس کو فرزندی میں قبول کریں گے زلیخا نے جو حکم سنا تو اپنے دل سے بہتر کوئی جگہ نہ دیکھی اس واسطے مقام اس کا دل میں ٹھہرا عجیب اجر ہے کہ بھائیوں نے تو اس کو آب و گل میں ڈالا۔ اور غیروں نے دل میں جگہ دی جب حضرت یوسف جوانی پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زیر علم اور حکمت رحم اور عصمت سے آراستہ کیا زلیخا تو جان و دل سے ان کی خدمت میں حاضر تھیں لیکن عزیز مصر کی وصیت کے بہانہ کر کے فی الفور شتر جوڑے رنگانگ تیار کئے اور تاج صمصم ترتیب دیکر ان کے مبارک سر رکھا اور رات دن یوسف کی محبت میں مستعد اور سرگرم تھیں جب یوسف کے عشق کی آگ زلیخا کے دل میں مشتعل ہوئی سو اے تنہا دل یوسف کو دوسری آرزو دل میں نہ تھی یوسف اس بات سے مخبر دار ہوا کہ اس کی محبت کو کنارہ کرتے تھے اس غم سے چہرہ زلیخا کا مانند ہال کے ہوا اور سر و قد اس کا مانند خال کے ہوا جب دانی نے زلیخا سے احوال پوچھا زلیخا نے اپنی عاجزی اور نیاز اور یوسف کی بے پروائی اور استغنائیاں کی اُس نے نہایت تنجب کیا اور بولی کہ تمام اہل مصر تر ایدار دیکھنے کے آرزو مند ہیں اور ملاقات کے مشتاق زلیخا نے کہا کہ باوجود اس حسن و جمال کے ہرگز یوسف میری طرف نظر نہیں کرتا اور اس چہرہ و ملامت پر توجہ نہیں کرتا آخر دانی کی تعلیم سے ایک محل بنایا ہوا اس کے در و دیوار پر تصویر یوسف اور زلیخا کی منقش کی اور تمام سامان اور اسباب موافق ہر ایک مکان کے مہیا کیا زلیخا ایک روز فرصت پا کر تخت پر بیٹھی اور حضرت یوسف کو بہانے سے طلب کیا اور اپنے پاس بٹھا کر نہایت بے قراری سے بمقتضیٰ بشریت جمعیت چاہی حضرت یوسف نے کہا کہ عزیز مصر میری امری اور محسن ہے کیونکر میں اپنے دامن عصمت کو لوٹ شہوت آلودہ کروں میں فرزند بنی اسرائیل اور شرف مشجرہ ابراہیم خلیل ہوں ایسے محرمات اور مہنیات پر کس طرح دلیری کروں۔ زلیخا نے ہرگز یہ غلہ نہ سنے ادب پروردہ ہو کر اپنا عشق جتانے لگی اور کہا کہ اگر تو میری آرزو برائے تو میں اپنے جو اسرار اور اسباب تیرے گناہ کے کفارہ میں خیرات کروں گی خدائے اگناہ معاف کر دے لگاؤ غرض جب مباحثہ ان کا آخر سے گزرا اور المیہ میں نے بلبلیں کا جال پھیلایا ہے الجاہل بے تفصائل و کفایت بہ وہ مہربان رحمت طبعیت میں حضرت یوسف

کے پیدا ہونی اور غرض و مقصد دیوار پر تصویر اپنی اور زلیخا کی دست و بھل دیکھی اور شیطان بھی اس طرح  
 مددگار ہوا لیکن حمایت اور حفاظت خدا کی جسکی مددگار ہو اُس پر شیطان اور نفس کا تسلط نہیں ہو سکتا۔  
 حضرت یعقوب کی صورت انکو نظر آئی اور فرمایا کہ لے بیٹا نام تیرا نبی اس مکتوب ہے اور نور دیدہ خلیل  
 اور قرۃ العین یعقوب ہے، ایسا نہ ہو کہ نام تیرا نبوت کے دفتر سے ہٹ جاوے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یوسف  
 کی نظر اُس خلوت میں ایک پردہ پر پڑی پوچھا کہ یہ کیا ہے زلیخا بولی کہ یہ میرا محبوب ہے اس واسطے میں پر  
 اُس پر ہانڈھا ہر یوسف نے کہا سبحان اللہ تو صدم سے شرماتی ہو اور میں صدم سے نہ جیا کروں دوہیں اپنے تئیں زلیخا  
 کے ہاتھ سے چھڑایا اور حجرہ خاص کے نکلے اورچہ دروازوں سے باہر ہو کر زلیخا بیتا بنہ پیچھے دوڑی۔  
 اور ساتویں دروازہ پر یوسف کا پیرا بن پیچھے سے پکڑ کر کھینچا پیرا بن ٹکٹے ٹکٹے ہوا اور دروازہ سے باہر  
 نکلتے ہی عزیز مصر مانے سے آیا زلیخا نے نہایت کھسیانی ہو کر شور کیا کہ کیا سہل ہے اسکی جوتیرے قبیلے سے  
 ارادہ بدی کا رکھو ایسے شخص کو قید اور عذاب الیم کیا چلیے حضرت یوسف نے ناچار اپنی بیگناہی اور زلیخا  
 کی رغبت اور زیادتی بیان کی عزیز مصر نے ہاتھ قبضہ شمشیر بر رکھا چاہا کہ یوسف بیگناہ کو زندان عجم میں  
 پہنچا وے کہ یکایک قادر پر کمال نے ایک سات جہینے کے لڑکے کو قوت گویائی کی بخشی اور ہر کام فصیح آنو  
 یوسف کی طہارت پر گواہی دی کہ اگر پیرا بن یوسف کا آگے سے پھٹا ہو تو زلیخا سچتی ہو اور یوسف دروغ گو اور  
 اگر پیرا بن پیچھے سے چاک ہو تو زلیخا جھوٹی اور یوسف سچے ہیں۔ جب بعد امتحان کے بیٹا کی زلیخا کی اور ہاکو  
 یوسف کی ظاہر ہوئی تو کمال شفقت سے حضرت یوسف کو وصیت کی کہ اس عورت کو کنارہ کر۔ اور یہ راز  
 کسی سے نہ کہو تاکہ یہ بات عیر میں شہرت نہ پائے اور زلیخا کو تنبیہ کہ کے دلائل استغفار کی کی لیکن  
 عشق اور مشک چھپ نہیں سکتا یہ بات چند روز میں شہرہ آفاق ہوئی اور مصر کی عورتوں نے زلیخا پر زبان  
 کی دراز کی کہ اپنے غلام سے عشق بازی کرتی ہو اور وہ اُسے خاطر میں نہیں لاتا تب زلیخا نے چاہا کہ اس آگ کو بجھا دو  
 خوان دعوت کا بچھا کر سب کو بلاوے اور یوسف کے حسن کا تماشا سب کو دکھاوے اور اس پردہ میں اپنی  
 مجبوری اور بی قصور سی ظاہر کرے ارکان داعیان کی بیٹیاں خصوصاً ساقی اور خوان سالار اور صاحب کی  
 بیٹیاں محفل ضیافت میں حاضر ہوئیں اور من میں دیا اور چری کی آراستہ کیں اور منقبات سرود و ساز اور  
 ارغنون نواز کو حاضر کیا اور زلیخا نے ہر ایک سلامت کرنیوالی کے ہاتھ میں ایک چھتری اور ایک تنج خوش رنگ  
 دیا۔ اور پھر زلیخا نے اُس راہ نام کو کہ آفتاب جس کے دیکھنے سے بغیر ہوتا تھا طلب فرمایا جب وہ رشک گلستان

غنیہ کے پردے سے باہر آیا اور ملامت کرنیوالوں کی نظر اس قدر طلعت پر پڑی زلیخا چارسی پر رحم فرمایا اور اپنی خطا کا اقرار کیا جب چاہا کہ ترجیح کو پارہ کریں عالم بے اختیاری میں سب سے اپنے ہاتھ کاٹے اور بیہوش زمین پر گر گئیں۔ جب بیہوش میں آئیں تو سب سے اپنے ہاتھ کاٹے پائے اور بالاتفاق آواز کی کہ مَآلِہَذَا بَشَرًا اِنَّہٗ فَاکَاہُ لَکُمْ کَیْذٌ زَلِیخَانِے انکو ملامت کر کے کہا کہ جبکی تجھ میں تم مجھ کو ملامت کرتی تھیں وہ فتنہ یہ ہے سب سے کہا کہ ہم کو اپنی ملامت سے سوطح کی مذمت ہو اور تیرے تئیں ہم پر سوطح کی کرامت ہے جب زلیخا نے کہا اے یارانِ مشفق دے دو تان موافق میری غمخواری کرو اور اس واقعے میں بدوکاری وہ سب عاشرین بیکارے گھر و نکوائیر مگر دو بیباں کہ شیریں سخن اور چرب زبان تھیں وہ دو وار ہوئیں کہ ہم دو نو میں ٹھیک کر دروائے وصل کے کھوینکے اور فرشِ عشرت کا بچھاویں گے اور اس بات کو غافل تھیں کہ یوسفؑ ہشتا ہزار پاکباز رہے کہ صیاد ہوا وہ ہوس کے دام میں گرفتار نہ ہو گا پھر ان میں سے ایک نے یوسفؑ پاس جا کر کمر کا جال بھینسا کہ کہا کہ اے سعادت مند زلیخا کو اس بند جدائی میں مست بند کر اور رضامندی اسکی اپنا بیہودہ جانکر خوان وصل سے اسکو ناسبت کہ وہ عروس ہے اور توشاہ تو آفتاب اور وہ ماہ یوسفؑ نے ایسی باتیں نصیحت آمیز فرمائیں کہ وہ ضعیف حیران ہو گئی اور دم بخود ہو کر پھر آئی وہ مری بی بی نے جا کر طریقہ تہدید اور دھمکانیکہ شروع کیا کہ اگر اس قسم کے بہانے پیش لاویگا تو بلا توقف قید خانے میں جاویگا یوسفؑ نے کہا نبوت کو جہل کا شیر ٹوٹنے کے قریب سے فریقہ نہ ہوگا اور میدانِ قرب الہی کا ہوا چڑیوں کے دامِ تیر میں نہ بچنے گا پھر ان کی باتوں سے نہایت تنگ ہو کر جنابِ الہی میں فریاد کی کہ خداوند اسی تئیں قید خانہ اس قریب خانہ سے محبوب ہے اور غم نہانی اس گلستانِ بسیر و سامان سے زیادہ مشروب ہے وہ دو نو عورتیں کہ پردہ خود بھی طالبِ وصل یوسفؑ کی تھیں ایسی باتیں سن کر زلیخا کے پاس گئیں اور احوال ظاہر کیا کہ مصالحت یہ ہو کہ یوسفؑ چند روز قید خانہ میں بھیج دو تو اس گوشہ حیران میں اس گلستان کی قدر جلنے اور اس زاویہ پر وحشت میں تنہائی کا دکھ اٹھاتا پیرادل و جان سے طالب ہو کر زلیخا کو یہ بات پسند آئی اور غیر مصرعہ کہا کہ اس غلامِ عبرانی کو مجھ کو تمام خلق میں سوا کیا اب اسکو قید خانہ میں بھیج دو تا لوگ حاش کہ میرا دامن اس گناہ کو لوث ہو پاک ہو عزیز بے تیر نے اپنے خواص سے مشورت کی سبھوں نے زلیخا کی رائے کو صواب جانا اور اس سگینا کو طوق و زنجیر کے قید خانہ پر بھیج دیا جب وہ دل زندہ قید خانہ میں آیا گو یا مڑے قیدیوں کی جان میں جان آئی اور بندہ صوری پاؤں کی زنجیریں اور ہاتھوں کی کڑیاں بجا کرنا چنے لگے جب یوسفؑ قید خانہ میں پہنچے زلیخا نے دار و درہ کو حکم کیا کہ طوق و زنجیر

آثار کر ایک مکان مقبول میں انگور رکھ اور اُس مکان کو مشک و عنبر سے مسطر کر حضرت یوسفؑ وہاں جا کر مقام  
 کیا جب عبادت و فارغ ہوتے تھے تب قیدیوں نے حال پوچھتے تھے اور انکی خوابوں کی تعبیر بیان کرتے تھے  
 اور در ماند و نکو نجات کی اُمید دیتا اور اچھی اچھی باتوں سے انگور دل کو خوش رکھتے تھے۔ تمام اہل زندان انکی  
 صحبت و خوش رہتے اور قید خانہ کی مصیبت بھول جاتے جب تقدیر الہی نے حضرت یوسفؑ کو قید و  
 نکالنا چاہا اُسکے اسباب مہیا کئے نقل ہو کہ بادشاہ روم نے ایک رسول مصر کو بھیجا تھا اور مال اور جواہر  
 بیشمار اور کھوڑا زہر قائل اسکو دیا تھا کہ بادشاہ مصر کے مصاحبوں کو مال و فرقتہ کر کے بادشاہ کو نہر کھلا دو  
 چنانچہ اُس سول نے خوان سالار اور شراب دار کو اپنا دوست بنا کر بعت کیا اور تم کے یہ احوال ظاہر کیا شہزاد  
 نے توانکار کیا اور خوان سالار جواہر آبدار کے لالچ سے راہ راست سے پھیرا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی لیکن اُن دونوں  
 میں سے کسی شخص میں پرگناہ ثابت نہ ہوتا تھا اس واسطے بادشاہ نے دونوں کو قید خانہ میں بھجوا دیا یہ دونوں  
 جب اُس منزل و گیسر میں سیر اور پار بنجی ہو کر پہونچے اور مہینہ اُس ماہ گشتان کی میسر ہوئی زلیخا کی مانند  
 اُس غبرانی کی غلامی اختیار کر کے مصاحبہ بادشاہ کی بھول گئے اُن دونوں نے مصاحبت کی کہ یوسفؑ ہر  
 ایک محبوب کو خوشخبری دیتا اور ہر ایک کے خواب کی تعبیر کرتا ہوا اُسکو امتحان کی کسوٹی میں کسیں اگر  
 خالص ہو تو دل و جان و اُسکی خدمت قبول کریں انہوں نے دو خواب میں ان دیکھی تجویز کر کے حضرت  
 کے حضور میں عرض کی ایک نے کہا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں بادشاہ کی واسطے شہر انگور پھرتا ہوں  
 دوسرا بولا کہ میرے سپر روٹیوں کا خوان ہو اور کوئے سے خرما رکھاتے ہیں ہمارا اس خواب کی تعبیر فرما دو ہم  
 مگرمردنیک گمان کرتے ہیں یوسفؑ نے بصیرت کو فرمایا کہ اے یاراں زندانی تعبیر تمہاری خواب کی یہ ہے ساتی ہند  
 تین دن کے قید سے نخلصی پاکر اپنے درجہ اولیٰ کو پہونچے گا اور خوان سالار بدترین دن کے یہاں سے نکلے گا ساتی پر  
 چڑھایا جاوے گا اور پرندے ہول کے اُس کے سر کا منتر کھاویں گے جب انہوں نے یہ بات یوسفؑ سے سنی۔ تو  
 بوئے کہ ہم نے تو خواب نہیں دیکھے تھے بلکہ باری میں تمہاری امتحان کے واسطے چہنچہ نکمے بنائے تھے حضرت  
 یوسفؑ نے جواب دیا کہ ہو چکا وہ کام جو میں تم فقوے چاہتے تھے علم الہی تبدیل نہیں ہوتا پھر اُس ساتی کو کہا کہ جب  
 تو اپنے منصب پر قائم ہو اور تقرب بادشاہی لے لو حاصل ہو تو وقت مناسب میں بادشاہ سے عرض کیجو۔ کہ کئی  
 سال سے ایک غلام عبرانی مظلوم زندان میں محبوس ہو اور دنیا کے فوائد اور لذت و محروم اور یاس ہے  
 ساتی نے حضرت یوسفؑ کی بات قبول کی تین دن کے بعد تقدیر نے ایک کو تخت مراد بچھایا اور دوسرے کو

سولی پر لٹکایا اور شیطان نے ساقی کے دل کو ذکرِ یوسف کا بھلایا لیکن اللہ تعالیٰ کو مانگنا حضرت یوسفؑ کاغیر سے ناپسند آیا اور جبرائیل امین کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اسی یوسفؑ تجھ کو مجھے شرم نہ آئی کہ تو نے مخلوق کو پناہ چاہی قسم ہے مجھ کو اپنے عزت اور جلال کی تیرے تکیں اور بھی چند سال قید میں رکھوں گا القصہ جب مدت محنت کی تمام کہوئی اور مصیبت کیدن انجام پائے بادشاہ مصر ریان بن الولید نے خواب میں دیکھا کہ سات گائیں فریبل اسے باہر نکلیں چھپے اُس کے سات گائیں بلی پیا ہوئیں اور اُن موٹی گائیں کو نکول گئیں اور دلیوں کے پیٹ اٹکے کھانيسے زیادہ ہٹے دُہلی سی ہیں پھر سات خوشے پندرہ دار دیکھو کہ سات خوشے خشک ہو چکے یہاں تک کہ بنو خوشوں نے اثر نہری کا چھوڑا بادشاہ سیدار ہو کر مدول اور متفکر ہوا تمام ساحروں اور کاہنوں بڑا تعبیر لوجھی سبھوں نے کہا یہ خواب پریشان ہو اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر کے عالم نہیں۔ ان باتوں کے سننے تیوقت ساقی کو حضرت یوسفؑ کی باتوں اور تعبیر و نکاح خیال گذرا اور عاجزی معبروں کی دریافت کر کے بادشاہ کو عرض کی کہ ان معبروں کے قول باطل اور اُنکی بات خرافات ہو بادشاہ ان الوالعزم کے خواب بیشک لائق تعبیر کے ہوتے ہیں پھر احوال خوان سالار کا اور تعبیر حضرت یوسفؑ کی مفصل بیان کی بادشاہ نے احوال یوسفؑ کا پوچھا ساقی نے کہا قصہ اُنکا طویل ہو میں تفصیل سے واقف نہیں کرنا جانتا ہوں کہ کریم زادہ اور ابراہیم کی اولاد سے ہے اور کمال صورت اور لطیف سیرت سے آراستہ ہے اور غیر مزید میر نے اپنی عورت کے کہنے سے اُن کو زندان میں بھیجا ہے بادشاہ نے ساقی کو زندان میں بھیجا ساقی نے مضمون خواب بادشاہ کا اور عاجزی معبروں کی بیان کر کے عرض کی کہ تم اُسکی تعبیر کرو جو میں بادشاہ سے عرض کروں۔ اور تمہاری قدر و منزلت حضور میں واضح ہو اور تم اس زندان سے مخلصی پاؤ حضرت یوسفؑ نے زبان اُٹھا کر ترحمان سے بیان فرمایا کہ سات گائیں موٹی اور سات خوشے بنو عبارت سات برس پر نعمت اور زراعت کر ہئیں کہ مخلوق کو آسودگی اور رفاهیت ہوگی اور سات گائیں دُہلی اور سات خوشے صوفی بشارت ہو طرف ستا برسوں کے کہ اُنہیں تنگی اور عسرت ہوگی اور لوگوں میں معیشت کا اسباب تنگ ہوگا اور پھر فرمایا کہ تدبیر اُسکی یہ ہے کہ سات برس کھیتی کریں بڑی محنت سے اور خوشوں کو دانوں سمیت لکھیں مگر حضور البقرہ خرچ صرف کریں اور حضور اتحکم کی واسطے رکھیں پھر بعد سات برس قحط کا آسمان و باران رحمت نازل ہوگا اور خلق کو آسودگی ہو جائیگی جب ساقی نے زندان سے مراجعت کر کے بادشاہ سے تعبیر بیان کی بادشاہ نے جانا کہ تیو حق ہو اور سوا اسکے دوسری تعبیر اس خواب کی نہیں حضرت یوسفؑ کی مخلصی کا حکم دیا۔ اور حضور میں طلب کیا ساقی

نے زندان میں الاستیاق بادشاہ کا واسطے ملاقات اس سرور ملت بلوغ مروت نبوت و ظاہر لیا لہ مہیب  
ساتھ بادشاہ کی بارگاہ میں چلو حضرت یوسف قبول کیا اور کہا کہ پھر جاؤ اور بادشاہ سے پوچھ آؤ کہ کیا  
حال ہے اُن عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے جب ساتی نے یہ حال عرض کیا بادشاہ متعجب ہو کر  
ساتی سے پوچھنے لگا ساتی نے کہا کہ غلام عبرانی ہے نہایت حسین کہ عزیز مصر نے مالک سے خرید لیا اور وہ ایک  
قید ہو چکی اور عورتوں کے ہاتھ کاٹنے کی جو زبان حضرت یوسف کے منی تھی مفصل عرض کی بادشاہ و صاحب  
السجن کو بلا کر فرمایا اور سبب اُن کو قید ہونیکا پوچھا صاحب السجن نے کہا کہ عزیز مصر نے اسکو قید کیا ہے اور  
اور وہ ہر روز روزہ رکھتا ہے اور شب کو الوان نعمت اُس کے روبرو لیجاتے ہیں دوقے تناول کر کے باقی  
محتاجوں کو دیتا ہے بادشاہ نے عزیز مصر کو بلا کر پوچھا اُس نے حقیقت کو پوشیدہ رکھ کر کہا کہ میں نے اُس غلام  
کو مالک سے خرید کر فرزند ی میں رکھا تھا اُس خیانت ہوئی اس واسطے قید کیا ہے پھر بادشاہ نے ساتی کو پوچھا  
اور حضرت یوسف کو بلایا انہوں نے پھر انکار کیا اور فرمایا کہ میں جب آؤں گا جو عزیز مصر راضی ہو۔ اور رخصتا  
مندی اُسکی اسوقت ہوگی کہ اُن عورتوں سے میرا حال پوچھا جا۔ ساتی نے بادشاہ کو خبر دی۔ بادشاہ  
زیادہ متعجب ہوا اور ہاتھ کٹی عورتوں کو حاضر کروایا اور یوسف و زلیخا کا حال مفصل پوچھا وہ بولیں کہ  
معاذ اللہ ہم نے ہرگز امیں بدی نہیں دیکھی بالکل ہمارا کرو فریتھا پھر زلیخا کو بھی بلایا اُس نے بھی اقرار  
کیا کہ میں نے خود اسکو اپنی طرف بلایا وہ اپنی بات میں سچا ہے حضرت یوسف نے بعد اس تحقیقات کے فرمایا  
کہ غرض میری یہ تھی کہ عزیز مصر جلنے کے میں نے اُسکی امانت میں خیانت نہیں کی ہے۔ جب حصصت اور  
ظہادت حضرت یوسف علیہ السلام کی روشن ہوئی تب ایک مقربان درگاہ سے بموجب حکم کے حضرت  
یوسف کے پاس گیا اور پیغام بادشاہ کا پہنچایا یوسف زندانیوں کو دعا خیر کی اور کتے وقت زندان  
کے دروازے پر لکھا هَذَا قَبْرِ الْأَحْيَاءِ وَبَيْتُ الْأَخْوَانِ وَنِعْمَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ يَنْتَظِرُونَ یہ قبر ہے زندان  
کی اور گھر ہے عمون کا اور دشمنوں کے خوش ہونے کا بعد اُس کے غسل اور حمام کر کے لباس فاخرہ  
پہنکر بادشاہ کے خاص گھوڑے پر سوار ہو کر متوجہ بارگاہ کے ہوئے جب آگئے بادشاہ کی اور ارکان دولت  
کی یوسف پر پڑی سب بے اختیار ہو کر بولے کہ یہ رُوح منصور ہے یا فرشتہ مجسم ہے یا جنس انبی آدم  
کہ کسی نے ایسا دیکھا نہ سنا۔ بادشاہ نے مکان مناسب میں حضرت یوسف کو بٹھایا۔ اور واسطے دریافت  
کرنے کمر بستہ اور بزرگی کے امتحان میں کوشش کی اُنکے تئیں جمیع کمالات سے آراستہ پایا

پھر کہہ گئیں چاہتا ہوں کہ میری خواب کی تفسیر تم اپنی زبان سے سیکرے۔ فرماؤ حضرت یوسف نے فرمایا اگر رخصت ہو تو اول بادشاہ کی خواب مفصل بیان کروں بعد اسکے تجسّس مشغول ہوں بادشاہ کو یہ بات بطبع پڑی حضرت یوسف نے فرمایا کہ بادشاہ نے یوں خواب میں دیکھا کہ ایک گاؤں پر سپید پوست چشم بزرگ والیں نیل کے کنارے غلاموں میں چنانچہ انکے حسن طراوت سے بادشاہ کو تعجب ہوا اس عرصہ میں نیل کا پانی یہاں تک کم ہوا کہ سولے گچھ کے گچھ نہ رہا اور اُس گچھ میں سات گائیں کہ جن کا پیٹ پیٹھ سے لاتھا نکلیں اور دو ذرا پیس میں آخروں کی گائیوں نے موٹو پیٹ غلبہ کیا انکی بڑیاں توڑیں۔ گوشت پوست خون سب کھا گئیں بادشاہ انکو تعجب سے دیکھتا تھا کہ اس عرصہ میں سات خوشے سبز اور سات خوشے خشک سیاہ ایک ہی جگہ سے لگے ہیں اور ہر سب کی پانی اور مٹی میں مستحکم ہے بادشاہ فکر کرتا ہے کہ مقام تو سب ایک ہے طراوت اور بڑی انکی اور سیاہی اور خشکی انکی کیوں ہے اس عرصہ میں ہوا چلی اور خوشے سوکھے اور سبز آپس میں ملے کہ بڑی کا اثر مطلق نہا بادشاہ نے کہا واللہ اگر چستان اور حال خواب کا عجب ہے لیکن کہنا تیرا ہے کم و کاست عجیب تہ ہے اب اسکا بندہ رست اور تدبیر کیا ہے حضرت یوسف نے فرمایا کہ تمام ملک کے عاملوں کو حکم دو جو مصر کے سب ہقانوں کو واسطی زراعت و نہایت کے تاکید کریں اگر سستی ہوگی تو بزرگ عظیم ہوگا اور حکم ناطق ہو کہ بقدر سات برس کی زراعت میں پیدا ہو بقدر ثروت لایموت کہ خرچ میں لاویں اور باقی غلہ منہ خوشوں کے انبار کریں ملک بیان ان باتوں کے سننے سے نہایت متزدد ہو کر بولا کہ یہ امر خطیر کس شخص کے کف کفایت میں رکھوں اور وہ کون ہے جو اس عظیم کا عہدہ برآ ہو حضرت یوسف نے فرمایا کہ یہ امر عظیم میرے سپرد کیجئے۔ میں حفظ ہوں اس کی عہدہ برائی کرو گا۔ بادشاہ نے نہایت خوشی سے قبول کیا اور خلعت گرانمایہ اور کرب مرصع عنایت کر کے تمام خزائن ملک انکو متصرف فرمایا اور بعد وفات ہونے عزیز مصر کے وکیل مطلق اور مختار کل اور مدار لہام ہوئے القصد حضرت نے ایک مکان وسیع کہ ہوا انکی معتدل اور زمین بے غم قصبی تلاش کیا اور ایک عمارت عالی رفیع القدر مثل سکندری کے بنیاد کی اور امینان کار گزار زمین کیئے اور تمام محصول قلیل و کثیر سے اس عمارت میں سات برس تک جمع کیا حسب ایام فارخی کے گزرتے اور اوقات قحط سالی اور تنگی کے کہ کہتے ہیں کہ سب سے اول اثر بھوک کا بادشاہ پر ظاہر ہوا کہ اسی رات کو بیکار کہ یا یوسف الخوج الخوج اور حضرت یوسف دوپہر کو اکیٹار بادشاہ کو اور نوکر و نوکو طعام کھلاتے تھے اور آپ ہیٹ جھکھاتے

تھے جو بھوکھوں کو نہ بھولیں اور اس مدت میں قحط کی آگ ایسی روشن ہوئی کہ دُصوال کا فلک سے گذرنا اور خاص و عام غمی اور فقیر سب دُبلے اور لاغر ہو گئے اقصیٰ خلائق نے سال اول جو محصول زراعت کا جمع کر رکھا تھا اپنے اہل و عیال پر نفقہ کیا دوسرے سال نقد و سونا چاندی روپیہ اشرافی بچا تیس سال زریور اور فروش اور باسن غلہ کی قیمت میں بیچے اور چوتھے سال غلام اور چار پائے بچہ غلہ یا پانچویں سال زمین اور جوہلی دیکر جان بچانی چھٹے برس زن و فرزند کے تئیں کہ سیوہ دل اور مایہ جان تھی بچکر جو اگر گریہوں خرید و ساتویں برس سب نے اپنے نفس نفوس کہ مانند مال کے یوسف کے ہاتھ بچکر خط غلامی لکھ دیا جب مدت قحط کی گزری اور غلہ نے ارزانی شروع کی حضرت یوسف نے بادشاہ سے کہا کہ اب اس قدر گنج اور خزانے ہیں اور آمادہ ہوئے ہیں کہ لوگ قیام کے خیالوں میں اسکا دسواں حصہ بھی نہیں لے سکیں اور رعیت نے بھی قحط سے خلاصی پائی اب صلح دولت یہ کہ آپ مصر کے لوگوں کو کہ دلت بندی اور رقیبت میں گرفتار ہیں آزاد کیا جلیے اور انکی خاطر غمگین کو شاو کہ آثار اس احسان کو صفحہ زمین پر قیامت تک باقی رہیں گے بادشاہ نے کہا۔ بیت

سپر دم بتو مایہ خویش را | نو دانی حساب کم و بیش را

یہی رضا کا مانع ہوں اور تیری خواہش کا بندہ ہوں حضرت یوسف نے تمام اہل مصر سے تین چار حلقہ یوسفی بیکان میں کھتے تھے آزاد کرد زمین اور جوہلی اور باندی اور غلام اور مویشی اپنی طرف سے علاوہ انکو کچھ دیکر انکو احسان کا بنا رکھا۔ ابیات

وزیر بنو زلے نیلوروش | اگر سے کو وہ عالم فی یونکہ و تر | بہو کہ رینک شہ کا وزیر  
تو اس بادشاہی کو آوے نیر | نکا کو وہ تخت اور ملک گنج | ہو شبہ خیر اور رعیت بربخ | بھی زیب اس ملک ہو کہ  
تمامی رعیت ہو در ہم بسم | پریشان آتش کار و زکار | کہ ظالم جس شاکا پیشکار | اب آگے سنا  
بیان حضرت یوسف علیہ السلام سے بھائیوں لے آنے کا مصر میں اور حواد

نادر کے ظاہر ہونے کا

جب قحط عام ہوا اور ظہور افراتی کا نابراق اور شام ہوا اور رام اور شام سناش تمام ہوا ایک طاقتور کنعان کا غلبہ آتش جرم سے بے مبرہ ہو کر مصر جانیکو تیار ہوا حضرت یوسف کو بھائی بھی حضرت یعقوب کی حضور میں آئے کہ بقراری اپنے اطفال کی ناچاری اہل عینال کی عرض کرنے لگے۔ اور ان دونوں میں حضرت یعقوب فرزندوں سے علیحدہ ایک گھرننگ تاریک میں رہتے تھے اور اسکا نام بیت اللہ رکھا تھا جب پریشانی فرزندوں کی دیکھی تو زخم انکا تازہ اور الم بے اندازہ ہوا۔ بیٹوں سے پوچھا کہ تمہارا



حج کی دو ایک عرض کی کہ غیر نمصر نے اس سال ابارغہ کا کھولا اور ترار و انصاف کی ہاتھ میں لی ہے جو  
 ولی کچھ متلع لیا جاتا ہے اُسکے عوض میں کچھ متلع لے آتا ہے اگر حکم ہو تو اُسکے حضور میں جاویں اور کچھ پونجی  
 اہا موجود رہیجاویں اور اس خیال جاں بلب رسیدہ کی روح تن میں اور قوت بدن میں پہونچاویں  
 سرت یعقوب نے رخصت دی اور سوا ابن یامین کو جو حضرت یوسف کو حقیقی بھائی تھو سب کو ایک ایک لڑک  
 رخصت کیا یہ سب بعد قطع مسافت کو مصر میں پہنچے ایک روز جو اکابر اور اعیان ملک کو حضرت  
 یوسف کی مجلس میں تھے بھائیوں نے بھی اُن کی دست بوسی سعادت حاصل کی اہل مصر نے جو اُن  
 ل بھائیوں کو اس صورت بدیع اور شکل عجیب میں دیکھا حیران ہوئے کہتے ہیں کہ اُس روز حضرت یوسف  
 عظمت اور سندرخت پر بیٹھے تھے اور مانند بادشاہوں کے لباس نلوکانہ پہنے تھے اور طوق طلائے  
 ن مبارک میں ڈالا تھا بھائیوں نے سبب طول ایام کو اور تبدیل لباس سلاطین انام کے اُن کو نہ  
 نا اور کمال تعظیم سے آگے بڑھ کر زبان عبرانی میں تحیت مسلمان کی بجالائے حضرت یوسف نے بھی  
 بان میں جواب دیکر صورت شامل و حرکات و سکنات پہچانا اور پوچھا کہ تم کہاں کے رہنوالے ہو  
 ملک میں کیونکر آئے ہو بولے کہ ہم بادیہ نشین ہیں ملک شام سے زبلنے کا جو روحداد دیکھا کرتے ہنزل  
 ن کا آوازہ سنا اس ملک میں آئے ہیں حضرت یوسف نے فرمایا شاید جاؤس ہو کہ ہمارے لشکر کا شہساز  
 ن دریافت کر کے والی روم و شام کو خبر دیکر اُنکو ہماری لڑائی کی واسطے مستعد کرو۔ اُنھوں نے بالافتقار  
 عاذا اللہ ہم جاؤس نہیں ہم یغیر زادے ہیں اور ہم گوہر پاک ہیں۔ اور ہمارے باپ دادے  
 شاس افلاک ہیں اور دعوت اسرئیل اللہ کی اور معجزہ فریج اللہ کا راست غلیل اللہ کی اچھ سمع  
 ہیں پہونچی ہوگی آپکے کرم اور ستودہ خصال شکر اس قحط سالی میں ادھر کو آئے ہیں کہ آپکے خوان اطواف  
 یل اور فائدہ جزیل اٹھاویں حضرت صدیق نے پوچھا کہ تمہارا باپ زندہ ہے جواب دیا کہ ابھی توقید  
 ل ہیں حضرت یوسف نے فرمایا کہ کیا شخص ہے اور اب کیا کام کرتا ہے اور کس طور پر روزگار گزارتا ہے  
 بھائی ہو کہا کہ ہمارا باپ مرد رفیع القدر نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہے اور لقب اسکا اسرائیل اللہ ہے اور  
 وت و سرفراز ہے اور سولے جہان آفرین کے صحبت غیر سے اُسکو اختر از ہے اور ہم بارہ بھائی تھے  
 بھائی جو صورت میں بہتر اور نبوت کے لائق تھا ایک دن ہماری معیت میں جنگل کے تماشے  
 در بقورت ہمسے غائب ہوا جھیر یا اُسکو لیگیا جب خبر باپ کو پہونچی راضی برضا ہو کر گوشہ گیری اختیار کیا

کی اس کے بھائی کو اپنے حضور میں رکھ کر اس کے غم کی تسلی اس سے کرتے ہیں حضرت یوسفؑ کو کہا کہ اگر  
ولایت میں کوئی برتہا ہے صدق مقال پر گواہی دیوے اور صحت حرب و نسب تمہاری یا نہ ہو روئیل  
نے کہا کہ ہم زمین شام میں ساتھ امانت اور اسلام کے موصوف نہیں اور حسب نسب سے معروف حضرت  
یوسفؑ نے فرمایا کہ جب تک ہم کو واضح نہ ہو کہ تمہاری غرض اس ملک کے اپنے تجارت پر یافتہ انگیزی اور شرارت ہوتی  
تک ہم اعتبار نہ کریں گے مصلحت یہ ہے کہ جب تم یہاں کو غم مزاجت کا کرو ایک بھائی کو ہمارے ظل عنایت پر  
چھوڑ جاؤ اور اپنے چھوٹے بھائی کو ہمراہ لاؤ جو تمہاری بات کا صدق ہم پر ظاہر ہو بھائیوں نے یہ بات قبول  
کی اور حضرت یوسفؑ نے اُنکو ایک مکان لائق میں اتارا اور اعزاز و اکرام میں نہایت مبالغہ کیا اور اولاد  
یعقوب جب دوسرے بدن واسطے خریدنے غلے کے آئی یوسفؑ نے بوجھا کہ پوچھی تمہاری کیا ہے انہوں نے  
جو کچھ لئے تھے ظاہر کیا حضرت یوسفؑ نے کہا ہر چیز کہ پوچھی تمہاری لائق خزانے کو نہیں ہے لیکن تم بالاد  
میں قیمت کو ہم اس سے دو چند کا غلہ نکھو دیونگے اُنکی تمام پوچھی وہ سودیاری کی ہوئی حضرت یوسفؑ نے  
سراپک بھائی کو ایک ایک اونٹ گھوڑوں کا بھر دیا اور زیادہ قیمت اُن کو معاف کی بھائیوں کو قرعہ ڈالا اور  
ٹمٹھوں کو وہاں چھوڑا حضرت یوسفؑ نے رخصت کی وقت کہا اگر تم چھوٹے بھائی کو لاؤ گے تو اُس کو بھی ایک  
خود گاہیوں کا دوں گا کہ نہیں تو تم کو کچھ نہ دوں گا کہا ہم باپ سے مانگیں گے اگر وہ حکم کریں گے تو ہمراہ لاؤں گے کہتے ہیں  
کہ حضرت یوسفؑ کا رندوں سے کہا کہ سامان اُنکا بچھانکے اونٹوں میں رکھو اور سب اس کا یہ تھا کہ حضرت  
یوسفؑ کو اُنکی امانت پر اعتماد تھا جب اُن میں ہنچکر سامان دیکھیں گے تو گمان کریں گے کہ شاید کارپردازوں  
نے بھول کر سامان رکھا ہے پس سبب دیناری کے امانت رد کریں گے اور آئیں گے جب اولاد یعقوب کنعان  
میں پہنچی حضرت یعقوبؑ سے عرض کی کہ حضور کی دعا کی برکت پر غیر مصر سے ہماری بہت عزت و حرمت  
کی اور رضیافت ہمارا نوازی میں قصور نہ کیا جب شمعون کو درمیان میں نہ دیکھا کیفیت واقعہ کی پوچھی  
انہوں نے بے کم و کاست عرض کی جب بوجھ کھولے تو پوچھی اپنی بیبہ پائی باپ سے عرض کی کہ ہم نے حضور  
میں خلاف عرض نہیں کیا غیر مصر کے مکارم اخلاق اور احسان کو غور کرو کہ ہماری پوچھی بھیدی  
حضرت یعقوبؑ نے غیر مصر کو دُعا خیر دی لیکن شمعون کے ناچیسے آزدہ خاطر تھے بیٹوں نے عرض کی کہ آپ  
تشویش نہ فرمائیے شمعون کو ابن یاسین کو لائے عرض میں رکھا ہے اب ہم اُسکو لجاؤں گے اور کاغذ اسکی خط  
کریں گے اور ایک شتر و اگہیوں کا زیادہ دینگے مال غیر مصر کو گھوڑوں نہ دیوے گا حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ

تمہاری قول کا کیا اعتبار کروں یوسف کہتیں اس سے زیادہ تاکید کی تھیں جب بیٹوں نے نہایت  
 عاجزی کی تب فرمایا کہ تم اپنے وعدہ کو تم سے موکرو اور عہد شکن دو بیٹوں نے قسم کھائی اور کہا کہ  
 حتی المقدور تم قصور نہ کریں گے حضرت یعقوب نے انکی قسم قبول کی اور کہا کہ خدا بہترین حافظ اور ارحم الراحمین ہو  
 لیجاؤ اور وقت روانگی کے حضرت یعقوب نے جب اولاد کو دیکھا کہ ہر ایک بن بالا اور خوب صورت اور اعضا  
 متناسب رکھتا ہوا احتیاطاً بخیاں چشم بد کے انکو فرمایا کہ بروقت داخل ہونے میں ہر ایک کے سب ایک دروازے  
 سے مت جائیو بلکہ ابواب متفرقہ سے شہر میں داخل ہو جو نقل ہو کہ اولاد یعقوب نے بروقت رخصت و حضرت  
 سے ایک خط کی درخواست کی کہ عزیز مصر کے نام لکھیں حضرت یعقوب نے ایک رقمہ لکھا اور ایک دستار  
 کہ حضرت ابراہیم سے بطریق ارشاد کے پہنچی تھی بطریق ہدیہ کے خط کو ساتھ بھیجی جب یہ لوگ مصر کو پہنچے  
 اور بموجب وصیت حضرت یعقوب کے متفرق دروازوں سے داخل ہو کر شمعوں کی جہاں سرے میں اترے  
 شمعوں نے بد صفات کے الطاف و عنایات عزیز مصر کی بیان کرنا شروع کی تمام رات اسی الطاف کی  
 باتوں میں گئی جب صبح ہوئی تو گیاروں بھائی عزیز مصر کے دربار میں گئے اور حضرت یوسف کو خبر ہوئی کہ  
 وہ عبرانی بھائی آئے ہیں اور حضرت یعقوب کا تحفہ لائے ہیں بہت شادی سے ہوا منہ اسکا روشن ہو کہ  
 جیوں گل ہو بہار میں بگلشن فرمایا کہ انکو کمال حرمت اور عزت کی بٹھاؤ پھر حضرت صدیق نے حضرت یعقوب  
 کا حال پوچھا بھائیوں نے کہا پہلے تو تلے خاطر محزون کی ابن یاسین سے کہتے تھے اور فرزند مفقود الخیر کے رنج  
 کی تھی اُسکے حال سے فرماتے تھے اب سوئم نہیں کہ کیا حال ہوگا بعد اس کے دستار ابراہیم اور مکتوب یعقوب  
 عزیز محبوب کا ملاحظہ میں گذرانا حضرت یوسف نہایت خوش ہوا اور اُس تبرک تبرک کے پہنچنے کو مقدور لگا  
 رسالت کا سمجھا جب وقت کھانکا ہوا اور خوان جہیا ہوا حضرت یوسف نے پردے میں تشریف لیجا کر حکم دیا  
 کہ ایک خوان پر دو دو بھائی بیٹھیں اور ایک خوان ابن یاسین کے آگے رکھا ابن یاسین نے جواب دے  
 نہیں اکیلا دیکھا اپنے حقیقی بھائی کو یاد کر کے آب دیدہ بھگے حضرت یوسف نے جو پردے کے کچھو یہ حال دیکھا  
 شفقت برادری سے بیتاب ہو کر انکو اندر بلا کر اپنے ساتھ بٹھلایا اور فرمایا کہ اے ابن یاسین بجائے یوسف  
 گم گشتہ کے شریطیں برادری کی میں بجا لاؤنگا ابن یاسین نے کہا کہ ہر چند مرتبہ حضور کی برادری کا عالی ہو لیکن  
 اگر عزیز کے تئیں نسبت ابراہیمی ہوتی تو یہ حیرت مٹی حضرت یوسف کو اس بات کے سننے کی تاب نہ رہی۔  
 اور نقاب اٹھا کر فرمایا کہ میں ہوں یوسف گم گشتہ تیرا بھائی لیکن اس بار کو بھائیوں سے چھپا یوجہ تک

کہ اپنی گناہوں کا اقرار نہ کریں اور غدر سے پیش نہ آویں تب تک ظاہرست کیجو ابن یاسین تھا کہ اپنے بھروسے  
 باہر نہ جاؤ گا اور یہی جدائی سے راضی نہ ہونگا حضرت یوسفؑ نے کہا کہ میں اس مقدمہ میں فکر ثواب کا اندیشہ  
 کرونگا پھر وکل سے کہہ کر کہ ان کے اونٹ غلہ سے بھر کر پربار کر وائے اور نہ ایک کو خلعت مناسب مال  
 اپنے کعبیت کے رخصت کیا اور ایک خواص محرم راز سے فرمایا کہ پیانہ خاص بادشاہ کا جو جو اس پر مرصع  
 ہے ابن یاسین کے باریں رکھ دو جب بھائی روانہ ہوئے تو ایک جماعت کو ان کے پیچھے بھیجا اور سنا دی کی کہ  
 اسے اہل قافلہ تم چور ہو بھائی حیران ہوئے اور کہا کہ تم سے کیا چاہتے ہو بولے کہ بادشاہ کا پیانہ مرصع چوری کیا  
 ہے جو کوئی کہ اس کو لاوے گا ایک شہر گہوں کا انعام ملیگا۔ بھائیوں نے قسم کھائی کہ ہاتھ ہم اس میں میں  
 فدا کر نیکی نہیں آئے اور ہم نے اپنی اونٹوں کے منہ بھی باندھ دیں جو کسی کے درخت کو نہ کھاویں تم اس امر  
 ناشائستہ کی نسبت ہم کو کیا کرتے ہو ان لوگوں نے کہا جس کے اونٹ میں لگاؤ اسکی کیا سزا دے دو کہ سزا یہ ہے  
 کہ وہ خیانت کا عظام صاحب مال کا ہو گا تب مصریوں نے تلاشی بوجھوں کی شروع کی اول اور بھائیوں کے بوجھ  
 دیکھے بعد اس کے ابن یاسین کے بوجھ میں صاع مرصع نکلا یہ سب برہمن کی سے سنگوں ہو کر پہر ابن یاسین کہا  
 کہ تیرا پادشاهوں کا امین ہو اور آسمانیوں کا ہمنشین تجھ کو شرم نہ آئی کہ تو نے دامن عصمت کو اس خیانت  
 سے لوث کیا پہر چند ابن یاسین قسم کھا کر تہمت کیل میں بائیں بائیں واقعہ کہ کس نے رکھا وہ بولے کہ اگر تو نے  
 یہ کام نہیں کیا تو تیرے سامان میں کیوں نکلا ابنا میں نے کہا کہ یہ صاع میرے سامان میں آئے رکھا ہے  
 جسے تمہاری اونٹوں میں تمہاری پونجی چھپا کر رکھی تھی روئیل نے کہا کہ سچ ہے معلوم نہیں کہ عزیز مصر کو اس  
 پردے میں کیا شعبہ بازی منظور ہے کارندے حضرت یوسف کے ابن یاسین کو پکڑ کر حضور میں لے چلے۔  
 بھائی بھی بنا چاری پھر حضرت یوسف کی مجلس میں حاضر ہوئے اور بولے کہ اپنے اگر چوری کی تو اس کے بھائی  
 نے بھی پہلے چوری کی تھی۔ اس بات کے سنتے ہی حضرت نے غضبناک ہو کر انکی سیاست کا حکم دیا تھا۔ بھائیوں  
 نے بھی یہ حال دیکھ کر جان شیریں سے ہاتھ دھو کر تلواریں ہاتھ میں لیں۔ اور شمعون نے بھی آگے بڑھ کر  
 کہا کہ اسے ہار شاہ ابھی ایک نعرہ مارو گا کہ تمام شہر کی عورت حاملہ اپنی محل وضع کرینگی اور یہود نے کہا کہ اپنے  
 بیچہ قدرت سے شیر کا پوست چیر ڈالو گا اور ہاتھی کے دانت اکھاڑو گا حضرت یوسفؑ نے جو بھائیوں کا غضب  
 دیکھا اپنے بیٹے کو جب کا نام افراہیم تھا فرمایا کہ یہود اور شمعون کے پیچھے جا کر اپنا ہاتھ اٹکی پیچھے پرل دے اس واسطے  
 کہ حضرت صلیح کو معلوم تھا کہ جو کوئی آل یعقوب میں سے غضب میں دے گا اور جو کوئی شخص ان کے خاندان کا

اسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرے تو فوراً اسکے غضب کا شعلہ جھجھک جاتا اور جب ابراہیم نے ہاتھ پھیرا اور اُن کا غصہ ایک بار کی کم ہوا حضرت یوسف کو آدمیوں نے اُن کو گھیر کر پکڑ لیا وہ بوجے کو اُنہیں یہاں کوئی آل یعقوب میں سے ہر اور اس جسد کا واقف کا ہے جو ہمارا غصہ یکبارگی رفع ہو گیا یہود نے بڑھ عرض کی کہ اسے عزیز ہمارا باپ پر وضع ہے اور ہم نے اُس سے عہد کیا ہے کہ تیرے بیٹے کو تجھ تک سلامت پہنچاویں گے اب اگر تجھ پر اُس کے اُنکے حضور میں جاویں گے تو کس آنکھ سے اُن کے سامنے دیکھیں مہربانی فرما اور ہم میں کو ایک کو اُنکے عوض لے ہم حق بندگی بجا لاویں گے حضرت یوسف نے کہا میں کیا ناراستی دیکھی ہو کہ مجھ پر اب بدگمان کرتے ہو کہ میں آزاد کو بندگی میں رکھوں اور بیگناہ کو دوسرے کی علت گناہ میں ٹھہراؤں بلکہ میں نے تو موافق شریعت انبیاء کے کیا ہے کہ گنہگار کو لیتا ہوں اور مہربان گناہ معاف کرتا ہوں بعد اُس کے وہ بیگناہ مالک کا اُن کو دیکر کہا کہ یہ خط عبرانی ہوا اہل مصر اسکو نہیں پڑھ سکتے ہیں تم مہربانی کر کے اسکو پڑھ دو بھائیوں نے جو اُس کا غزو دیکھا تو نامہ اعمال نظر آیا نہایت شیرینہ و چیران ہوئے کہ غیر مصر کے ہاتھ کیوں کر لگا؟

بھائیوں نے سہیلے کر لیا اور شہر کے بابے کچھ جواب دیا قصہ حبیب اولاد یعقوب ابن یاسین سے ناہید ہوئے اور ارادہ کنعان کا کیا یہود نے حضرت یعقوب سے قول فرما کر حکم کیا تھا کہ میں تو ہرگز نہ جاؤں گا۔ جب تک باپ اجازت نہ دیا خدا میرے حق میں حکم فرما دے بھائیوں نے اور ملول روانہ ہو کر کنعان میں پہنچے اور حضرت یعقوب سے سب احوال مفصل عرض کیا حضرت یعقوب کا غم تازہ ہوا اور درو فراق و دو فرزند و لڑکا دل پر بے اندازہ ہوا اور اتنا رو کر کہ چشم چہاں بین زیور نور سے معطل ہوئیں افسوس جب ایک مدت ابن یاسین کی جدائی میں گزری حضرت یعقوب نے غیر مصر کی نام ایک خط لکھنا چاہا قاض بن یہود کو طلب کیا کہ ایک نامہ لکھو مضمون یہ کہ غیر مصر معلوم قذور کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و پیغمبر بلائیں نازل کیں اور انکو تین طرح کے عذاب آزمائش کی انہیں سے ایک یہ کہ میرے دادا ابراہیم کو ہاتھ پاؤں باندھ کر آگ میں پھینکا۔ اور اُسے صبر کیا اس واسطے اُس نار کو گلزار کیا اور میرے چچا اسمعیل کے گلے پر چھری رسی اور میں ایک فرزند و بند رکھتا تھا کہ وہ میرا قوت قلب و قوۃ العین تھا بھائی اُسکے اسکو جنگلیں لگئے اور پس میں خون آلودہ اُسکا مجھ کو ناکر دکھایا کہ اسکو پھیرے نے کھایا اور ایک نذر دوسرے رکھتا تھا کہ اُس گمشدہ کا حقیقی بھائی تھا اُسکے دیار پر دلکوشی کرتا تھا اب اُسکے بھائی خبر لائے کہ اسکو امیر مصر نے بعلت دُزدی محبوس کیا ہے یہ سب جانتے ہیں کہ اہلیت نبوت کو چوری سے نسبت نہیں ہر اب تجھ سے امید ہے کہ اُس فرزند محبوس

کو بابائے یوسف کے پاس بھیجے اور اُس پر محنت رسیدہ کو اس اندیشہ سے چھڑا دے کہ سببِ سعادتِ ابدی کا تجھ کو ہو گا اور اوقاتِ اجابت میں دعا خیر سے تیری مددگاری کرونگا اور اگر اس حکم کے برخلاف کریگا تو یقین جان لے کہ ایسی دعا بد کرونگا کہ اس کا اثر تیری سات پشت تک باقی رہیگا اور کوئی دفع نہ کر سکیگا۔ قارض یہ خط لے کر مصر کو روانہ ہوئے اور چند روز میں مصر کو پہنچ کر وقت مناسب میں حضرت یوسف کی مجلسِ تشریف لیگی اور وہ نامہ حضور میں یوسف کو گزانا حضرت یوسف نے خط کو پڑھ کر قطراتِ آنسوؤں کے آنکھوں سے برسائے اور جواب نامہ پدربزرگوار کا لکھا مضمون اُس کا یہ کہ مرکا تیرے شریف نے کہ نہایت حزن و اندوہ سے لکھا تھا شرفِ موزو و پایا اور محبتِ آبا سے عظام کی اور در وقتِ اولادِ کرام کے واقف ہوا اب علاج اور درمان سوا کبیر کے نہیں صبر فرما و جیسا کہ انہوں نے صبر کیا اپنی مطلب کو پہنچے جیسے کہ وہ اپنے مطلب کو پہنچے والسلام جب خط کو خارج ہوئے قارض کو خلعتِ فائزہ اور انعامِ مشکاثرہ دیکر رخصت کیا قارض مانند فارس برق رفتار کو کنگان میں پہنچا اور جوابِ مکتوب کا حضور میں گزانا حضرت یعقوب نے مضمون خط کا سن کر فرمایا کہ یہ بات مانند کلامِ انبیاء کے معلوم ہوتی ہے اور بیٹوں کا کہہ کہ جلد مصر کو جاؤ اور دونو بھائیوں کی تلاش کرو اور خدا کی قدرت کو نا امید مت ہو ان کے وصل کی ہوا اس خط کو میرے دل کو پہنچتی ہے بھائیوں نے تیاری کی اور پونجی کم قیمت جو میسر ہوئی ہے کروانہ ہوئے اور چند روز میں مصر کو پہنچ کر حضرت یوسف کے حضور میں جا کر نہایت عاجزی اور نیازمندی سے عرض کی کہ اے عزیزِ آلِ یعقوب قاریج و تعب نہیں اگر یہ پونجی کم قیمت قبول کرو اور کچھ زیادہ اپنی طرف سے تصدق کرے تو خدا تصدق کر نیوالوں کو جزا دیتا ہے حضرت یوسف نے جو یہ بات رقت آمیز بھائیوں کی کئی بیہاقت ہو گئے اور اپنے دل میں کہا کہ میں تو اس ناز و نعمت میں آسودہ اور اہلیتِ میری محنتِ روزگار سے فرسودہ یہ بات مروت اور فتوت سے بعید ہے تب نقابِ چہرے سے اٹھایا اور فرمایا کہ آیا تم جلتے ہو کہ کیا معاملہ کیا تم نے یوسف کو اور اُس کے بھائی کی جب بھائیوں کی نظر اُس جمالِ پریشی اور بدیدہ غورنگاہ کی تب بولے آیا تو یوسف سے فرمایا ہاں میں یوسف ہو اور یہ میرا بھائی ہے جب بہائیوں نے لطافت اور احسان دیکھ کر بولے کہ واللہ خدا تعالیٰ نے ہم جھاکار و فتنہ جو برگزیدہ کیا حضرت یوسف ذائقے سب کاموں کو نابود جانا اور خطائیں ان کی معاف کیں اور ان کے گناہوں کی معافی اللہ سے مانگی اور پھر احوال اُس مقیم بیتِ الاخران کا یعنی یعقوب بنی اسرائیل کا پوچھا جب حقیقت مفصل دریافت ہو تب بھائیوں کو فرمایا کہ علی الصبح پہرین میرے وسیلہ سے شرفائے رخسار ونگا اور باعثِ نجاتِ مجبور و ناجید

لیجا اور باپ کے منہ پر ڈالو تاکہ انھیں انکی روشن ہوں یہود نے کہا کہ یہ خدمت معکولے کہ میں نے اول تمہارا  
 پیرا بن خون آلودہ باپ کے پاس لیجا کر اُنکے دل کو آلودہ کیا تھا شاید اس خدمت کی برکت ہو مجھ سے راضی ہو  
 بیان یہود کے کنعان کو جانے اور حضرت یعقوب کو غم سے چھڑانے اور سب کو مصر میں لانے کا  
 جب صبح ہوئی تو یہود نے پیرا بن لیکر دروازہ مصر سے پاؤں باہر رکھا اور شہر کے دروازہ کو باہر موجود حضرت  
 حضرت کے پیرا بن چھٹا اللہ تعالیٰ نے ہادصب کے تئیں حکم دیا کہ بوسہ پیرا بن کی ایک دم میں مصر سے کنعان کو پہنچا  
 حضرت یعقوب کے دل پر جو وہ خوشبوے حیات بخش پہونچی ہے الفور اپنے پوتوں سے فرمایا کہ اے  
 عزیزو! اگر میرے تئیں دیوانہ پن کی نسبت نہ کرو تو میں کہوں کہ اس ہادصب سے یوسف کے پیرا بن کی  
 خوشبو میرے دل غنجان میں پہونچی ہے اور اُسکے ہل غنجال سے بوی وصال آتی ہے پوتے بوسے کہ  
 اے داؤد تو یوسف کو عشق میں دیوانہ ہوا سولے اسی باتیں کیا کرتا ہو ایسا تیرے دل غن میں یوسف کی  
 کچھ نہیں ہے نیم و دیکھ یونہی تیرا دل ہو اور ضلال قدیم خدا جانے کہ یوسف کا ہو کیا حال ہو تو بیٹھا کھوٹا  
 ہے گھر ٹھری فال ہو چون روز گذرے یہود انا گاہ آن پہونچا اور بعد خوشخبری آئندہ گانی یوسف کو پیرا بن کو  
 کھول کر باپ کو چہرہ مبارک پر ڈالانی الحال حضرت یعقوب کی آنکھوں میں بینائی آئی اور کھلا کد نہیں  
 طاوت ثانی دل ضعیف کو قوت پہونچی یہود سے پوچھا کہ یوسف کو کس حال میں چھوڑا تو نے کہا تمام بات مستوی  
 اور تمام خلق پر حاکم ہے فرمایا کہ ملک اور حکومت کو نہیں پوچھتا ہوں اُسکو کس دین اور مذہب پر پایا تو نے  
 کہا وہ ملت ابراہیم پر مقیم اور مذہب اسرائیل پر مستقیم ہے کہا کہ اے فرزند چہا کہ میری خاطر کو خوشن کیا تو نے  
 اور میرے دل کو بند غم سے آزاد کیا تو نے حق سبحانہ و تعالیٰ سختی موت کی تھمیر آسان کرے۔ دوسرے  
 دن حضرت یوسف کے قاصد پہنچے اور ایک سو اونٹ کو پیکر مبارک دار اور میں گھوڑے تازی تیر فرستار  
 حضرت یعقوب کے حضور میں گذرانے حضرت یعقوب نے تین روز تہیہ اسباب کا کر کے چوتھے دن مع  
 اتباع و اتباع متوجہ مصر کے ہوئے اہل کنعان جو ساہا سال سے تربیت گو ہوئے خوان یعقوب کے تھے  
 جب ہمسایگی سے اُس جناب کی ہایوںس ہو کر تو کجاوے کے قدم پر لوٹے تھے اور اپنا منہ ہودج شریف پر  
 مل کر روتے تھے حضرت اسرائیل نے اللہ سے اُنکے تھیں دُعائے فراغت معیشت اور خانہ ہالچری مانگ کر  
 رخصت کیا حضرت یوسف نے کنعان سے مصر تک ہر ایک منزل میں سامان ضیافت کا مہیا کیا اور خان  
 بنمت تیار رکھا جب نزدیک مصر کے پہنچے یہود نے خازن کو تئیں اسلئے بشارت وصول یعقوب علیہ السلام کو

اُس کے بھیجا حضرت یوسف نے ملک ریان سے اجازت لی کہ سہ ہجائیوں کے گھر سے حضرت یعقوب کے استقبال جاویں ملک ریان نے کہا کہ میں بھی چلوں گا اور اس سعادت بے نہایت میں شریک ہوں گا دوسرے دن نے حکم دیا کہ علمائے دولت اور اہل مملکت سب شہر سے باہر گزریں یوسف کمال حشمت و واسطے استقبال کے باہر آئے حضرت یعقوب کی نظر اُس گروہ پر پڑی تو یہود اسے پوچھا شاہد ریان بن الولید بادشاہ جو نمود ہوا اسنے عرض کی نہیں بلکہ فرزند سعادتمند تمہارا یوسف عزیز میرے کہ حضور کے استقبال کو آیا ہے حضرت یعقوب گھوڑے سے اترے اور یہود کے گاندھے پر ہاتھ رکھ کر روانہ ہوئے جب حضرت یوسف نے نظر یہود پر پڑی اور ایک پیر خفیف باسیت و اجلال نظر آئے تو یقین جانا کہ حضرت یعقوب ہیں حضرت یوسف گھوڑے سے اترے اور بادشاہ مصر بھی پیادہ ہوا حضرت صدیق بادشاہ پر سبقت کر کے باپ پاس پہنچے یعقوب نے فرزند عزیز کو سینے سے لگا کر فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مَدَّ هَبِ الْاِخْوَانَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مَزِيْلَ التَّعَبِ الْهَوَانَ اور ایا روے کہ دو نو بیوش ہو گئے ریان نے بھی شکوہ سلطنت کو کیا پر دیکھ کر حضرت یعقوب کے قدم چمکے پھر عظمت تمام شہر میں آئے حضرت یوسف نے اول ہجائیوں کو اور باپ کو اپنے گھر آنا اور حضرت یاکوب جو بی بی حضرت یعقوب کی اور خالہ حضرت یوسف کی تھیں تخت پر بٹھلایا اور آپ بجزمت تمام اُس تخت پر اُن کے سامنے بیٹھے اور اسوقت میں حضرت یعقوب اور لیانے اور گیارہوں بیٹوں نے حضرت یوسف کو سجدہ تحیت کیا اور حضرت یوسف فرمایا اِنَّ هَذَا اَنَا وَاُولَئِكَ دُوِّيَايَ مِنْ قَبْلُ یہ تعبیر میرے خواب کی ہر جو آگے دیکھا تھا بعد اُس کے حضرت یوسف نے جو جو ایام جدائی میں گزرا تھا مفصل اپنے قبیلہ دین و دنیا کے آگے عرض کیا اور ہر ایک بھائی کی واسطے مکان دلتا معین فرمایا اور وجہ معاش ہر ایک کی مقرر کی خاطر اشرف کو اُنکے انتظام سے جمع کیا اور احوال بنی اسرائیل کا بفرار غ ہال و خوش احوال گزرنے لگا اور چوبیس برس تک حضرت یعقوب نے یوسف کے وصال سے تدارک ایام جدائی کا حال کیا آخر غزرائیل بحکم رب اعلیٰ حضرت اسرائیل کے پاس حاضر ہوئے حضرت یعقوب نے کب بیٹوں کو وصیت کی اور حضرت یوسف کو اپنا ولیعہد کر کے اہل بلندی پر واز روح کو میدان قرب میں پہنچایا جب ریان بن الولید جسے حضرت صدیق کی نبوت میں دین اسلام قبول کیا تھا حیات شکار کو کارکنان فضا و قدر کو سونپا ایک کافر فاجر قابوس ابن مصعب نام نے سیر سلطنت پر آرام پکڑا چرند یوسف نے بموجب وحی آسمانی کے اُسکو اعمال ناپسندیدہ سے منع کیا مگر قابوس نے تصدیق



نبوت یوسف کی نہ کی یوسف قابوس کے اسلام سے مایوس اور طول ایام حیات سے ملول ہو کر اکریت  
وقت تنہائی میں مناجات کی کہ اے کریم کار ساز وائے خدای بندہ نواز تو نے مجھ کو محنت چاہ سے فروغ و غور  
یا بن الولید با نثار اور نسیب قریب سے آج غرت تک بند کیا اب پیغمبر غرغ قلوب قفس سے تنگ آیل ہے  
سے حضور کے استہلال اسکو گلشن رضوان میں مقام ابراہیم پر پہنچا بعد یقین ہونے قبولیت دھلکے یہود کے تئیں کہ فرست  
سے حب حضرت یوسف اور نجات اُس کی پیشانی میں ظاہر تھی۔ امارت اور ریاست نبی اسرئیل اور خاندان خلیل کی بخشی یہ  
کہ حضرت یعقوب ہیں خرم کبر و توعالم قدس کو زندہ ہوئے اور قیامت تک احوال افسانہ ہوئے ۛ

### ذکر حضرت یوسف علیہ السلام کا

عبداللہ النبی حضرت یوسف علیہ السلام کی بیٹی تھیں اور بنی انکی افرایم بن یوسف کی بیٹی تھیں نام انکا رحمت  
ان نے بھی شکوہ سلطان کا تھا حضرت یوسف نہایت آسودہ حال اور صاحب مال تھے سات بیٹے اور سات بیٹیاں اور تین نہار  
اول بھائیوں کو اور باپ دہشت اور نہار بکریاں اور پانچ بل اور پانچ سو غلام اُن سب کے قیدی اور اولاد تھی اور ہمیشہ خدا کی شکر گزاری پر  
رت یوسف کی تھیں یوسف فرماتے تھے اور اہل تاریخ کہتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں شیطان لعین آسمان پر جا کر لاکھ باتیں کرتا تھا اور  
حضرت یعقوب اور بیا بھی درگاہ بے نیاز میں بعضی التماس اور عرض اسکی قبول ہوتی تھی جب یوسف علیہ السلام نے مرتبہ  
فرمایا ایتھذا انی خبری کا پایا ظاہر میں بندی اور خیرات انکی لگے پیٹیروں سے زیادہ تھی اور شیطان کو اُن کے حضور میں  
نہا جو جو ایام حلال و حرام اور اغوا کی نہ تھی اس واسطے خدا کا شعلہ اُسکے باطن ناپاک میں شعل ہوا اور عداوت  
سے مکان دلکش و شیرینی شروع کی جناب کبریائی سے اسکو زندہ ہوتی کہ لے لعین یوسف بندہ صالح و شاکر کو آپر تیر اغوا فر  
لایا اور احوال بنی اسرائیل کی اولاد کے دیدار روشن میں کیونکر شکر تیر بجا آویگا اگر نیتیں اُس سے لیو گیا۔ تو کبھی سجدہ بھی نہ کرے گا او  
یوسف کے وصال سے بندگی سے تیرا ہو ویر گیا خطاب باری ہوا کہ اے ابلیس یہ کہاں تیر میرے بندہ مخلص کے تھیں برخاست  
پاس حاضر ہو حضرت سلطان نے کہا کہ اگر میرے تئیں اُسکے مال اور اولاد پر تسلط بخشے جب معلوم ہو کہ کیسی بندی کرتا ہے۔ اور  
بہتے بندہ وادار کی طرح شکر گزاری میں رہتا ہے جناب بے نیازی فرمایا کہ یوسف کے مال اور اولاد پر پینے تجھ کو تسلط دیا۔  
دین اسلام قبول کیا تو ابلیس نے خوش ہو کر اپنے ذریات اور توابعین کو جمع کر کے صورت حال ظاہر کی بعضے ذریات  
نے یہ سائنٹ بارگاہ اسکے حکم سے بکریاں اور مویشی حضرت یوسف کی پانی میں غرق کر دیں اور شیطان نے گوائے کی  
س نے تقدیر رت بن مویشی کے دُوب جائیگا احوال ظاہر کیا حضرت یوسف نے فرمایا کہ شکر ہے اُس خدا کو

کہنے اپنے فضل سے دیا تھا اور عدل سے لے یا شیطان یا کوس ہو کر پھر اور اپنے ذریات کو کھنڈرِ راحت اور خرمی میں آگ لگا دی اور آپ اُن کے وکیل کی صورت بن کر بولا کہ تم تو نماز میں مشغول ہو۔ اور تمام کمیت اور خرمی وغیرہ سامان جملہ شک ہو گیا اور درخت باغوں کے خشک ہو گئے حضرت ایوب نے جواب سابق دیا اور عبادت میں بدستور سابق بغیر اضطراب کمال دلجمی مشغول رہے شیطان ملعون محزون پھر گیا اور اس طرح ہر ایک اسباب کے ہلاک ہوئی خبر کرنا تھا اور حضرت ایوب وہی جواب دیتے تھے۔ اور وہ کافر خاصہ و شائب پھر جاتا تھا اُس پر تبلیس نے اُس مکان کو کہ جہاں اولاد با اس واسطہ تعلیم میں مشغول تھی اُن پر گرا دیا اور فرزندانِ سعادت اُس گھر کے گرنے سے دب گئے پھر کافر نے حضرت ایوب سے اُس واقعہ جانچا کہ کی خریدی اُس بنی صابر نے بدستور سابق کمال استقلال سے توکل کی۔

رسی اپنے دست ہمت سے ندی اور مطلق تغیر مزاج عالی پر نہ آیا پھر اُس ملعون نے حضور رب العالمین میں عرض کی کہ الہی ایوب جانتا ہے کہ کس کس نال اور اولاد کے بدلے بھیبہر کے دو چن عنایت کریگا۔ اس واسطے مضطرب نہیں ہوتا اگر تو مجھ کو اُس کے جسم پر تسلط اور اختیار دیوے تباہی کی اور شکر گزاری معلوم ہو جناب ہاری نے فرمایا کہ میں تجھ کو اُس کے بدن پر سولے زبان اور دل اور کانوں کے تسلط کیا ابلیس نے فرصت پا کر بصورت مرد سحر کے آکر ہوائی ناک میں پھونکی حرارت اُسکی تمام مزاج پرغا ہوئی اور خارش بدن مبارک میں پیدا ہوئی اور گوشت اور پوست پھٹنے لگا اور مرض دہاڑ ہوا اور اعضاء شریف میں کیڑے پڑ گئے بدبو آنے لگی اور بستی سے باہر گھر والوں نے ایک جھونپڑی بنا دی اور کسی بندہ ظلم نے اُن کا تہہ اور خبر داری مذکی سولے بی بی رحمت کو کہ رحمت خدا کی اُسکی ہمت پر ہو جو اُس نے کم ہمت کو چست باندھا اور جو کچھ باقی رہا تھا اُنکے معالجے میں صرف کیا جب سب اہلاک و اسباب تمام ہو گیا تو بی بی صاحبہ فروری کرتی تھیں نصرت تو اُنکی تندرستی کی واسطے صدقہ دیتی تھیں اور آدھے کا طبام خرید کر اُن کو پاس لیجاتی تھیں اور سہارا جو حضرت ایوب کی حرم محترمہ فروری کو جاتی تھیں تو شیطان ملعون سہارا پر کھڑا ہو کر منع کرتا تھا کہ تو ایسی صاحبہ مال ہو کہ واسطے فروری کرتی ہے اور اپنی جوانی ایسے شخص کی خدمت میں کہ جس پر غضب الہی کی نظر ہے برباد کرتی ہے یہاں ایک سردار مصر کا نہایت مالدار اور صاحب اختیار ہو تو اس بیمار کو چھوڑ دے میں گم اسکے نکاح میں لاؤں گا۔ اور درجہ تیرا اوج عزت کو پہنچاؤں گا وہ بی بی پاک اعتقاد اُس کافر کے کلام نافرجام پر مطلق التفات نہ فرماتیں۔

اور شب کو تمام احوال اُسے عرض کریں حضرت فرماتے تھے کہ تو ہرگز اسکی بات پر فریقہ مت ہو جو وہ ایسے  
 اور یہ باتیں اسکی دنیا و آخرت میں سے اور ایک روز شیطان نے طبیب کو بھیس میں آنکری بی رحمت  
 سے کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت جوگ اور شراب انگوڑے سوا اسکے کسی دوا سے صحت نہ ہوگی۔  
 بی بی صاحبہ نے بامیہ تندرستی مزدوری کر کے دو نو چیریں بہم پہنچائیں اور حضور میں عرض کی کہ  
 یہ دوا ایک طبیب حاذق نے بتائی ہے حضرت ایوب نے نہایت غصے سے فرمایا کہ میں نے تجھ کو کہا تھا  
 کہ وہ شیطان ہے تو نہیں جانتی کہ پیغمبروں پر یہ چیزیں حرام ہیں اگر میں اچھا ہو گا تو نگلیاں اُس کی  
 سنائیں بارونگابی بی صاحبہ باوجود ملامت کے خائستہ زاری میں کی طرح قصوں کرتیں اور شب و روز  
 باخلاص تمام خدمت میں حاضر رہتیں اور حضرت ایوب اُس شہادت اور مصیبت میں اس طرح سے  
 تحمل فرماتے تھے اور ایک لحظہ وظائف عبادت میں تاہل نہ کرتے چنانچہ ملائک افلاک کے اور منہوالے  
 خطہ خاک کے اس حال سے حیران ہوتے تھے جب ابلیس ملعون کا کوئی فریب پیش رفت نہوا اور کسی  
 طرح کا تیر حضرت ایوب کی طاعت اور عقیدہ میں نہ آیا اتنی حسد اُس ملعون کا دل جنگلیا جب زمانہ  
 مصیبت کا گذرا اور وقت عافیت اور راحت کا پہنچا جبریل امین اُس جھوپڑ میں آئے اور جناب الہی سے  
 انکی تندرستی کا مژدہ لائے اور ہاتھ انکا پکڑا سجک سے اٹھا کر فرمایا کہ اپنا پاؤں سپہا زین میں مار پاؤں  
 مارے ہی ایک چشمہ گرم پڑا ہوا اور جبریل کا اشارہ سے اُٹھیں غسل کیا تمام مرض ظاہر بدن کے دور ہو گیا  
 پھر جبریل کے کہنے سے الٹا پاؤں زمین پر مارا اور ایک چشمہ سرخ و شگوار نکلا ابھیں سے آب حیات  
 نوش جان فرمایا تمام علت اور زحمت باطنی دفع ہوئی حضرت ایوب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ بی بی صاحبہ  
 مزدوری کر کے آئیں اور اُن دو نو شخصوں کو تندرست سیح و سالم دیکھ کر حیرت سے پوچھا  
 کہ یہاں میرا بیمار مبتلا تھا۔ سو کہاں ہے جبریل نے کہا کہ اگر تو اُسکو دیکھے تو پچائیگی حضرت ایوب نے  
 اور بی بی صاحبہ نے بچان کر خدا کا کیا اور حضرت جبریل کی تعلیم سے خوش خراب تر ہو ناخوں کا  
 لیکر حضرت ایوب نے اپنے ایک بارادہ اپنے عہدہ قم سے نکلے اور قایم کھ کو گئے حقتعالی نے اپنی  
 قدرت کاملہ سے تمام مویشی اور اہباب اور غلام آگے سے دُونا عنایت کیا بلکہ بعضے اہل قیس نے  
 لکھا کہ جو اولاد اُنکی فہا ہوئی تھی اُنکو بھی جلایا اور دُونا سالانہ عنایت فرمایا اور بعد صحت کو اہل روم  
 کی طرف واسطے دعوت کے گئے۔ اور اُسی ملک میں وفات پائی \*

## ذکر حضرت شعیب علیہ السلام کا

لقب اُن کا خطیب لاینباء اس واسطے کہ فصاحت زبان اور بلاغت بیان درجہ علیا رکھتے تھے اہل مدین اور اصحاب الانکہ کی طرف مسجوت تھے اور حقیقت میں اہل مدین اور اصحاب ایک ایک ہی گروہ ہی یہ لوگ نہ تھے بہت ہی کمیل اور وزن میں انصاف کرتے تھے اور کھوٹے روپے اور اشرفیاں چلاتے اور راستہ مسافروں کا قطع کرتے تھے حضرت شعیب پر چند اُن لوگوں کو افعال بد سے منع کرتے تھے وہ ہرگز باز نہ آئے جن لوگوں کی قسمت میں سعادت ازیلی مقدر تھی اور زبور عقل سے آراستہ تھی وہ ایمان لائے اور جو کہ سستی ازیلی تھے وہ گمراہ ہوئے اور افعال بد سے باز نہ آئے جب ہر شعیب کی دعوت کا عالم میں ہوا ملک شام کے اور دوسری اطراف کے لوگ کمال رغبت و واسطے تحصیل سعادت کو روانہ ہوئے اگلی قوم کے لوگ برسر راہ بیٹھ کر لوگوں کو اُن کی متابعت و مانع ہوتے تھے حضرت شعیب نہایت غتاب خطاب اُن کو کرتے تھے کہ تم غیروں کی نصیحت نہیں سنتے اور یہاں ضلالت میں گرفتار ہوئے ہو اور وہ لوگوں کو کوسلنے مانع ہو کر وہاں اُن کے اضلال کا اپنی گردن پر لیتے ہو اگر تم خدا کے غضب سے ڈرو گے اور احکام الہی نہ سنو گے تو جو عذاب اگلی امتوں پر نازل ہوا تھا اسی طرح تم پر بھی ہوگا اس وقت کچھ تدارک نہ ہو سیکے گا قوم نے جواب دیا مال و اسباب ہماری ملک ہو گئی بیشی کر نیے ہم مختار ہیں تو ہمارے ملک کا کیوں متعرض ہوتا ہے اور بت پرستی ہمارا قدیم بزرگوں کا شیوا ہے ہم کیونکر چھوڑ سکتے کہ ہمارے اقربا اور ہم قوم تیرے مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔ اور یہ بھائی جو ایمان لائے ہیں اُنکو جنون ہوا ہے اگر اس علت سے پاک ہو کر حالت اصلی پر رجوع نہ کریں گے تو ہم اُنکو اس ملک سے نکال دیونگے اور تیرے ساتھ صرف سبب قربت کے یہ عایت کرتے ہیں والا اس خیال افلاس کی ایسی سازش کہ تمھکو معلوم ہوتا حضرت شعیب نے فرمایا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے نجات دی اور ایمان عنایت کیا وہ دین حق سے طرف باطل کے رجوع نہ کریں گے اور تم اپنی حماقت سے بہر تلب قربت کا خیال کرتے ہو ربوبیت اور خداوندی کا لحاظ نہیں کرتے ہو قریب ہے کہ وہ خداوند تمہارا تمہارا پناہ نازل کرے گا القصب کفر اور ضلالت اس قوم کا حد سے زیادہ ہوا اور بطریق استہزاء حضرت شعیب عذاب مانگنے لگے کہ اگر تو چاہیے میرے تو میرے عذاب نازل کر حضرت شعیب نے دعائیں مانگی اور نظر نزول عذاب کے ہوئے اس عرصہ میں سات دن رات اس طرح گزری ہوئی کہ وہ لوگ شدت حرارت کو گھر و نہیں پتھر و نہ تھے تاب نہ لاسکے مع اہل و عیال اور چار پاؤں کے گھر و نہیں سے نکل کر باغ و نہیں گئے حقتا تعالیٰ (جہنم کی طرف) اس طرح

بادکر ہم اُن گمراہوں پر بھیجی کہ پانی چشموں کا اور کنوؤں کا اور خون بدن کا مانند دیک کے جوش کرنے لگا اور پاؤں کے چمڑے کرنے لگے اس عرصہ میں ایک ابریاہ نے اُس میں پر سایہ ڈالا وہ اُس سایہ میں گئے جب سمجھوں نے اُس سایہ کے تلے قرار پکڑا ایک ایسی آگ اُس ابر سے نازل ہوئی کہ تمام وطیع و شریف اور قوی و ضعیف جگر لاکھ ہو گئے اور جو کہ شہر میں باقی تھے حضرت جبریل کے نعرے کے صدقہ کہ جنہم ربیدو جہان اُنکے شرک پلید سے پاک ہوا اور حضرت شعیب نے اور مومنوں نے اُنکے شرک سے نجات پائی اور حکم الہی نازل ہوا کہ حضرت شعیب سے مسلمانوں کے دین میں ہیں اور اطراف کے لوگوں کو دین حق سکھادیں جب تک کہ حضرت موسیٰ اُنکی ہتھیر پہنچو اور بعد حضرت موسیٰ کے تشریف لیجائیے سات برس کی مہینہ اور زندہ رہو پھر منازل عقبی اُنکو تشریف لیگو

### ذکر حضرت موسیٰ اور ہارون علیٰ سیدنا و علیہما السلام

حضرت موسیٰ و ہارون بے بغیر اور مقرب بارگاہ الہی تھے اور بیان اُنکے علوم و تربت کا اور بے دری منزلت کا حد وصف سے باہر ہے جب بعد مرنے بیان بن الولید کے اور رحلت کرنے حضرت صدیق کے قابو بس نام بادشاہ والی مہر کا ہوا اور روح کفر اور ضلال کے جو حضرت یوسف کے سب سے ناپدید ہو گئے تھے۔ اُس نے ارسہ نور زندہ کئے اور اولاد یعقوب نے جو اُس شیوہ ناپسندیدہ کو قبول نہ کیا تو قابو بس بنی اسرائیل کو اپنی غلامی میں پکڑا اور کہا کہ تم کالے بندگوں کے غلام ہو اس واسطے اُن سے محنت شاقہ لیتا تھا۔ بنی اسرائیل قابو بس کے زمانے میں بڑی تکلیف میں رہتے تھے جب قابو بس دارغور سے مقام دیل و شہور میں پہنچا۔ بھائی اُس کا فرعون کہ جب کا نام ولید بن مصعب تھا مملکت مصر پر متصرف ہوا اور یہ فرعون کہ خون آہلی سے بے نصیب لگے فرعونوں سے بڑا فاسق اور ستمگار تھا بنی اسرائیل کے تیس سخت کام فرما تھا۔ اور ضعیفوں پر اور غوروں پر خراج مقرر کیا تھا۔ اور طریقہ اُس ملعون کا یہ تھا کہ اب اسے سلطنت میں پچاس برس تک لوگوں سے بتوں کی عبادت کروائی اور جب سلطنت اُس کی ختم ہوئی اور حکم نافذ ہوا تب لوگوں کو جمع کر کے دعوے اُنار کبکھڑا اٹھنے کا کیا اور بتوں کی بندگی سے چھڑکے اپنے تئیں سجدہ کروایا اور بندگی کے واسطے تکلیف دی اور اولاد یعقوب سے کہا کہ میری بندگی قبول کرو گے تو میں تم سب کو تکلیفوں سے آزاد کروں گا۔ نہیں تو زیادہ عذاب الیم میں گرفتار کروں گا۔ بنی اسرائیل نے انکار کیا۔ اور اپنے باپ دادا کی شریعت پر قائم رہے جب فرعون نے جانوں سے پہاڑ کے پتھر سنگوں اور محل بنوانا مقرر کیا اور ضعیفوں پر مقرر کیا کہ دن بھر مزدوری کریں۔ اور آفتاب دُوبنے سے پہلے اجرت مزدوری کی لا کر فرعون کے خزانے میں داخل کریں اور جو کوئی تاخیر کرتا

اُسکے ہاتھ میں طوق ڈالتا اور ہمیشہ بہت نامبارک کو بنی اسرائیل کی اہانت اور تذلیل پر مصروف رکھتا تھا اسی عرصہ میں ایک دفعہ فرعون نے خواب دیکھا کہ ایک آگ شام کی طرف پھیل رہی ہے اور تمام قلعہ اور حویلیاں قبطیوں کی جلائیں اور شہر اور گاؤں کا اثر باقی نہ رکھا اس خواب کی ہیبت سے کانپا اور کانپوں اور معبروں کو طلب کیا انہوں نے تعبیر کی کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا کہ بیچ اور بنیاد قبطیوں کی سلطنت کی اٹھارے سو اسی فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر ایک ایک دانی متعین کی کہ جو لڑکا پیدا ہو اسکو قتل کریں پانچ برس تک اُس ظلم سے ہزاروں لڑکے بنی اسرائیل کے قتل ہوئے اور ایک طاغون بنی اسرائیل میں پیدا ہوا کہ ہزاروں آدمی بنی اسرائیل کے اس وبا میں مر گئے جب قبطیوں نے فرعون سے جا کر فریاد کی کہ مرد بنی اسرائیل کے وبا سے ہلاک ہوئے اور لڑکے انکے قتل ہوئے ہیں اگر ایسا ہی حال رہے گا تو نسل انکی منقطع ہوگی تو سب مشکل اور سخت کام ہم پر پڑے اُس ظالم کے تئیں یہ بات پسند ہوئی تب حکم دیا کہ ایک سال کے لڑکوں کو قتل کریں اور ایک سال کے باقی رکھیں چنانچہ حضرت ہارون معافی کے سال پیدا ہوئے اور حضرت موسیٰ قتل میں موجود تھے ایک روز نجومیوں نے عرض کی کہ ہنگوہا معلوم ہوتا ہے کہ فدائی رات لطفہ اُس شخص کا جو تمہارا دشمن ہے وہ اس کرم میں قرار پاویگا اُسے حکم کیا کہ شہر میں منادی کریں کہ تمام مرد بنی اسرائیل کے آج شہر سے باہر جمع ہو ویں بادشاہ انکا قصور معاف کرے گا اور بہت مہربانی اور عنایت فرماویگا بنی اسرائیل تو بڑی خوشی سے باہر نکلے اور فرعون نے خیال کیا کہ آج شہر میں رہو اور اپنی منکوہ سے جو نام اُسکا آسیہ بیٹی فراحم کی اور قوم بنی اسرائیل سے کد صحبت کرے اس امید پر کہ وہ مولود کے صلب سے باہر آوے اس غم پر عمر انکو جو حضرت موسیٰ کے باپ تھے اور فرعون کے بڑے مقرر تھے ہمراہ بیکر شہر میں آیا اور حضرت عمران کو وادہ کہہ بانی محل کے مقرر کیا شب کو جو عورتیں محل کے محل کا طواف کر نکلیں حضرت موسیٰ کی والدہ بھی اُن عورتوں میں آئیں عمران پر شہوت و غلبہ کیا اور قبیلہ کو اپنے پاس رکھا اور حضرت موسیٰ سے حاملہ ہوئیں ابن عباس سے روایت ہے کہ جو غمیر باپ کی پشت سے جدا ہوتا ہے تو تارہ اُسکا اسی شب آسمان پر ظاہر ہوتا ہے نجومیوں نے جو اُس تار کو دیکھا تو اُس تار میں کہ بنی اسرائیل جمع تھے غل اور شور مچانا شروع کیا چنانچہ آواز انکی فرغ ہو گئی انہیں پہنچی اور ایک غمیر اُسکے دل پر غالب ہوا محل کے دروازے پر آکر عمران سے پوچھا کہ یہ کیا شور ہے عمران نے کہا کہ میرا لہان ہونا ہے کہ بنی اسرائیل آپکے اعزاز و اکرام سے خوش دل ہوئے نہایت سرور و شور مچا رہے ہیں فرعون کہہ میں کیا تو مار

خوف کے تمام رات نیند نہ آئی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی والدہ جب اس فرزند سعادتمند سے حاملہ ہوئیں تو کچھ آثارِ خل کے نمودار تھے اس واسطے کوئی دانی اُپنہ نہ ہوئی جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو انکی والدہ نے ایک تابوت بنوایا اور حضرت موسیٰ کو دودھ پلا کر انہوں میں سُمہ لگا کر تابوت میں روٹی بچھا کر حضرت موسیٰ کو اُچھل ڈالا اور درزیں تابوت کی روغنِ قیر سے مضبوط کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا نقل یہ کہ فرعون کی بیٹی بعلتِ مرض برص کی مبتلا تھی اور سب طبیب اُس کے معالجے سے عاجز تھے اور ظالم کیا کہ تندرستی اُسکی ایک جاندار کو منہ کا لعاب ہے کہ تمہارے عہدِ دولت میں دریائے نیل کا حضرت موسیٰ کی ماں نے صنایا اُس بحرِ کرمیت کا نیل میں ڈالا پانی نے اُس کے تئیں برابر فرعون کے محل کے درمیان درختوں کو پہنچایا لونڈیوں نے تابوت لیکر فرعون اور آسیہ کے روبرو پہنچایا جب سرتابوت کا کھولا ایک لڑکا صاحبِ جمال دیکھا کہ اپنے انگوٹھوں سے دودھ پیتا تھا فرعون کی بیٹی نے تھوڑا لعاب اُسکا اپنی برص پر لگایا فی الحال مرض جانا رہا اور نام اُسکا موسیٰ رکھا کہ اُن کی زبان میں موسیٰ پانی اور درخت کو کہتے ہیں منقلب القلوب نے دوستی حضرت موسیٰ کی فرعون اور آسیہ کے دل میں ڈالی ارکانِ دولت جو اس حال سے خبر دار ہوئے تو عرض کی کہ یہ وہی لڑکا ہے جو سببِ انہدامِ قہرِ سلطنت کا ہوگا اسکے قتل میں توقف ایک ساعت نہ کیا چاہیے فرعون کے قبیلے نے نہایت منت سے کہا کہ اسکو موت قتل کر یہ ہم کو نفع دیگا اسکو ہم بیا کریں گے فرعون اسکے قتل سے درگدرا اور آسیہ نے دائیوں کو واسطے دودھ پلانے کے طلب کیا حضرت موسیٰ نے لیکھا دودھ نہ پیا آخر حضرت موسیٰ کی خالہ کے بتلانے سے حضرت موسیٰ کی والدہ کو بلایا فی الفور کمالِ رغبت سے دودھ پینا شروع کیا آسیہ نے اُنکی نوکری مقرر کر کے حضرت موسیٰ کو حوالہ کیا اور کہا ہفتے میں ایک بار قہرِ دولت میں لایا کر بعد ایک برس کے آسیہ حضرت موسیٰ کو فرعون پاس لے گئیں فرعون نے اپنی گود بٹھایا اور پیار کرنے لگا حضرت موسیٰ نے دستِ تجدد و راز کر کے ڈاڑھی بکڑ کر کھینچ اور کئی بال اکھڑ کر نہایت خوشی کھلکھلا کر اُسے فرعون نے غضب میں آکر حضرت موسیٰ کے قتل کا حکم دیا۔ بی بی آسیہ نے عرض کی کہ افعالِ خرد سالوں کے میزانِ عقل میں وزن نہیں رکھتے ہیں مناسب تو یہ ہے کہ ان کا امتحان کر رکھ اگر فیصلِ قصداً صادر ہوا تو سزا دیجئے والا معاف کیجئے اور واسطے آزمائش کے ایک طشتِ یاقوت کا او ایک انگاروں کا طلب کیا اور حضرت موسیٰ کے آگے رکھا حضرت تو چاہتے تھے کہ طشتِ یاقوت میں دستِ مبارک ڈالیں لیکن جبریل امین نے اُنکا ہاتھ آگ کے طشت میں ڈالا اور انگارے میں لیکر تیر

رکھا چنانچہ تھوڑی سی ہی زبان مبارک چل گئی اور گریہ پڑ گئی فرعون نے جب یہ حال دیکھا تب انتقام سے گذرا اور دانی کے حوالہ کیا۔ جب سن مبارک ستہ برس کا ہوا تو اسے انکی تربیت میں مصروف ہوئیں اور چار سو غلام زربتی لباس اور تاج مرصع اور طوق زریں کے حضرت موسیٰ کی ملازمت میں رکھے جسوقت کہ نہایت حشمت اور تجمل سے سوار ہوتے تھے تو لوگ گمان کرتے تھے کہ فرعون کا بیٹا ہے۔

## ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہر چہرے کریمہ کا اور حضرت شعیبؑ کے ملنے کا

حضرت موسیٰ اپنے ایام دولت میں بسبب عنینت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ زحمت فرماتے تھے اور قبیلوں کی تکلیف دینے سے ہمیشہ بے خواب رہتے لیکن فرعون کا خوف دم مارنے کا اسکا نہ تھا اس واسطے ہمیشہ آزدہ خاطر رہتے کبھی کبھی اپنا غم بھائیے کو واسطے سیر کے ترنا نکلتا اتفاقاً ایک وزیر ایک قبلی ایک بنی اسرائیل پر ظلم کرتا تھا حضرت موسیٰ نے ہر چند بطریق نصیحت کے فرمایا قبلی نے کچھ التفات نہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رپاقت ہو کر ایک طرائف قبلی کو بار اٹھانچہ دیا تے ہی وہ ملعون جہنم کو رہا راجب حضرت کے غصے کا جوڑ بچھا تو پشیمان ہو کر فرمایا یہ کام شیطان کا ہے اور گھر چلے آئے دوسرے دن بدستور سیر کو نکلے تھے۔ وہی بنی اسرائیل دوسرے قبلی سے دست و گریبان ہو رہا تھا بنی اسرائیل کو جھڑکا اور چھڑانیکے واسطے متوجہ ہوئے بنی اسرائیل نے تو زور پچھ موسیٰ روز اول میں دیکھا تھا بے اختیار بول اٹھا کہ جیسے تو ذرا قبلی کو مارا ویسی ہی مجھ کو قتل کریگا قبلی نے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر فرعون سے یہ احوال عرض کیا فرعون تو قاتل کے تلاش میں تھا اور ہمیشہ حضرت موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اسوقت حیدر قصاص حضرت موسیٰ کے حاضر کرنے کا حکم دیا کہتے ہیں جس سار نے حضرت موسیٰ کا صندوق بنایا تھا اور علامات سے جاننا تھا کہ یہ وہی شخص سوچو ہے حضرت موسیٰ کو خبر دی کہ نکلتا ہوں تو نکلون نہیں تو مار کر جاؤ گے حضرت موسیٰ بے زار احاطہ تنہا شہر سے باہر گئے اور جنگل کی راہ لی اور سات دن تک درختوں کے پتے کھا کر ایام گزاری کی۔ سات دن میں نہایت ناتوان ہو کر شہر مدین کے کنوئیں پر پہنچے اور ایک درخت کے تلے آرام فرمایا بعد ایک ساعت نے کوالی ہزاروں بکریاں لیکر کنوئیں پر پہنچے گرد و لڑکیاں اپنی بکریاں لیکر علیحدہ کھڑی تھیں۔ کنوئیں کے پاس نہ آئی تھیں گواہیوں نے پانی پلا کر کنوئیں کے منہ پر پتھر رکھ دیا اور لڑکیوں کی طرف متوجہ نہ ہوئے حضرت موسیٰ کو اپنے رحم آیا پوچھا تم کون ہو انہوں نے فرمایا کہ ہم شعیبؑ کی بیٹیاں ہیں۔ اور



باب ہمارا ضیعتا دنیا میں ہوا ان لوگوں کی بکریوں سے جو پانی بچتا ہے سو ہم پلا کر چلی جاتی ہیں۔ حضرت موسیٰ نے تنہا اُس پتھر کو کہ بہت گراں اور سہل پوش کنوئیں کا تھا دوڑ کیا اور دوڑ کر پہنچا وہاں پر تکلیف دینے لگے کہ یہ کنوئیں ان کی بکریوں کو سیراب کر کے رخصت کیا جب صبا جزادیوں نے حضرت شعیبؑ سے موسیٰ کی قوت اور قوت کا سوال کیا کیا حضرت شعیبؑ نے انکی ملاقات کر مشاق ہو کر ایک سبب جزادی کو واسطے بلانے کے بھیجا جب حضرت موسیٰ تشریف لے کر تب حضرت شعیبؑ نے نہایت تعظیم کی۔ اور احوال پوچھا بعد دریافت حال کے نہایت دلچسپی کی اور اُس ظالم کے بچنے سے نجات پانے کی خوشخبری دی اور سفرہ فیصاف اُنکے آگے بھیجنا حضرت شعیبؑ نے جو نشان دولت و اقبال کے حضرت موسیٰ کی پیشانی سے معلوم کیں اپنی دستربیک اخترانکے نکلح میں مقرر کر کے اٹھ برس خدمت ثباتی کی اُنکے ذمہ بعض مہر کے مقرر کر کے فرمایا اگر دس برس پورے کرو گے تو تمہاری طرفہ احسان ہے۔ حضرت موسیٰ نے بخوبی تمام قبول کیا حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ گھیر میں جاؤ اور ایک لاکھی اُن لاکھوں میں سے جو خیمہ رول سے ہلکو میراث میں ملی ہے وہاں جب حضرت موسیٰ گھیریں گے تو اندیس لاکھ آدم کی جو بہشت سے لاؤ تو خود بخود حضرت موسیٰ کو ہاتھ میں آئی جب حضرت شعیبؑ نے سبب ضمیمہ بصارت کے اُنکو ہاتھ سے چھوا۔ تو فرمایا کہ دوسری لاکھی لاؤ عرض سات بار گئے اور ہر بار وہی لاکھی ہاتھ میں آئی حضرت شعیبؑ نے جانا کہ یہ شخص خلعت نبوت و اور شرافت رسالت و مشرف ہو گا فرمایا کہ اس لاکھی سے غافل مت ہو جو بڑے کام آویگی جب موسیٰ نے اٹھ برس تک بوجہ سہرے کے خدمت کی اور دس برس زیادہ اپنی طرف سے خدمت میں حاضر ہو بعد اس کے رخصت چاہی حضرت شعیبؑ نے اُنکو اور بی بی صفورا کو جو اُنکا قیدہ تھا رخصت دی جب حضرت موسیٰ مع اہل عیال اور اپنی بکریوں کے روانہ ہو کر پانچ منزلیں طے کیں چھٹے روز وادی سینا میں پہنچے اور ایک بربیہ اور نہایت سردی ظاہر ہوئی۔ بفرست ہاں مقام کیا اور سردی کی شدت سے ہر چہ حقائق جھاڑی آگ نے نکلنے لگی بعد ایک لحظے کو جو چمک کی طرف نگاہ کی تو طور سینا کی طرف کی روشنی نظر آئی لاکھی ہاتھ میں آگ لے کر روانہ ہو کر اپنی اہل کو کہا کہ تم ٹھہرو شاید میں تمہارے واسطے آگ لاؤنگیا آگ کے پاس کسی راہ کو پاؤنگا کہتے ہیں کہ وہ آگ حضرت موسیٰ کے فرد گاہ سے بارہ فرسنگ تھی جب حضرت موسیٰ اپنی قوت روحانی اور کمال نفسانی سے جلد اسکے نزدیک پہنچے دیکھتے کیا ہیں کہ آتش شفاف ہے دودہ بند رخت کی شاخوں سے نکل کر آسمان کی۔

طرف بلند ہوتی ہے اور لحظہ بلحظہ آگ کی روشنی اور درخت کی بنری اور تازگی زیادہ ہوتی جاتی ہے حضرت موسیٰ حیران کھڑے دیکھتے ہیں اور اس فکر میں کہیں کس طرح سے تھوڑی آگ لوں آخر کئی لکڑیاں سوکھی پیدا کر کے ان کو باندھا جب درخت کی پاس لکڑیاں سلگانے کو متوجہ ہوئے پھر آگ اوپر چلی گئی اس طرح کئی بار معاملہ ہوا نہایت متفکر ہوئے اس عرض میں ایک ایسی آواز سنی کہ کبھی نہ سنی تھی۔ کوئی کہتا ہوا ہے موسیٰ حضرت کلیم نے جواب دیا بیک لیک چند ادھر اور ادھر دیکھا پر کوئی نظر نہ آیا جب نین باز آواز سنی تب فرمایا کہ امنا دی احسان تو کون ہے جو آواز تیری سنا ہوں اور تجھ کو نہیں سمجھتا ہوں امیں ایک ندا سنی کہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ وَاَنْذَرْتُكَ یَا مُوسٰی حضرت موسیٰ سجد میں گرے اور عرض کی کہ خداوندایہ کلام تیرا ہی تیرے رسول کا خطاب ہوا یہ کلام میرا ہی اور یہ نور نور میرا ہے اور میں پروردگار عالم ہوں اے موسیٰ آگے آو اس بات کے سننے سے خوف اور ہم حضرت کلیم کے مزاج پر غالب ہوا اور غلبہ کا پنے لگے اور زبان بچرکت ہوئی اور مرغ ہوش نے آشیانہ دلغ سے پرواز کی بہر ارحیلہ لاٹھی ہاتھ میں لیکر کھڑے ہوئے اور ایک فرشتے نے بموجب حکم الہی کے موسیٰ کے مدد کر کے درخت تک پہنچا یا جب نزدیک کھج کے ارادہ کیا تو حکم ہوا اِنِّیْ اَنْذَرْتُكَ فَاخْلَعْ نَحْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِیِ الْمُقَدَّسِیْنَ طَوٰی یعنی میں تیرا رب اپنی جو تیاں نکال تحقیق تو وادی مقدس میں ہے جہاں نام طوی ہے حضرت موسیٰ پر عنایت الہی ہوئی اور خلعت نبوت کا پہنایا اور علم و معرفت کے نور سے اُنکے دل کو آراستہ کر کے فرمایا اَخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوحٰی یعنی میں نے تجھ کو برگزین کیا پس سن تو جو وحی کیجاوے فائدہ جب چاہا کہ حضرت موسیٰ کو واسطے رسالت کے فرعون پاس بھیجیں پہلے معجزات روشن اور کرامتیں عنایت کیں جو طبیعت کو عادت ہو چکا۔ واللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا ہے تیرے ہاتھ میں اے موسیٰ عرض کی کہ میری لاٹھی ہے آپ بھیج کر تا ہوں اور واسطے کہ یوں پتے بھارتا ہوں اور میرے تئیں امیں بہت حاجتیں ہیں جتنا تعالیٰ نے کہا لاٹھی بھینک دے جب اس کو ہاتھ سے بھینکا تو وہ لاٹھی ایک اژدہا نہایت ہیبت صورت بنکر ہر طرف حرکت کرنے لگا حضرت موسیٰ خوف سے بھاگے تب خطاب ہوا کہ بکڑے اسکو اور مت ڈراس خطاب کے سنتے ہی حضرت موسیٰ کا دل قوی ہوا اور اس کو بکڑ لیا بدستور پھر لاٹھی ہو گئی بعد اس کے معجزہ دوسرا واسطے تسکین خاطر کے عنایت کیا اور فرمایا کہ ہاتھ اپنا جیب میں ڈال کر نکالو جب ہاتھ نکالا تو روشنی اُسکی آفتاب کے نور پر غالب ہوئی جب حضرت موسیٰ کو ان معجزوں کے دیکھنے سے الطینان خاطر ہوا تب حکم صادر ہوا کہ اب تم کو ہم نے اپنی

رسالت سے مشرف کیا فرعون کے پاس جاؤ وہ گمراہ ہے حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ میری زبان میں لکنت ہے اور میرا بھائی ہارون مجھ سے فصیح اللسان ہے صبح اللسان ہو اسکو میرے ساتھ شریک کر اور میرا وزیر بنا اور گمراہ میری زبان کی کھول دے حکم ہوا کہ عرض تیری قبول ہوئی اور ہارون کو بھی ہمیں شرافت رسالت عنایت کی اور تیرا شریک اور مددگار کیا پھر حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ میں نے انکا ایک آدمی قتل کیا ہے میں ڈرتا ہوں کہ اُس کے عوض میں مجھ کو قتل کرینگے نہ ہوں کہ مجھ کو ہمنے اپنا رسول بنایا ہے برگزیدہ کیا خاطر جمع رکھ کہ فرعون اور اس کے لوگ تجھ پر ظفریاب نہ ہوینگے اپنے دل کو مضبوط رکھ محبت قوی تجھ کو عنایت ہوگی پھر حکم ہوا کہ تم دونو بھائی جاؤ۔ اور رسالت کا پیغام بجالاؤ اور ساتھ کلام نرم اور گفتگو کے لایم کے نصیحت کرو اور کہو کہ ہاتھ بنی اسرائیل کے ظلم سے کوتاہ کرو اور ظلم کی راہ مست چلو اور دین مستقیم اختیار کرو حضرت موسیٰ بالا بالا مہر کو روانہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے خیال کو معہ مال و اسباب ہجرت تمام اُنکے پاس پہنچا دیا۔

### بیان حضرت موسیٰ کے مہاجرین پنچنا اور بشارت حضرت ہارون کے فرعون

کے پاس جانیکا نقل ہے کہ جب حضرت موسیٰ مہر کے نزدیک پہنچے تب اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون پر وحی نازل کی اور بھائی کے حال کے مفصل خبر دی اور استقبال کا حکم کیا اسی روز حضرت ہارون شہر سے باہر گئے اور موسیٰ کو ساتھ لیکر فرعون کے دربار میں گئے اور چند روز مقام کیا کیونکہ مقدور اور جرات تھی کہ احوال اُنکا فرعون کی حضور میں ظاہر کرے آخر ایک شخص جو فرعون کا سرخو تھا اُسے اُنسے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا جاہی اور تم یہاں کس واسطے آئے ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا میں فرعون کا ہوں اور ہم سب مخلوق اور بندے خداوند زمین و آسمان کے ہیں اور ہم کو خدا نے فرعون کے پاس بطریق رسالت بھیجا ہے اس سرخے نے فرعون سے جا کر عرض کی کہ آج ایک سخن عجیب لایا ہوں کہ اُسکی ہیبت و شیروں کا جگر کھینچا ہے جو ات عرض کرینگے انکی نہیں رکھتا فرعون نے کہا کہ وہ کہا ہے وہ بولا کہ دو شخص تمہارے محل کے دروازے بیٹھے ہیں کہ اُنکی ہیبت سے شیروں کا پتہ پانی ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ تمہارے سوا دوسرا خدا ہے کہ پیدا کرنا آلا زمین و آسمان کا اور پروردگار عالم وہ ہے۔ فرعون نہایت غصہ ہوا اور دونو کو حضور میں طلب کیا دیکھا کہ ایک پشمینہ پوش ہے اور عصا ہاتھ میں اور نعلین پاؤں میں غریب صورت ہے دیکھتے ہی پہچانا اور پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے فرمایا موسیٰ ابن عمران فرعون نے کہا سوال میرا بات سے نہیں ہے پہر کہا میں بندہ ہوں بندگان خدا سے فرعون نے کہا منجاب تیرے حال کے تو یہ ہے کہ تو کہے میں بندہ ہوں بندگان فرعون سے اور پرورش یافتہ ہوں اُس کی نڈت کا

وہ موسیٰ تو وہی ہے کہ میں نے تجھے پالا پرورش کیا اور تو نے کفرانِ نعمت کی اور علاوہ اسکے ایک کام ایسا کر کے  
بھاگا ہے کہ تو ہی خوب جانتا ہے اس میں منصبِ اعلیٰ تو نے کہاں سے پایا کہ مجھ نصیحت کرنے آیا حضرت موسیٰ نے  
فرمایا کہ میں نے ایک گھوٹا آدیا مارا تھا یہ معلوم نہ تھا کہ مر جاویگا اور اس طرح کے مارنے سے تو قصداً  
لازم نہیں آتا ہے اور تو بسببِ عداوتِ اصلی کے اپنی بہت کو میرے قتل پر مصروف رکھتا تھا اور مجھ کو تیرے مقابلے کی  
تاپ نہ تھی اس واسطے بھاگ گیا اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنا رسول کر کے تیری دعوت کی واسطے بھیجا ہے۔ اور میری  
بھائی ہارون کو نبوت میں میرا شریک کیا ہے اور عجب ہے کہ تو ایک کافر کے مارنے سے مجھ کو سزا بخش  
کرتا ہے اور چار سو برس سے بنی اسرائیل کے فرزند و نکل و قتل کرتا ہے اور انوع و اقسام کے ظلم ان پر روا  
رکھتا ہے اب مناسب یہ ہے کہ خدا کی وحدانیت کا اور میری نبوت کا اقرار کر اور بنی اسرائیل کو میری سزا  
کے جرمِ مباحثہ اور مناظرہ حضرت موسیٰ کا فرعون سے بہت ہوا اور مجمعِ عظیم ہوا فرعون نے کہا اگر تو سوا  
میرے دوسرے کی عبادت کریگا تو میں تجھ کو قید کروں گا اور مار ڈالوں گا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو  
مجھ پر ترس نہ ہو گا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے تئیں حجتِ ظاہر اور دلیلِ قاضی عنایت کی ہے فرعون نے کہا کہ  
اگر تو سچا ہے تو بتا حضرت موسیٰ نے عصا کو پھینکا فی الفور اڑ رہا و عظیم بن گیا اور انہیں باز نہ مشعل دار و روشن ہوئے  
اور منہ سے شعلے نکلنے لگے اور دانتوں کے پیسے کی آواز مہیب لوگوں کے کانوں میں پہونچی اور مانند شیرت  
کے غرنے لگا اور جس چیز پر گزرتا تھا اُس کے ٹکڑے کرنا تھا جس چیز پر اسکا دم پہونچتا تھا جل جاتی تھی فرعون  
مارے بہت کے تخت سے کپڑا اور تخت کا پایہ پکڑ کے فریاد کرنے لگا کہ اگر تو اس بلا کو دفع کرے گا تو میں تیری  
نبوت قبول کروں گا اور بنی اسرائیل پر تعدی نہ کروں گا جب حضرت موسیٰ نے اُس اڑ رہے کے منہ میں ہاتھ ڈالا تو  
بدستور سابق لاشی ہو گئی پھر حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ایک حجتِ روشن اپنی نبوت پر دوسری رکھتا ہوں۔  
فرعون نے کہا وہ کیا ہے حضرت موسیٰ نے ہاتھ جیب میں ڈال کر باہر نکالا اُسکی روشنی سے سب کی آنکھیں چم  
ہوئیں کوئی تاب دیدہ پیدا دیکھنے کی نہ لاسکا اس واسطے کہ شمع اُسکی آفتاب پر فوق رکھتی تھی سب نے امان چاہی  
حضرت موسیٰ نے پھر جیب میں ہاتھ ڈالا جیسا تھا اسی ہو گیا فرعون نے کہا آج تم اپنے گھر جاؤ ہم تمہارے  
مقدمے میں تجویز کیئے نقل ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا اگر میں تیری دعوت قبول  
کروں تو مجھے کیا جزا ملے گی حضرت موسیٰ نے کہا اگر تو ایک چیز بجالائے تو میں اُس کے عوض میں  
چار چیزیں تجھ کو دوں گا فرعون نے کہا تمہاری خواہش کیا ہے فرمایا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ عبادت

عبادت گراس خدائی کے سوا اسکے خدا دوسرے نہیں ہو پھر پوچھا کہ وہ چار چیزیں کونسی ہیں حضرت موسیٰ فرمایا  
 کہ اول یہ کہ میں تمہارے خدا کا کہ حق تعالیٰ تیرے تئیں جوانی بخشے گا کہ کبھی توڑ خانہ ہوگا دوسرے ہمیشہ بادشاہ  
 بننے کا کہ کوئی تیرے ہاتھ نہ لے سکے گا تیسرے تیرے دست پر گا کہ کبھی بیمار نہ ہوگا چوتھے آخرت میں بہشت  
 داتا تیرے نصیب ہوگی فرعون نے کہا بعضی عقل سے مصلحت کر کے جواب دوں گا اول تو بی بی اسیر سے کہا  
 انہوں نے جواب دیا کہ ایسی نعمتوں کو کوئی عاقل ہاتھ سے نہیں دیتا ہر بے لطف ایمان لاؤ پھر باہر نکلے گا ان  
 بے سرو سامان سے پوچھا وہ بولا یہ عجیب بات ہے کہ اب تک مندرت الوہیت پر بیٹھا تھا اب عبودیت اور  
 ذلت اختیار کرتا ہے اب تک لوگ تیری عبادت کرتے ہیں اور اب تو اور بھی عبادت کریگا فرعون نے ہامان کو  
 اضلال سے موسیٰ کی فرمانبرداری سے انکار کیا اور ارکان دولت کو بلکا کر کہا کہ یہ شخص اپنے جادو سے ہمارا  
 ملک لینا اور ہمارے نکالنا چاہتا ہے تمہاری کیا صلاح ہو سب نے کہا بڑی بڑی جادو کو بلکاؤ اور تمہارے ہر  
 مقابلہ کرو اور جب وہ غالب ہو جائیگے تو حق اور باطل ظاہر ہو جائیگا فرعون نے حکم دیا کہ تمام اپنے ملک  
 کے جادوگر حاضر کرو چنانچہ ٹھوڑے عرصے میں بہتر ہزار جادوگر فرعون کے دربار میں حاضر ہوئے۔ فرعون نے  
 انکو نوازش خسران سے امیدوار کیا اور حکم فرمایا کہ عید کے دن صحرائے عید گاہ میں سب حاضر ہوں عقد  
 خلقت جمع ہوں کہ انکے انبوه سے صحرادر کوہ آدمیوں سے بھر گیا جادوگروں نے اس عرصے میں شہر شہار  
 لاکھیاں اور ریاں بصورت سانپوں کے شب کے کی بنائیں اور اس میدان میں رکھیں اور حضرت موسیٰ کو  
 آنے کے منتظر بیٹھے ناگاہ حضرت کلیم اور ہارون رسول کریم شریف لائے اول حضرت موسیٰ نے ان ساحروں  
 نصیحت کی ساحروں نے جو حسن مقال اور کیفیت احوال حضرت موسیٰ کا سامنے در دو چہرے ہوئے کہ یہ  
 صورت باسعادت اور نکل بادولت تو مانند جادوگروں کے نہیں ہر بہر حال بولے اے موسیٰ اگر تو ہم پر غالب ہوگا  
 تو ہم تیری متابعت کریں گے لیکن بغیر فرعون اب اسے یہ کہ ہم غالب ہوئیگے موسیٰ سے کہا کہ تم پہلے اپنا جادو ڈال  
 ہو یا ہم ڈالیں حضرت نے کمال پر روانی سے فرمایا کہ تمہیں ڈالو جب انہوں نے اپنے شعبدوں کو ڈالا آفتاب  
 کی گرمی سے وہ مورتیں جو محو کر کے پار ہو سے بھری تھیں حرکت کرنے لگیں لوگ انکو سوچ مچے زندہ بچھڑ  
 دہنے لگے جب حضرت موسیٰ نے حکم ملک علام اپنے عصا کو پھینکا اڑ دیا عظیم نیکیا اور کف منہ سے نکلنے لگے اور  
 ان شہر شہر شعبدوں کو ایسا نکل گیا کہ انکا نام و نشان باقی نہ رہا اور مانند رعد کے گرجتا تھا لوگوں کا ہر دہرکا  
 کیلج پانی ہوتا اور پتھر اور اینٹ جو سامنے آتا تھا اسکو چبا جاتا تھا اور بعد اسکے منہ پھیل کر فرعون کے قبے کی

طرف متوجہ ہوا فرعون اسکی ہیبت سے بھاگا اور خلقت ایک دوسرے پر کرنے لگی اس صدمے کیسے پچیس ہزار آدمی پامال ہو کر عدم کو چلے گئے اور قیامت کا شور اُس صحرائیں برپا ہوا جب موسیٰ فرعون پر ہاتھ ڈالا بدستور عصا ہو گیا جبکہ موسیٰ و ہارون کا جادو گروں پر روشن ہوا بے توقف سجد میں گرے اور مسلمان ہو گئے۔ جب فرعون انکے اسلام سے خبردار ہوا تنہا ان کو بل کر بہت دُریا اور کہا کہ اگر اُس دین سے بیزار نہ ہو گے تو سب کا ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھاؤ گا لیکن تصدیق ایمانی اُن مومنان صادق و دلیسر ایسی جم گئی تھی کہ اپنا منہ قبول کیا دین سے نہ پھیرے اور بنی آئیے بھی اپنا ایمان ظاہر کیا اور دلائل نبوت حضرت موسیٰ کے بیان کئے فرعون کے دلیس تو سبب ہیبت حضرت موسیٰ کے انکی طرف دلیس کینہ تھا ہی۔ اُس منظومہ بیگانہ کو بھی نہایت عذاب سے شہید کیا اور بعد اسکے بنی اسرائیل پر بہت اذیت اور سختی شروع کی۔ انہوں نے حضرت موسیٰ سے عرض کی کہ تمہارے تشریف لانے سے پہلے اپنے باپ دادا سے آپکی نبوت کی خوشخبری سنی تھی کہ بعد نبوت کو ہم نجات پاویں گے اس واسطے فرعون کی اذیت اٹھانے میں صبر کرتے تھے اور آپکی امید پر جیتے تھے اب جو تم تشریف لائے تب بھی ہمارا دکھ نہ مٹا بلکہ تمہاری سبب سے نسبت سابق کے زیادہ عذاب ہو گا اب ہکو طاقتِ تجمل کی نہیں اگر حکم ہو تو اس ملک سے ہجرت کر جائیں یا اڑیں حضرت موسیٰ نے اُن کو دلاسا دیکر فرمایا۔ کہ عنقریب تمہارے دشمن ہلاک ہوویں گے اور خدا انکو اس زمین کا مالک بناوے گا جب حضرت موسیٰ کی قوم فرعون کی متابعت سے ناامید ہوئی تب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر پئے درپے بلائیں نازل کیں اور دو تین سال تک قحط پڑا بعد اسکے طوفانِ ظاہر ہوا بعضے علماء کہتے ہیں طوفانِ پانی کا تھا اور بعضے فرماتے ہیں کہ طاعون تھا کہ سات روز کے عرصے میں ستر ہزار قبیلے ہلاک ہو گئے پھر سات روز تک شکرِ ملخ کا اُنکے کھیتوں پر مسلط ہوا کہ میوہ اور کھیت اور پوسٹ و رخت و کسب کھا گئے اور تمام اسبابِ زندگانی کا نابود کر دیا ہر با جب آفت نازل ہوتی تو توبہ کرتے جب حضرت موسیٰ کی دعا سے دفع ہوتی۔ تو پھر کفر کی راہ پر قائم ہو جاتے بعد اُس کے قتلِ بلا میں پھنسے یعنی ملخ کے چچ اس کثرت سے پیدا ہوا کہ تمام مکان اور فرش اور باسن و طعام و لباس میں اور مٹنے میں اور انگھوں میں سب جگہ میں محیط تھے اس مصیبت کے دفع کرنے کو بعد سرکشی زیادہ کرنے کو تو اللہ تعالیٰ نے دیباے نیل کا پانی قبیلوں پر خون کر دیا چنانچہ ایک پہاڑ میں بنی اسرائیل جو پیتا تھا تو آبِ صاف تھا اور قبیلے کی طرف خون ناب تھا نقل ہے کہ ایک قبیلہ ایک بنی اسرائیل کی عورت کو بہت بولی کہ اوہ بن میں پیاس مرنے ہوں تو اپنے منہ میں گلی لیکر میرے منہ میں

مُنہ میں ڈال دے جب پڑوسن نے مٹی اُسکے مُنہ میں ڈالی فی الفور خون خالص ہو گیا نعوذ باللہ من غضبہ بعد اس بلا کے دفع ہونے کے پھر سرکشی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے سینہ کوں کا لشکر دیا یہ نیل سے بھیجا کہ فرش اور کپڑے اور کچا پکا کھانا اور لباس اور خوابگاہ میں سب بینڈک ہی بینڈک ہو گئے غرض یہ سب آفتیں دیکھتے تھے اور ایمان نہ لاتے تھے بلکہ زیادہ ایذا پر مستعد ہوتے تھے جب وحی الہی حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی کہ تم اپنی قوم کو مصر سے باہر لے جاؤ اور وہاں سے نیل پر مقام کرو ۛ

**بیان حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکالنے کا اور فرعون کے عارت ہونے کا**  
جب بنی اسرائیل واسطے تیاری اسباب سفر کے مشغول ہوئے اکثر یور قبطیوں کا شادی کے چیلے سے عاریتہ مالگمال کثیر بے مشقت اُن کے ہاتھ لگا اور آدھی رات کی وقت مصر سے باہر نکلے تمام مال و اسباب اور اہل و عیال ہمراہ لیا اور ایک منزل پر مقام کیا صبح کو قبلی خواب سے اُٹھے تو ایک بنی اسرائیل کا اثر پایا اور اپنے مال کے ضائع ہونے کی دیوانوں کی طرح شور و غل مچانے لگے اور دوا دلا کرنے لگو صورت حال فرعون سے جا کر عرض کی فرعون نے تمام لشکر کو جمع کرینکا حکم دیا چاہا کہ لاشی روز تعاقب بنی اسرائیل کا کرے لیکن اُس روز خدا سے سب قبطیوں کے گھر ایک ایک لڑکی باکرہ ہرک مفاجات مگنی اس واسطے توقف ہوا دوسرے دن دسویں تاریخ محرم کی فرعون لشکر جارا لیکر حضرت موسیٰ کے پیچھے روانہ ہوا اور چھ ساعت دن چڑھا کہ مقصد لشکر فرعون کا موسیٰ کے نزدیک پہونچا بنی اسرائیل نے نہایت بقراری سے عرض کی کہ یا نبی اللہ دشمن آپہونچا ہم بیشک گرفتار ہونگے اس واسطے کہ پیچھے سے تو آتش شمشیر ہے اور آگے دیا موج ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نصرت کا وعدہ دیا ہے وعدہ اُسکا سچا ہو تم عمل گین مت ہو غمغیر بکٹائش ہوگی اُمیحال میں خبیث وحی لیکر نازل ہوئے اَصْرِبْ بِعَصَاكَ الْيَجْ یعنی مار تو اپنی لاشی سے دریا کو حضرت موسیٰ نے حق تعالیٰ سے دعا مانگی اور بعد اسکے عصا سے دریا کو مارا اُس قادر ذوالجلال کے حکم کو فی الفور دریا ٹھیک گیا اور بارہ کوپے بشار اسباط بنی اسرائیل کے نکلنے پانی مانند بارہ طاقول کے درمیان ہوا کے قائم ہوا نسیم غایت چلنے لگی آفتاب لطیف نے دریا کے قعر کو فی الفور نکھل دیا بنی اسرائیل ہر ایک سبط ایک ایک کوپے سے پیٹھے اور بسبب لطافت پانی کے نہایت سفائی سے ہر ایک سبط دوسرے سبط کے حال کو دیکھتے باتیں کرتے جاتے تھے حضرت موسیٰ کناہ دریا پر اتنا کھڑے رہے کہ تمام صغیر و کبیر دریا کے اندر آپہونچے بعد اُنکے حضرت موسیٰ بھی روانہ ہوئے اور بقدر چار ساعت نجومی کے اُس بحر اہل سے ساحل نجات پر پہونچے فرعون جب دبا

پہونچا اور دنیا کو اس حال میں دیکھ کر مار و پیٹ کے کاٹنے لگا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و معجزہ موسیٰ کا دیکھ کر فکر کے دیبا میں ڈوبا اور چاہا کہ مصر کو پھر جاؤں یا متابعت موسیٰ کی کروں یا مان سے جب مشورت کی۔ تو اس ملعون نے اسکو اس ریت سے باز رکھ کر کہا کہ اتنی مدت بادشاہی کی اور مرتبہ خدائی کو پہونچا اب شمع نہیں آتی کہ بنی اسرائیل جو اپنے جادو سے دریا کے پار گئے ہیں انکا دین قبول کرے یا مصر کو پھر جاوے اور تیرے نہیں یہ عار لاحق ہو یہ دریا تو تیری ہی ہیبت و اسیا قائم ہو رہا ہے جلد اپنے تئیں بنی اسرائیل تک پہونچا۔ اور اپنا بدلہ لے فرعون بے عون ہا مان کے لغویات اور ہڈیاں نگر راہ راست و بیروہ ہوا اور کھوڑا دریا میں ڈالا۔ تمام لشکر اسکی متابعت سے دریا میں پیچھا جب ادنیٰ اعلا صغیر و کبیر دنیا میں داخل ہوا اور مقدسہ لشکر قطیوں کا کنارے سے قرب پہونچا خدا کے حکم سے اجزا پانی کے بننے لگے اور دریا جیسا تھا ویسا متصل ہو گیا اور سب کو گیارگی ہلاک کر کے پانی کی راہ سے آگ میں پہونچا یا نفوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسول اللہ جب بنی اسرائیل نے مخلصی پائی اور قطی بے غرق کے پانی کے منہ پر آئے بنی اسرائیل نے اپنی دشمنوں کو اس حال میں دیکھ کر خدا کا اور حضرت موسیٰ کی نبوت کے زیادہ متفقہ ہوئے بعد اس کے قطیوں کی لاشوں پر دوڑ کر لاکھوں روپے کا لباس اور زیور اُٹا اور حضرت موسیٰ نے ہر چند منع کیا کہ اس مال پر جو نکلنے کی شب مانگ لائے تھے قناعت کرو وہ ہرگز باز نہ آئے اس ہیفارانی کی نخوت سے آخر کو سالہ رستی کی بلا میں گرفتار ہو کر چنانچہ تفصیل اسکی معلوم ہوگی پھر حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون کو جو بیس ہزار آدمیوں سے مصر کو بھیجا۔ انہوں نے جا کر تمام خزانے اور اموال اُنکے جو اٹھانے کے لائق تھے جمع کر کے حضرت موسیٰ کی حضور میں بھیجے اور باغ الاک ضبط کئے اور ایک شخص کو قطیوں میں انکی باقی جماعت پر حاکم بنا کر حضور میں بھیجے گئے۔

ذکر حضرت موسیٰ کے کوہ طور پر چاہنیکا اور توریت لانیکا اور سامری کے کو سالہ بنانے کا بنی اسرائیل نے کسی بار حضرت موسیٰ سے عرض کی تھی کہ ہمارے تئیں علیحدہ شریعت چاہیو جو اسکے موافق ہو کریں اور رضائے الہی حاصل کریں حضرت موسیٰ نے جناب الہی میں مناجات کی حکم ہوا کہ کوہ طور پر آؤ اور تین روزے رکھو جب تمہاری خواہش میسر ہوگی اور مقصود حاصل ہوگا حضرت موسیٰ نے قوم کو نصیحت کی اور حضرت ہارون کو خلیفہ کیا کہ میرے آنے تک عبادت اپنی میں مشغول ہو میں امیدوار ہوں کہ خدائی شریعت عنایت کریگا بعد اسکے جو موسیٰ قوم سے جدا ہو کر شراذمی روسا بنی اسرائیل کے پیراہ لیکر گئے اور کوہ طور میں مستکلف ہوئے اور ایک مہینے تک روزے رکھ کر حضرت حیرانیل کی نازل ہو کر حکم کیا کہ دس اور روزہ رکھو جب



وعدہ سے زیادہ دن گذرے بنی اسرائیل مضطرب ہوئے اور آپس میں تجویز کرنے لگے۔ سامری نے کہا کہ حضرت موسیٰ تم سے رنجیدہ ہو کر گئے ہیں تم انکے حکم سے برخلاف قبطیوں کی راشونہ سے مال اُتار کر متصرف ہوئے اور ان کے منع کر نیسے باز نہ آئے اس واسطے کہ نہ کیا کہ تمہاری یفرمانی کی شامت پر عذاب نازل نہ ہو اگر مال سے دست بردار ہو تو شاید تم سے خوش ہوں انہوں نے جواب لایق جلائیے تھا سو جلا یا اور جو گلائیے تھیں۔ سامری کے حوالے کیا کہ وہ زنگری کے ہنر سے واقف تھا سامری نے تمام مٹا چاندی ٹکڑا کر ایک گوسالہ بنائے گلے کا بچہ ڈھال کر بنایا اور حضرت جبریل کے گھوڑے کو قدم کی خاک جو فرعون کے دُوبتے وقت اُس نے لی تھی وہ گوسالہ کے پیٹ میں ڈالی اسی وقت وہ گوسالہ آواز کرنے لگا۔ سامری نے کہا یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے اُسکی عبادت کرو۔ اور اس سے حاجت مانگو وہ ہوسلی کو اور تمہارے سرداروں کو پیدا کر دیگا وہ یہ وقت اُسکی بات پر دھوکا کھا کر گوسالہ کو لے پڑا اور سجدہ کرنے لگا بارہ ہزار آدمی اس حرکت بد سے اٹھ کر تے تھے اور ملاست کرتے تھے اور حضرت ہارون نے چرچہ نصیحت کی مفسدہ پڑی اور حضرت موسیٰ کو اس بات سے خبر نہ تھی جب چالیس دن پورے ہوئے تو ایک ابرت ایک پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ نظر سے غائب ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے کلام سے مشرف کیا اور دس تختہ توحید کے عنایت کو جب جواب دے گیا تو قوم نے کہا تمہیں تو یہ شقت اس واسطے کی تھی کہ ہم بھی کلام الہی سنیں اور سب قوم کے روبرو گواہی دیں۔ پھر حضرت موسیٰ نے عرض کی اور اسی وقت ایک بار بقی پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ کو مدد شہر آدمیوں کے چھایا۔ اور اُن نے کلام الہی سنا جب پردہ اٹھا تو آپس میں جھگڑنے لگے کہ ہم فقہ کلام سننے سے ایمان نہ لائے جیتک کلام کر نیوالے کو نہ دیکھیں گے حضرت انکی بدگمانی اور بائعقادی سے متعجب اور حیران ہوئے اُس وقت ایک ابریاہ پیدا ہوا اور زلزلہ شروع ہوا اور چلی کٹکنے لگی سب طالبان دیدار فی الفور ہلاک ہو گئے۔ حضرت موسیٰ نے دُعا مانگی خداوند اُتو ہی گراہ کرنے والا ہے اور تمہی ہدایت دینے والا ہے۔ اگر تو نے اُن کو طمع کلام سنانا نہ دیا ہوتا۔ وہ جرات دیدار کی نہ کرتے اور چاہتا تو اُس سے آگے بھجوا اور اُن کو ہلاک کر دیتا اور اب اگر میں تمہا قوم میں جاؤ گا انکے خون کی قیمت تجھ پر کرینگے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعا قبول کر کے اُنکو پھر زندہ کیا سب نے اپنے گناہ سے استغفار کیا اور موسیٰ کی نبوت پر تصدیق کی وہاں سے رخصت ہو کر جو قوم میں پہنچے تو یہاں عجب تماشا دیکھا کہ گوسالے کے آگے دھول جتا رہا اور لوگ ناچتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں حضرت موسیٰ پر جو غصے نے غالب کیا تو لوہین توحید کی ڈال دیں اور بھائی پر عتاب کیا۔

اور الٰہی ڈاڑھی اور سر کے بال کھینچے انہوں نے غدر کیا کہ بھائی مجھ پر جاک سنائی مت کرو اور میری ڈاڑھی اور سر کے بال نہ کھینچو میں نے انکو نصیحت میں قصور نہ کیا انہوں نے مجھکو ضعیف سمجھ کر میری نصیحت نہ مانی اور قریب تھا کہ مجھکو مار ڈالیں جب حضرت موسیٰ کا غصہ تھا اور لوہیں تو ریت کی اٹھالیں اور گوسالہ پرستوں کو کہا کہ خدانے مجھکو کتاب عنایت کی اور اپنا عہد نیک کیا اور برخلاف حکم خدا اور حکم نبی تم عمل میں لاؤ سب نے کہا کہ ہم کو سامری نے گمراہ کیا جب سامری سے پوچھا تو وہ بولا میرا نفس امارہ مجھکو اس بات پر بلایا حضرت نے فرمایا کہ میں تجھکو جان سے نہیں مارتا لیکن جب تک تو اس جہاں میں زندہ رہو خدا کے تیری کسی سوا آشنائی نہ ہو اور کوئی زندہ تیرے ساتھ مصاحبت کرے اور عاقبت میں تجھکو خدا عذاب جہنم نصیب کر دے پھر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے عفو و قصور چاہا حکم الٰہی ہوا کہ توبہ تمہاری یہ کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے سب وزانو بیٹھ جائیں اور جنہوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی وہ انکو قتل کریں اس حکم کو منکر سب بیکار ہوئے اور بہت لوگ منکر ہوئے کہ ہم نے تو پرستش گوسالہ کی نہیں کی ہم کا یہ کو پائے تئیں قتل کریں حکم الٰہی ہوا کہ اس گوسالہ کو بردہ کر کے اسکی خاک بنا کر دریائیں پھینکو اور تم لوگ پانی اس دریا کا پیو سب پانی پیا جنہوں نے گوسالہ پرست پوجا تھا اپنے پرچہ علامت ظاہر نہیں ہوئی اور گوسالہ پوجنے والوں کی زبان پر زریں نقطے پیدا ہو گئے اور رنگ زرد ہو گیا جب ان سب نے گفن پہنے اور وصیتیں کیں اور قتل گاہ کو روانہ ہوئے عجب اسوقت کا عالم تھا کہ ایک جہاں درم برہم تھا ناالہ و شور و گریہ وزاری بنی اسرائیل میں شروع ہوئی اور ایک ابریاہ پیدا ہوتا کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھے اور باپ بیٹے پر اور بیٹا باپ پر رحم نہ کرے جب قتل عام ہوا اور ہزاروں آدمی کا تیغ سے انتقام ہوا تب حضرت موسیٰ و ہارون نے جناب الٰہی میں عاجزی کی پھر توبہ قبول ہوئی اور قتل سے مان ہٹائی

### احوال قارون کے خستہ ہونی کا

کہتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ کے چچا کا بیٹا تھا اور ایسا حنین تھا کہ لوگ انکو منور کہتے تھے اس شخصیت موسیٰ سے عجیب علوم سیکھے تھے انہیں سے علم کیا تھا جب پر علم اسکو ملا تو کثرت اسکے مال کی اس درجہ کو پہنچی کہ چالیس خیر اس کے خزانہ کی صندوقوں کی کنجیاں کھینچتے تھے جب حضرت موسیٰ نے اسکو زکوٰۃ کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہزار دینار سے ایک دینار زکوٰۃ دیا کر یہ بھی آپس شاق گذرا اور مجاہدہ شروع کیا اور موسیٰ کی تابعداری سے لنگر طریقہ کشی کا شروع کیا اور سواری کی وقت نہ ارجوان بلیاس عمدہ اور جوار اہل و مرصع اور تین سولونڈیاں ماہر و عنبر ساتھ لباس قیمتی کا خطال اور تاج مرصع و ہر کاب چلتی تھیں اور لوگ اسکا تحمل دیکھ کر کہتے تھے

اے کا شے جو وہ چارے میں ملا جو قارون کو ملا ہے جب حضرت موسیٰ نے واسطے اولے زکوٰۃ کے تاکید کی تب  
اُسے بنی اسرائیل کے جاہلوں کو جمع کر کے کہا کہ تم سب باتو نہیں تابعداری موسیٰ کی کرتے ہو اور اُس کا حکم تم پر  
جاری ہے اب وہ چاہتا ہے کہ زکوٰۃ کے بہانے سے تمہارا مال لیوے اور تم کو فقیر کر دیں تم کیوں چپکے بیٹھے ہو۔  
موسیٰ نہیں دیتے وہ سب بولے کہ تو ہمارا سردار ہے جو کچھ تیری رائے میں آوے سو کر ہم سب سے پہلے ہیں قارون حضرت  
موسیٰ کو اذیت دینے کی مصاحبوں کی مشورت کی آخر ایک عورت فاسقہ زنا کار کو تلاش کیا اور ایک طباق زر و  
جواہر کا اُس کو دیکر یوں مقرر کیا کہ جو وقت موسیٰ مجلس میں وعظ کو بیٹھیں اور مجمع بنی اسرائیل کا ہوتے مجلس میں  
آنکر حضرت موسیٰ کے زنا کرنا کاپنے ساتھ اقرار کر کہ بنی اسرائیل بے اعتقاد ہو کر حضرت موسیٰ کے حق میں موافق  
حکم تورات کے عمل کریں کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ہر وقت میں ایک بار مجلس وعظ کیا کرتے تھے جب لوگ بڑے  
جمع ہو قارون بھی نہایت متحمل اور شوکت و حاضر ہوا اور حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں بیٹھ کر استہزا اور ہنسنا  
شروع کیا اور وہ فاحشہ بھی آنکر مجلس کے گوشے میں بیٹھی جب بس گرم ہوئی اور دیر بھید کے حضرت  
موسیٰ کے سینہ میں جوش مارنے لگا وہ عورت اُٹھی اور چاہا کہ قارون کی تعلیم کے موافق بہتان کرے اور حضرت  
موسیٰ کے دامن پاک کو تہمت سے آلودہ کرے حضرت مقلب القلوب نے اُس کی زبان کو پھیرا اور باوازی بند کر دی  
کہ اے بنی اسرائیل قارون حضرت موسیٰ کا دشمن ہے اور کل مجھ کو اپنے گھیر لجا کر ایک طبق زر و جواہر کا دیا۔  
اور کہا کہ مجلس عام میں حضرت موسیٰ پر بہتان کر اور موسیٰ کے زنا کرنا کی اپنے ساتھ گواہی دے اور میں اب  
گواہی دیتی ہوں کہ موسیٰ نے پیغمبر خدا کا ہر اور نبی برحق ہے اور جو برائیاں کہ میں نے کیں تھیں سب توبہ کرتی ہو  
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُوسٰی كَلِمَةُ اللّٰهِ بنی اسرائیل نے حیران ہو کر قارون کو ملامت کرنا  
شروع کیا پھر تو بجز غضب موسیٰ جوش میں آیا اور اُس وقت منبر سے اُترے اور خاک پر سر رکھا اور خدا سے عرض  
کی کہ خدایا تیرے دشمن نے میری ایذا کا قصد کیا اور چاہا کہ میرے نبی میں فتنہ بکھڑے کرے اگر میں تیرا رسول ہوں  
تو اُس پر اپنا غضب نازل کر اور مجھ کو اپسرط کرنی الفور حضرت جبریل نازل ہوئے اور فرمایا کہ موسیٰ سر کو اٹھاؤ  
اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول کی اور زمین کو تمہاری حکم میں کیا جیسا چاہو ویسا کرو حضرت موسیٰ نے سر اٹھایا  
اور فرمایا کہ اے بنی اسرائیل جیسے مجھ کو خدا تعالیٰ نے فرعون پرسلط کر کے ظفردی ویسے اب مجھ کو قارون پر چھڑا  
ہے جو کوئی اُس کا پیروں کے ساتھ ہے اور جو کوئی میرا تابعدار ہے اُس سے دور ہو جاو سب بنی اسرائیل نے کنا  
کیا اور بیزار ہوئے مگر وہ آدمی کہ بڑے مصاحب تھے وہ رفیق رہے اس وقت حضرت موسیٰ نے فرمایا "یا اَرْضَ

خَدَّیْدُ لے زمین لے اسکو زمین نے تختوں تک قاروں کو پکڑا وہ بیوقوف منحوس بولا اور موسیٰ یہ کیا سحر ہے پھر جب بار دیگر حضرت موسیٰ نے زمین کو حکم دیا گھسٹوں تک زمین میں دھنسن گیا اسبار نہایت ڈرا چڑھا مانا لگی مفید نہ پڑا کہتے ہیں کہ تبار حضرت موسیٰ نے زمین کو حکم دیا اور ہر بار وہ عاجزی کرتا رہا حضرت موسیٰ نے مطلق التفات نہ کیا آخر بالکل زمین میں دھنسن گیا بنی اسرائیل کے فاسد و حاسد کہتے تھے کہ موسیٰ نے مال کے طرح سے قاروں کو امان بخشی یہ بات حضرت موسیٰ نے سُنی پھر دعا مانگی اور زمین کو حکم کیا کہ تمام اسباب و مال و فرسش و فروش و نقد و جنس مدعو علی گھس گیا اور تخت الشری کیطرون روانہ ہوا اَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِهِ

ذکر حضرت موسیٰ کے شاہم کیطرون جائیداد کا اور بنی اسرائیل کے بیابان تہ میں گرفتاری کا حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ ہم اپنی یوں ہو کہ تیاری لشکر کی کرو اور بیت المقدس کو جباروں اور عمالقہ کے ہاتھ سے چھڑاؤ چنانچہ از انتقام اور ترتیب لشکر کے روانہ ہوئے جب اُس ٹک کے نزدیک پہونچے بارہ نقیب یعنی بارہ سردار ہر ایک سبط کا ایک ایک آدمی مقرر کیا کہ عمالقہ کے ٹک میں جا کر بطریق جاسوس کے اُنکا حال اور کیفیت دریافت کر کے جلد پھر آؤ جب بارہ نقیب جباروں کے دارالٹک میں پہونچے عوج بن عوق کہ جسامت اور قوت میں کوئی اُن جباروں میں اُسکے برابر نہ تھا اتفاقاً اُن سے دوچار ہوا اور اُن کو اُنکے سے خبر نہ تھی کہ یہ کی طرف ہو لوگ ہمارے مقابلے کو آتے ہیں اسواسطے عوج نے بارہ ۱۲ نقیبوں کو اپنی آستین یادامن میں ڈالکر بادشاہ کے حضور میں لیجا کر لیکھ دیا۔ اور کہا کہ یہ لوگ ہمارے مقابلے کو آئے ہیں بادشاہ نے حکم کیا کہ اُنکو زندہ چھوڑ دو جو یہ بات جا کر ہمارے طول قامت اور جسامت کی اپنے لشکر میں بیان کریں گے تو رعب اور ہیبت سے اُنکا عزم مست ہوگا۔ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے نقیبوں کا قد چھ گز سے اور پانچ گز سے کم نہ تھا لیکن بہ نسبت قدوں عمالقہ کے مانند چڑیا کے دکھائی دیتے تھے جب نقیب وہاں سے پھر کر بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے راستے میں آپس میں اقرار کیا کہ ہر گرجباروں کے قد و قامت کا احوال اپنے لشکر میں مت ظاہر کیجیو سوائے حضرت موسیٰ اور ہارون کے دوسرے سے مت کہیو اسواسطے کہ بنی اسرائیل خفیف العقل اور قلیل الہمت ہیں جب یہ حال سنیں گے تو بیشک لڑائی سے بچھڑیں گے جب یہ لشکر میں پہونچے تو آدھیوں نے عہد شکنی کی اور عمالقہ کی شوکت اور جسامت کا احوال بنی اسرائیل سے ظاہر کر دیا مگر یوشع بن نون اور کاتب ابن یوفنا سے اس بھید کو چھپایا لشکر حضرت موسیٰ کا اُنکی شوکت نہ کر لڑائی سے بچھڑ رہا چہن موسیٰ اور

حضرت ہارون نے نصرت الہی کا وعدہ کیا اور فتح مندی کی امید دی کچھ فائدہ نہ ہوا اور سب متفق اللفظ ہو کر بولے کہ ہمارے تئیں اُنکے مقابلے کی طاقت نہیں ہوگی اس ملک کی طمع نہیں اگر تم کو اُسکے لینے کی تمنا ہو تو تم اور تمہارا خدا چاہو اور تم لوہم تو ہمیں بیٹھے ہیں حضرت موسیٰ نے اُنکے ترسے غصہ ہوا اور سرسجدہ ہو کر دُعا مانگی۔ کہ یا الہی میرا اختیار سوا ہے اپنے نفس اور بھائی کے اور وہ پر نہیں جدائی کر تو درمیان ہمارے اور ان فاسقوں کو اس عرصہ میں ایک ابرسیاہ پیدا ہوا اور اصریح اُسہیں سے آئی گئے موسیٰ یہ گروہ بنی اسرائیل کہا تک نافرمانی کریں گے اور ظالم معجزوں سے منکر ہو وینگے اتنا نہیں جانتے کہ طوق العین میں سب کو ہلاک کر دوں گا اور اُن سے دُونے لوگ پیدا کر دوں گا حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ یا رب تو اگر اپنی قہاری سے اُس قوم کو ہلاک کرے گا تیرے ملک میں تو کچھ نقصان نہ ہوگا لیکن جو اُمت میرے بعد پیدا ہوگی ایسی کی موسیٰ نے اپنی قوم کو بددعا سے ہلاک کروا دیا تیرا صبر بڑا ہے اور احسان بڑا ہے بخشش ہے اُنکو اور ناگاہ موت ہلاک کر پھر حکم ہوا کہ میں نے تیری دُعا قبول کی اور اُنکو تیری خاطر سے بخشا لیکن تو نے اُنکو فاسق کہا ہو مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ سوائے تم دو بھائیوں کے اور یوشع اور کالب کے سب کو اس بیابان میں حیران و پریشان رکھوں گا بعد اس حکم کے اُن دس آدمی بھیج دیے گئے والوں کے بدلے کو ٹھٹھکنے لگا اور اعضاؤں کو گل گئے اور فہا ہو گئے اور باقی بنی اسرائیل بے فرمانی کے وبال سے گرفتار ہو کر اُس جنگل میں مقید ہو گئے حضرت موسیٰ اور ہارون اور یوشع اور کالب تو علاقہ کی طرف تشریف لیگئے اور بنی اسرائیل مصر کی طرف روانہ ہوئے تمام دن منزل کی شام کو پھر اپنے تئیں منزل اول میں پایا ناچار ہو کر پھر حضرت موسیٰ پھرے اس امید پر کہ شاید کسی جیلے پہلنے سے اُنکو پھر راضی کریں اور حضرت موسیٰ جو علاقہ کی طرف تشریف لیگئے تو اتفاقاً اول غوج بن عوق سے ملاقات ہوئی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی لاشی اگر تھی اور دس گز اچھلے۔ تب لاشی کا سر غوج بن عوق کے ٹخنوں میں لگا۔ غوج مانند پہاڑ کی گر گیا اور اُسی ایک زخم سے اپنی جان کو بڑی ذلت و مالک دوڑھکو سو پنا جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی طرف سے پھرے تو اُنکو اُسی منزل میں پایا اور کوٹھو کیل کی طرح تمام رات دوڑتے تھے اور فجر کو پھر منزل اول میں موجود ہوتے تھے حضرت موسیٰ کو ہنوز اُنکی گرفتاری کا حال معلوم نہیں ہوا تھا اس واسطے فرمایا کہ لوگو میں وہاں گیا اور انہیں سے ایک شخص کو میں نے مارا کہ اللہ تعالیٰ نے رُوئے زمین پر ایسی جسامت اور قوت و طاقت کا دوسرا شخص پیدا نہیں کیا لیکن تم بزمیرے نہ جانا جب طبیعت نے نہ چاہا کہ اس ملک میں بچاؤں اب ہمت باندھو اور غزا کو چلو خدا فتح نصیب کی بجائے

بنی اسرائیل نے اپنی سرگردانی کا احوال عرض کیا تب موسیٰ بہت ملول ہوئے اور خدا سے تعالیٰ کے وعدہ کا جلد ظاہر ہونے سے حیران ہو خطاب الہی آیا کہ اے موسیٰ ایسے فاسقوں کی واسطے تمکین مت ہو جب تو نے چاروناچار مصیبت پر دل رکھا اور بہت دُور دُصوب کی پرچھاں کہتا رہا اس جنگل سے باہر نہ نکل سکے جب خراج تمام ہوا اور ذخیرہ نہ رہا تب حضرت موسیٰ سے بھوک کی فیاد و زاری کرنے لگو پھر حضرت موسیٰ نے دعا مانگی تب خوان احسان الہی سے اسطرچرات مقرر ہوا کہ شب کو ترنجبین برف ہو پیدا اور شہرہ سے شیریں دھڑوئیں گراں اور عصر کی وقت لاکھوں پرندہ مانند کبک کے اُنکے لشکر میں خود بخود دھبے آتے حکم یوں ہوا کہ ہر شخص حاجت زیادہ نہ لیوے اور دوسرے دن کا ذخیرہ نہ کرے مگر شنبے کے روز یکشنبہ کی واسطے ذخیرہ کریں لیکن بنی اسرائیل تو کثرت حص سے زیادہ حاجت ذخیرہ کرتے تھے پھر کو اُس گوشت میں کیڑے پڑ جاتے تھے اور زیادہ ترنجبین لینے والوں کو اُس روز کچھ نہ ملتا تھا بے نصیب ہتے تھے اور پانی کی یہ سیل ٹھیرائی کہ حضرت موسیٰ کا جب مقام ہوتا تھا تو اپنی لاکھی ایک پتھر پر رات تھے تو بارہ سبطوں کی واسطے بارہ چٹے خوشگوار مانند آب حیات کے جاری ہو جاتے تھے جب کپڑے بھٹ گئے تب حکم ہوا کہ پرانے کپڑوں کو پتھر کے چٹوئیں ڈبو دو تو نئے ہو جاویں گے۔ اور اگر کپڑے سیکے ہو جاویں تو آگ میں ڈال دوں گے جب بکرا صابون سے زیادہ پیس ہو جاویں گے اور قدرت کاملہ الہی جب لکھا پیا ہوتا تو قمیص سمیت وجود میں آیا اور جب قدر لڑکے کو نشو و نما ہوتی وہ قمیص بھی قد کے موافق بڑھتا جاتا اور صفائی اور شفا فی اور ملائکت اُس قمیص کے ایسی ہوتی تھی کہ ٹل اور خاصہ اور تیزب اسکے آگے نیزب تھا جب چند مدت اسطرچر کٹی بنی اسرائیل تو اپنی وضع اصلی اور عادت حبلی سے باز نہ آتے تھے اور کفران نعمت کے خوگر ہو رہے تھے کہنے لگے کہ رات دن ترنجبین اور پرندوں کے گوشت لذیذ کھانے سے ہمارے منہ کا فرہ بے مزہ ہو گیا ہم سے تو ایک نوع کے طعام پر صبر نہیں کیا جاتا تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہکو مسور کی دال اور پیاز اور کہن اور ساگ بھاجی دیوے تو ذرا منہ سوندھا ہو حضرت موسیٰ اُن لوگوں کی سمجھ بوجھ سے نہایت ملول ہوئے اور فرمایا کہ عجب قوم جاہل ہو کہ ساگ بھاجی کو خوان آسمانی پر تفضیل دیتے ہو اور خوراک حیوانی کو خوان نعمت رحمانی پر ترجیح کرتے ہوز ہے عقل وز ہے شعور کیوں نہ ہو جیسے روح ویسے فرشتے اور چاہا کہ اُن جاہلوں کو چھوڑ کر باہر نکل جاویں لیکن صبر کیا اور منتظر امر الہی کے رہے۔ اور چالیس برس کے عرصے میں اُس جماعت نافرمان میں سے کوئی باقی نہ رہا سب فنا ہو گئے مگر یوشع اور کالب رہے اُس ملت میں جتنے لاکھ ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اُنکی نسل سے اتنے ہی پیدا کئے چنانچہ

بروقت نکلنے تیرے جتنے داخل ہوئے تھے اتنے ہی موجود تھے بغیر زیادہ اور نقصان کے یہ

ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اور حضرت خضر علیہ السلام کے ملنے کا

جب موسیٰ میرے غالب ہوئے اور قبلی ہلاک ہوئے موسیٰ اکثر مجلس میں وعظ و نصیحت فرماتے تھے ایک روز حق سے سوال کیا کہ الہی تیرے بندوں میں سے کوئی مجھ سے زیادہ عالم ہووے تو مجھ کو بتا دے تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ میرا ایک بندہ ہے تجھ سے زیادہ تر عالم ہے کہ میں نے اپنا علم کے اسرار اُس کے سینے میں رکھے ہیں۔ دریا کے کنارے پر ہے جہاں مچھلی گم ہوگی وہاں وہ تم کو ملیگا حضرت موسیٰ نے یوشع کو ساتھ لیا اور کئی روٹیاں اور کئی مچھلیاں لے گئے ہوئی لیکر مجمع البحرین کی طرف متوجہ ہوئے جب مجمع البحرین کے قریب ایک چشمے پہنچے وہاں آرام کیا حضرت موسیٰ بسبب ماندگی کے سو رہے اور یوشع نے اُس چشمے سے وضو کیا جب چند قطرے پانی کا اُس جگہ مچھلی پر گرے۔ اُس مچھلی نے زندہ ہو کر دریا کی راہ لی جب وہاں سے آگے چلے تب حضرت موسیٰ نے یوشع سے کھانا مانگا انہوں نے احوال مچھلی کے دیے جیسے جانیگا بیان کیا کہ پانی کے قطرے اُس پر گرے تو وہ زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔ اور جہاں تنک اسنے سیر کی وہاں تنک ایک دریا میں بھی حضرت موسیٰ نے فرمایا یہ وہی بات ہے جسکو ہم طلب کرتے تھے یعنی گم ہونا مچھلی کا خضر کی ملاقات کی جگہ پر وہاں سے اُسے پھرے اور حضرت خضر کو صحرا میں پایا کہ عبادت الہی میں مصروف تھے بعد فراغت عبادت حضرت موسیٰ سے احوال پوچھا انہوں نے فرمایا کہ مقصود اس سفر ہے کہ چند روز تمہاری صحبت میں مشرف رہوں اور علم کہ خدا نے تم کو بخشا ہے سیکھوں حضرت خضر نے کہا کہ آپ کی التماس تو قبول ہے لیکن رفاقت جاری مشکل ہے اس واسطے کہ شاید میں از رو و علم باطن کے ایک کام کروں کہ ظاہر اُسکا کراہت ہو اور انجام اُس کام کا خیریت نہ ہو اور کراہت اور بغیر حقیقت ظاہر ہونے کے میں صبر نہ ہو سکیگا اور غمزدہ و انکار سے پیش آؤ گے اس واسطے مصاحبت کی گرہ ٹوٹ جاوے گی۔ اور رفاقت کا رشتہ بند ہو جاوے گا حضرت موسیٰ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ میں صبر کروں گا اور تمہارے علم سے نافرمانی نہ کروں گا۔ حضرت خضر نے کہا کہ اگر تم میری مصاحبت چاہتے ہو تو جتنا تک میں نہ کہوں تب تک تم سوال مت کیجئے بعد اس قول واقار کے وہ دونوں دریاؤں میں پس روانہ ہو کر کشتی میں بیٹھے حضرت خضر نے بالکون سے پوشیدہ دو تین تختے کشتی کے اُٹھا کر دریا میں پھینک دیئے اور صاحبان کشتی کو کہا کہ جلد پانی کشتی کا بندہ کرو نہیں تو دوب جاؤ گے لوگ دوڑے اور جلد لکڑیوں کے ٹکڑے جوڑ کر کشتی کو درست کیا لیکن صاحب کشتی کا دل کشتی کے مریض ہونے سے ٹوٹ گیا حضرت موسیٰ نے فرمایا ایسی مضبوط کشتی میں سوار نہ کرو اور اتنے

لوگوں کے غرق ہونے کا خیال نہ کرنا تھا یہ ظلم اور خلاف شرع ہے حضرت خضر نے فرمایا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے حضرت موسیٰ نے عذر کیا میں نے جھوٹے سہیہ بات کہی پھر میں نبولونگا جب کشتی بڑا ہو اور شہر کے پاس پہنچے وہاں کئی ٹکے کھیل رہے تھے ہمیں ہوا ایک سین و ملیج لڑکے کو پکڑ کر لیا اور اس کا گلا چھری سے کاٹا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ بیگناہ کا قتل کرنا خصوصاً معصوم کا کسی دین و ملت میں جایز نہیں تو نے کیا غضب کیا حضرت خضر نے فرمایا کہ میں آگے ہی کہ چکا تھا کہ تو صبر نہ کر سکیگا پھر حضرت موسیٰ نے عذر کیا اور فرمایا کہ اگر اب بھی بارہو لوں تو مجھ کو اپنی مصاحبت میں مل لیا اور وہاں سے آگے چلے رات کو ایک گاؤں میں پہنچے موسم بھی سرد لگا ہوا اس گاؤں والوں سے ضیافت مانگی انہوں نے کھانا نہ دیا جھوکے پیلے سے پڑ پڑ کر فجر کو اُس تہی میں ایک دیوار طیر مٹی گرینکے قریب تھی حضرت خضر نے اس کو بغیر مزدوری کے درست کر دیا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اس گاؤں کے لوگوں نے میری قیامت سے طے کر کے جہاں نوازی سے میرا موزا مناسب تو یہ تھا کہ ان سے مزدوری لیتے اور جھوک کا غلہ دفع کرتے ایسے ہی رتوں سے مروت کرنا مناسب نہیں ہے حضرت خضر نے فرمایا اھذا فراق بینی و بینک اب جدائی کی تیاری کیجئے اور رفاقت کو امید قطع کیجئے لیکن گوش ہوش متوجہ ہو کر اس رات ان فعلوں کو جو لیسٹ خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں سن لیجئے اور تشریف لیجئے کشتی کے ٹوڑنے کا سبب تو یہ تھا کہ راستہ اس کشتی کا ایک بار شاہ ظالم کے شہر میں تھا اور وہ مضبوط کشتیوں کو چھین لیتا تھا اس واسطے ہی اس کو ٹوڑا کہ لیب عیب کے غضب سے بچسکی اور ان غریب مالکوں کی گردن چلے گی اور لڑکے کا قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ ماں باپ اس کو نیکخت اور موحد تھا اور لڑکے کو سو کفر و عصیان و فساد کے کچھ وجود میں نہ آتا میں ڈرا کہ اُس کو کفر و فساد کا ماں باپ کو پہنچے گا اور وہ اس کی بدی میں گرفتار ہو گا اور خدا اس کے ماں باپ کو فرزند صالح عطا کریگا۔ اور فائدہ دیوار بنائے گا یہ ہو کہ وہ دیوار دیو تہیوں کی ہو اور باپ ان کا مرد صالح اور متقی تھا اور اس کے تلے خزانہ تھا اگر وہ دیوار اب گرتی تو وہ یتیم اُس خزانے سے بے نصیب رہتے اس واسطے میں نے بموجب الہام ربانی کے اُس دیوار کو بنایا۔ کہ بعد اُنکے باقی ہوئے اگر گئی تو خزانہ اُنکے ہاتھ لگے گا حضرت موسیٰ نے وصیت چاہی اور رخصت ہوئے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ خبر کرتے تو عجب اسرار الہی اور غرائب امور ناشناہی بیان میں آتے اور اللہ تعالیٰ ان سب کی خبر دیتا ہے۔

ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وفات پانے کا

جب نے ماہ حضرت موسیٰ کی رحلت کا نزدیک پہنچا تو فرمایا کہ تمام بنی اسرائیل کا شمار کرو اور ان لوگوں کو جو مصر سے



نکلنے کیوقت حاضر تھے تلاش کرو نصیبوں نے عرض کی کہ سولے یوشع اور قابیل کے ہمیں سے کوئی باقی نہیں بچ سکا جو ہم  
 کیا اور وصیت کی حضرت یوشع کو اپنا خلیفہ کیا اور کاتبوں کو جمع کرکے تورات کو کئی نسخے لکھوائے گئے اور ایک نسخہ  
 اپنی دست مبارک سے لہکر جریل کیساتھ مقابلہ کیا اور باقی نسخے اُس نسخہ سے مقابلہ کرے اور اس بات کو تقسیم کرے اور حضرت  
 یوشع کو قوم کی تربیت کا اور بنی اسرائیل کو حضرت یوشع کی فرمانبرداری کا بڑی تاکید و حکم دیا اور ساتویں تاریخ ماہ  
 آذر کی اس دار پامدار کو رخصت کیا اور حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ سے تیس برس آگے بعد بلا تیبہ کے وفات پائی  
 فصل بعد حضرت موسیٰ کے یوشع بن نون خلیفہ ہوا اور اُن کے بعد کالب بن یوقیا خلیفہ ہوا اور بعد اُنکی وفات  
 کے حضرت جریل ہوئے ان تینوں پیغمبروں کا نام قرآن شریف میں مذکور نہیں اور تواریخ کی کتابوں میں جو انکا  
 حال مذکور ہو سوا مقدر ہو کہ یہ تینوں پیغمبر تھے اور موافق احکام تورات کہ حضرت موسیٰ کی شریعت کو تابع تھے  
 اور اُنکے زمانہ میں جو قوم بت پرست تھی اُنسے لڑائیاں رہیں اور اکثر ملک فتح ہوئے اور بہت لوگ مسلمان ہوئے سوائے  
 اس کہ حضرت موسیٰ کے دین کی تائید کرتے ہوئے اور بنی احوال یا کوئی معجزہ انکا مذکور نہیں اس واسطے حضرت الیاس کا حال لکھا

ہانا **ذکر حضرت الیاس علیہ السلام کا** **ہے**

جب حضرت خرقیل علیہ السلام نے وفات پائی اور بادشاہ بنی اسرائیل کی ملک شام میں متفرق ہو گئی سر ملک نے  
 مذہب باطلہ اختیار کئے اور احکام تورات بالکل بنیامنیہ کردی بخلاف اُن مشرک بادشاہوں میں بادشاہ شہر بعلبک کا تھا  
 کہ بت پرستی کرتا تھا اور ایک بت طول میں بیس گز کا نام اُسکا بعل تھا اور شیطاں اُسکے پیٹ میں جا کر لوگوں کو  
 امرونی کرتا تھا اور چار سو خدام اُس بت کی خدمت میں رہتے تھے اور لوگ اُس بت کو خدا سمجھ کر پوجتے تھے جب کہ اسی  
 اُنکی زیادہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کو پیغمبر کر کے اُنکی ہدایت کی واسطے بھیجا وہ قوم کو نصیحت کرتے تھے  
 کہ اے لوگو تم بعل کو خالق کہتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو اور شریعت موسیٰ کی اور احکام تورات  
 کے انکو پہنچاتے ہو چہ کہ تاکید اور مبالغہ کیا اور احکام تورات کو انکو سنایا سو اُنکا شخص کہ کہ اُس بادشاہ کا وزیر تھا  
 کوئی ایسا ایمان نہ لایا جب بنی اسرائیل حضرت الیاس کی دعوت و خبردار ہوئے تو اُنکے حسد کی اُنکے سینہ میں تل ہو  
 اور طبیعت اُنکی حضرت الیاس کے مابین مشتعل حضرت الیاس اُن کا فروغ خوف سے پہاڑوں میں تشریف لیگئے  
 اور آٹھ برس تک مخفی رہا بادشاہ بعلبک نے چہرہ لوگ اُنکی تلاش میں بھیجے مگر حافظ حقیقی نے اُن ملعونوں کے شر سے  
 انکو محفوظ رکھا بعد سات برس کے اُس بادشاہ کا بیٹا نہایت بیمار ہوا کہ تمام طبیب اُسکے معالجے سے عاجز ہوئے بادشاہ  
 اور اُسکا قیدی بعل کی بندگی کو اپنے بیٹے کی تندرستی کی واسطے وسیلہ کرتے تھے جب اثر شفا کا ظاہر ہوا تو بعل کے

خادموں نے بادشاہ سے کہا کہ بعل سے رنجیدہ ہے اس واسطے کہ تنے الیاس کی تلاش چھوڑ دی اور اس کو قتل  
 نہ کیا جب تک الیاس زندہ رہے گا تب تک بعل بات نہ کرے گا بادشاہ نے کہا میرے خاطر بیٹے کی مرض میں مشغول اور  
 ایک دم قرار و آرام نہیں ہو اگر تندرستی ہوگا تو دیکھیں گے الیاس کو طلب کر کے مار ڈالوں گا تجھ نے کہ خادموں  
 نے کہا بہتر یہ ہے کہ ملک شام کے اور بتوں کو جمع کر کے اپنی بیٹے کی تندرستی مانگو جب بعل کا غصہ اُترے گا تو تم اپنی  
 حاجتیں اُس وقت درپیش کجیو بعد اُس کے بادشاہ بعلبک نے بموجب اشارہ اُن خادموں کے چار سو ملائین بے دیکو  
 تیار کر کے ملک شام میں بھیجا کہ وہاں کے اہل تندرستی میرے بیٹے کی مانگیں جب یہ لوگ روانہ ہوئے  
 راستے میں اُس پہاڑ میں مقام کیا جہاں حضرت الیاس مقیم تھے اُس وقت حضرت الیاس بموجب حکم الہی  
 کے پہاڑ سے اترے اور اُن لوگوں سے مجادلہ شروع کیا اور فرمایا کہ بادشاہ سے کہو اے تعالیٰ فرماتا ہے کہ  
 میں خدا ایک ہوں کہ سو امیرے دوسرے خدا نہیں ہو اور ابراہیم اور اسمعیل اور یعقوب اور اسباط کو میں  
 پیدا کیا ہو اور ماریوالا اور جلانے والا اور رزق دینے والا میں ہوں تو اپنی بختی سے اور جہالت سے  
 میرا شریک پیدا کرتا ہے اور اپنے بیٹے کی تندرستی بتوں سے چاہتا ہے کہ کیسے حکما نفع اور نقصان اُسے نہیں  
 ہے اور قسم سے اپنے جلال کی کہ عنقریب تیرے بیٹے کو ماروں گا اور تیرا دل درد مند کروں گا بادشاہ بعلبک کے قہقرو  
 نے جب یہ بات سنی تو خوف سے کانپنے لگے اور ایسا رعب اُن کے دل پر عارض ہوا کہ خود کو بلی مانند وہاں سے اپنے  
 ملک کو اُٹھے پھر گئے اور مضمون پیغام کا بادشاہ کو پہنچایا اُس حسین شخص حضرت الیاس کے قتل کا ارادہ کر کے پھر  
 آدمی مشہور اُس قوم سے بھیجے اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کو بچایا اور اُنکی دعا سے وہ پچاسوں آدمی آسمانی  
 آگ سے جل گئے اس طرح کئی بار اُس ملعون نے اُنکے قتل کو بھیجے وہ ہر بار آتش آسمانی سے ہلاک ہو گئے پھر  
 بادشاہ نے ایک جماعت عظیم تیار کر کے وزیر کو بھیجا کہ حسبِ طاقت لکھیں اُنکو پکڑ لاؤ اور کوئی دقیقہ نہ دریغ کا  
 باقی مت رکھو جب وہ لوگ حضرت الیاس کے مقام میں پہنچے تب وحی نازل ہوئی کہ بے تکلف اُنکے  
 ساتھ جاؤ ورنہ پہنچا سکتے اس واسطے حضرت الیاس اُن لوگوں کے ساتھ ملک بعلبک میں پہنچے  
 قنارا اُس بادشاہ کے بیٹے کا مرض بہت شدت پر تھا کسی کو حضرت الیاس کے مزاج ہونے کی مجال  
 نہ ہوئی پھر حضرت الیاس پہاڑ پر تشریف لائے اور حضرت الیسع کی والدہ کے گھر اترے جب ناخرانی  
 اُس جماعت کی حد سے زیادہ ہوئی اور کیسے طرح افعال ہر سے باز نہ آتی تھی اس واسطے خاطر مبارک حضرت  
 الیاس کی طول رہتی تھی خطاب الہی ہوا کہ اے الیاس یہ دل شکنی اور ملوثی کیوں ہے تو میرا رنجیدہ اور میں

میں غنی سوال کریں دو لگا اس سبب کہ صاحبِ رحمت واسعہ کا ہوں انہوں نے عرض کی کہ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ  
 اس جہانِ فانی کو چھوڑ دوں اور اس قوم کا پھرنے نہ دیکھوں کھم ہوا کہ اے الیاس یہ کیا سوال ہے جو تو کرتا ہے۔  
 میں رومے زمین کو تیرے وجود سے خالی چھوڑوں لگا صلاح اور بہو و خلق کا تیرے وجود سے ہر سو اس کے اور  
 سوال کرتے حضرت الیاس نے عرض کی تھی برس تک اس قوم پر بارش باران نہ ہووے تھقلے نے فرمایا۔  
 کہ اگر اتنی مدت تک باران الطاف اُنسے باز رکھوں تو ایک عالمِ ہلاک ہو جائیگا پھر چند کہ یہ اپنے اوپر تسلیم کرتے ہیں  
 لیکن دیا میری رحمت کا اُس سے واسع ہے کہ ایسے گناہوں سے اسکو بند کروں۔ لیکن تیری دعا قبول ہونے  
 کے واسطے یوں مقرر کیا ہے کہ تین برس تک باران کے چھوڑنے اور روکنے کی باگیں تیرے کھت کھاتا  
 میں اور قبضہ قدرت میں سوئیں سب تک تو اذن نہ کریگا تو ایک قطرہ کسی کے کھیت اور باغ میں نہ  
 برسے گا بعد اس کے اُس قوم پر باران بند ہوا اور آگِ قحط سالی کی مشتعل ہوئی اور بدبختی کے دروازے  
 اُس قوم پر کھلے تین برس تک اس خواری میں رہے اور حضرت الیاس پوشیدہ ہو کر مسکینوں اور یتیموں  
 کے گھر میں اوقاتِ بیری کرتے تھے اور جسکے گھر میں رستے تھے اُسکے گھر سرسبز اور فراغت حاصل ہوتی تھی  
 اور اُس نشانی سے لوگ اُنکو تلاش کرتے تھے وہ وہاں سے دوسرے مکان میں تشریف لیجاتے ایک رات  
 حضرت یسع کے گھر میں آئے اُنکی والدہ نہایت بیاختیار حضرت الیاس کی دعا سے بیماری کی بلادفع ہو  
 اسوقت یسع نے اُنکی رفاقت شروع کی حضرت پر وضع ہوتے تب اُن دونوں نے درمیان قوم کے  
 آگے بارش کا برنا اُنکے ایمان لانے پر مقرر کیا۔ حضرت الیاس نے فرمایا کہ ایک مدت سے تم اُن بتوں کی  
 بندگی میں مشغول ہو آج اُنکو جنگل میں لیجاؤ اور پانی برسانے کی خواہش اُنسے کرو اگر یہ پانی برہاویں تو  
 میں پھر اپنی رسالت کے دعوے سے بیڑہ ہوں گا نہیں تو تم خدا کی وحدانیت پر اور میری رسالت پر اقرار  
 کرو کہ اپنے خدا سے دعا مانگ کے پانی برساتا ہوں۔ جب دونوں یہ بات مقرر ہوئی۔ اس قوم نے پھر چند  
 بتوں سے پانی چاہا۔ ایک قطرہ بھی نہ برسا۔ جب وہ ناامید ہوئے۔ تب حضرت الیاس نے دعا کی اُس  
 وقت ایک ٹکڑا بادل کا پیدا ہوا اور ٹھوڑے عرصے میں لمبا چوڑا ہو گیا اور بارانِ عظیمِ خدا کے کریم کے کرم  
 سے نازل ہوا اور ملک بدستور سرسبز اور آباد ہوا باوجودیکہ اس قوم نابالغانے یہ منجنے دیکھے اور اتنی سہ  
 ہمتیتیں کھینچیں لیکن کُفر سے باز نہ آئے اور عہد شکنی سے ہاتھ نہ اٹھائے اسوقت حضرت الیاس علیہ السلام نے  
 خدا تعالیٰ سے اپنی خلاصی کی اُس قوم کے ہاتھ سے دعا مانگی بعد اس کے حضرت یسع بن اخطوب کے

ساتھ پہاڑیں گئے وہاں ایک گھوڑا سب ساز و بآرائی سے مہیا برق شتاب آتش مزاج ظاہر ہوا حضرت ایساں نے ہزار  
مبارک رکاب میں رکھا اور ایسح کے تئیں اپنی خلافت کی وصیت کی اور اپنی چادر منہ پر ڈالی اور ایسح وقت خلق  
کی نظروں سے محبوب ہو گئے اور ہنونا ناز حضرت کے دینا میں موجود ہیں چنانچہ کتب معتبر میں ثابت ہے کہ چار غیر یقیناً  
حیات ہیں عیسیٰ اور ادریسؑ تو آسمان میں اور حضرت ایساں زمین میں واسع علم بحقیقہ الحاصل ہے

### ذکر حضرت ایسح علیہ السلام کا

حضرت ایسح ابن اخطوب بنی اسرائیل کے پیغمبر ہیں اور حضرت ایساں کے وحی ہیں نہایت عظیم القدر اور صاحب  
ہمیت تھے ابتداءً حال انکوں تھا کہ زراعت کا پیشہ رکھتے تھے ایک روز حضرت ایساں پر وحی آئی کہ خلافت  
اپنی ایسح کو سونپو حضرت ایسح کے پاس گئے اور اپنی ردائے مبارک اپنے ڈالی ایک اثر عظیم ان پر ظاہر ہوا فاعل الفو  
آلات زراعت ٹوڑے اور سیکوں کو قربانی کیا۔ اور حضرت ایساں کی خدمت میں شب و روز رہنا شروع کیا  
اور بعد غائب ہونے حضرت ایساں کے بنی اسرائیل کی مہمات اُنکے ذمہ ہوئی اور ہمیشہ توریت ان پر پڑھتے تھے  
اور حضرت موسیٰ کی شریعت سکھاتے تھے اور دن کو صائم اور رات کو قائم رہتے منجھڑے ان کے بہت تھے  
منجملہ ان منجھڑوں کے ایک یہ تھا کہ انکی قوم نے پانی کھاری ہوئی شکایت کی انہوں نے تھوڑا نمک اُس پانی  
میں ڈال کر فرمایا کن حلوا باذن اللہ یعنی میٹھا ہو جا خدا کے حکم سے فی الحال وہ پانی مانند شہر میٹھا ہو گیا دوسرا  
یہ کہ ایک عورت نے اپنی قرضداری کی شکایت کی کہ میرا خاوند قید ہے اور بچے گرو ہیں حضرت فرمایا کہ تیرے  
گھیر میں کچھ ہو تو لا اُسے عرض کی کہ سولے ایک برنی گھی کے کچھ نہیں ہے حضرت ایسح نے فرمایا کہ اُس گھی کو ایک  
باسن سے دوسرے باسن میں ڈال اور دوسرے سے تیسریں اور اسید طرح بدلتی جا اُس عورت نے بموجب حکم  
کے عمل کیا تمام ظروف گھی سے بھر گئے اور سب قرض اُسکا ادا ہوا اور فراغت معاش اُسکو میسر ہوئی۔ تیسرے یہ کہ  
جب بنی اسرائیل پر کوئی دشمن ارادہ لٹائی کا کرتا تھا حضرت ایسح آگے سے انکو دشمن کے قصد سے خبر دیتے تھے اور  
تیسرے وحید لڑائی کا انکو تعلیم کرتے اسواسطے بنی اسرائیل کو ہمیشہ فتح ہوتی تھی چوتھے یہ کہ بادشاہ دمشق برص کی علت  
میں گرفتار تھا بادشاہ نے بنی اسرائیل کے حاکم کے پاس وکیل بھیجا کہ ایک طبیب حاذق میرے معالجے کیونسلے  
بھیجو اُس حاکم نے احوال حضرت ایسح سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ بادشاہ سے کہو کہ پانی کی نہر میں غسل کرے  
وہ علت دور ہو جائیگی وکیل مایوس ہو کر پھر گیا اور اپنے بادشاہ سے اطلاع کی عقدا نے کہا کہ تجھے کرنا اسکا کھڑو  
ہے بادشاہ نہر میں گیا اور اپنے اعضا کو دھویا جب باہر نکلا تو وہ دھوس بالکل زائل ہو گیا بادشاہ نے اس قیمتی اور

بدی زری حضرت ایسح کی خدمت میں بھیجی اپنے قبول نہ کیا مگر خادم کو طمع ہوئی اُس نے مخفی وہ بدی جا کر ایسح سے لی اسی وقت حضرت ایسح کو خبر ہوئی اُس خادم پر بددعا کی وہ خادم بادشاہ کی علت میں گرفتار ہوا پانچویں یہ کہ سبب قحط کے غلہ نہایت گراں ہوا اور شکر نے دشمنوں کے اطراف و جواب سے بنی اسرائیل کو محاصرہ کیا تھا حضرت ایسح نے فرمایا کہ کل اس قدر غلہ ارزاں ہو گا کہ لوگ عجب کینگے اور طعام کی چندال قیمت نہ رہے گی بادشاہ کے حاسب نے تسخر سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان کا روزن کھولے گا اور غلہ برساویگا جب بھی ایسا ارزاں نہ ہوگا حضرت ایسح نے فرمایا کہ تو دیکھ کر کہ ارزاں ہو گا مگر تو اُس میں سے نہ کھائے پاوریکا اتفاقات کیس وقت دشمنوں کے لشکر میں گھوڑوں کی آوازاں اور ہتھیاروں کی صدا پڑی اور اس قدر رعب اور خوف دشمنوں کے دل میں پڑا کہ سب بھاگ گئے بنی اسرائیل محاصرے سے نکل کر میدان میں آئے اور تمام غلہ اور طعام دشمنوں کا تصرف میں لاء اور بہانہ نوبت پہنچی کہ کوئی غلہ کی طرف التفات بھی نہ کرتا تھا اور بنی اسرائیل نے متفق ہو کر اُس حاسب کو جو تسخر کرتا تھا بڑی ذلت سے ہلاک کیا اور کتب تواریخ میں بہت عجیبے آنحضرت کے لکھے ہیں بنی اسرائیل کبھی انکی متابعت کرتے تھے اور کبھی مخالفت اس واسطے مول بہتے تھے آخر اللہ حضرت رب العزت و حضور میں دعا کی اور رفاقت کر وہ مقدس ملا اعلیٰ یعنی ملائک آسمانی کی چاہی جب دعا کی اجابت کا یقین ہوا تو ذوالکفل کو طلب کر کے خلافت اپنی انکو عنایت کی اور انکی رُوح نازنین حضور رب العالمین میں تشریف لے گئی

### ذوالکفل علیہ السلام کا

حضرت ذوالکفل علیہ السلام بعد حضرت ایسح کے بنی ہوئے اور ذوالکفل کی وجہ تسمیہ یہ کہ تمام وصیتیں حضرت ایسح کی ہدایت کی اور ارشاد بنی اسرائیل کی اور اجراء احکام توریت کو اپنے ذمہ پر لئے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت ذوالکفل شام کے بادشاہ کے مقرب تھے اُس بادشاہ کو بنی اسرائیل سے بڑی عداوت تھی ہمیشہ بنی اسرائیل کے ملک میں فوج بھیجتا اور ایک جماعت کو قتل کرتا ایک بار بنی اسرائیل کی لڑائی کو بڑی فوج بھیجی اور اس فوج نے بنی مقابلے کو ایک سو آدمی قتل کیا اور صلحا یہود کے اسیر کر کے بادشاہ کے پاس روانہ کئے بادشاہ نے چاہا کہ انکو قتل کرے حضرت ذوالکفل سکر بادشاہ کے پاس گئے اور کہا کہ اب وقت بیوقت ہو گیا اور زمانہ سیاست کا گزر گیا انکو میرے سپرد کرو میں انکا کفیل ہوں کل صبح کو سیاست گاہ میں حاضر کرونگا بادشاہ نے سب لوگ انکے سپرد کئے حضرت ذوالکفل انکو اپنے شہر لے گئے اور طوق و زنجیر انکے دور کو اور تعظیم اور توقیر نہایت کی اور کھانا کھلا کر اُدھی رات کو چھوڑ دیا اور طایفہ دشمن کے ہاتھ سے خلاص ہوا اور حضرت ذوالکفل کو بھی خدا نے بادشاہ

محفوظ رکھا بعد اس دن کے یہود میں لقب ان کا ذوالکفل قرار پایا۔

### ذکر حضرت اشموئیل علیہ السلام کا

جب نبوت حضرت اشموئیل پر قرار پائی اور دعوت الہی آشکارا بنی اسرائیل ایمان لائے تب سب جمع ہو کر حضرت اشموئیل کے پاس آئے اور سوال کیا کہ ہمارے تئیں ضرور ہے کہ عاقلہ سے لڑائی کریں اور تابوت سکینہ جو ہم چھین لی گئے ہیں پھر یہیں تم ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کرو جو ہم مقابلہ فی سبیل اللہ کریں حضرت اشموئیل نے فرمایا اگر تم وعدہ کرو جو خدا تم کو بادشاہ دے تو تم اُسکی تابعداری کرو اور غر کو جاؤ اور اُسکے حکم سے برخلائی مت کرو جب انہوں نے قبول کیا اور وعدہ تم کو بادشاہی تسلیم کر دیا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا طاووت نام کہ متانی یا گوالو کا کہتا تھا وہ ابن یاسین سے تھا جب حضرت اشموئیل نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے طاووت کو بادشاہ کر کے بھیجا ہے بنی اسرائیل نے یہ بات سُکر بہت عار کی کہ کیونکر انکو سلطنت ملے گی اور ہم لائق تر ہیں سلطنت بہت اُسکے حضرت اشموئیل نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ عالم و عادل ہے اُسکی بخشش لیاقت اور استعداد پر موقوف نہیں جب کو چاہتا ہے اُسکو ملک دیتا ہے اور خدا تعالیٰ نے طاووت کو متینہ فیضیت دی بہت علم اور جسم میں یعنی علم اسکا تیس زیادہ اور جسم اسکا تیس قوی ہے اور نشانی اُسکی بادشاہت کی یہ ہے کہ وہ جا کر اکیلا تابوت سکینہ لاویگا بنی اسرائیل نے کہا اگر وہ تابوت سکینہ لاویگا تو ہم البتہ اُسکی سلطنت پر اتفاق کریں گے اور اسکا حکم سچا لائیں گے اور حقیقت تابوت سکینہ کی یہ ہے کہ جب موسیٰ کی حلت کا وقت نزدیک ہوا تو انہوں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اگر بنی اسرائیل کو شرافت اور کرامت عنایت کرے گا تو بعد میرے اُنکو اُنکے سبب سے دشمنوں پر ظفر اور نعت ہو اور اس قوم کے تئیں سبب افتخار اور شجاعت کا ہو گا تب خدا تعالیٰ نے حکم کیا کہ ایک تابوت بناؤ تب حضرت موسیٰ نے شاد کے درخت کا ایک تابوت بنایا تین گز کا لمبا اور دو گز کا بلند اور دو گز کا چوڑا اور بند ریز سے اُسکو محکم کیا اور بموجب حکم الہی کے وہ چھڑ کو جس سے یابان تیر میں چشمے پانی کے واسطے بنی اسرائیل کے جاری ہوئے اور ٹکڑے توریت کی لوحوں کے اور وہ طشت کہ حبیب انبیاء کے قلوب دھو جلتے تھے اور لباس حضرت ہارون کا اور جامہ اور نعلین اپنی یہ سب بطریق تبرک اُسیں رکھو اور اسکا حکم باندھا اور بنی اسرائیل کو سپرد کیا جب حادثہ بنی اسرائیل پر آیا کوئی بلا نازل ہوتی تو اُس تابوت کو باہر نکالتے تو اللہ تعالیٰ اُنکی بلا کو دفع کرتا اور دشمنوں پر فتح دیتا اور وہ تابوت کبھی بادشاہوں کے خزانے میں اور کبھی اعیان بنی اسرائیل کے پاس رہتا تھا یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے فتنے سے عاقلہ اُپر غالب ہوئے اور تابوت سکینہ کو لوٹ کر لی گئے اور تھخانہ میں بنوئے قدم کے تلے رکھا

صبح کو جو عالم اللہ نے دیکھا کہ تابوت بتوں نے سپردِ دھیرا ہے پھر آگ میں اُسکو جلایا وہ پہلا پھر توڑنے لگا نہ تو باپ  
 اُسکو لپیٹ جگہ میں دفن کیا اور وہاں موتا مفر کیا جو شخص وہاں پیشاب کرتا تھا تو ناسور کی علت میں گرفتار ہو کر  
 مرجھاتا تھا ناچار ہو کر ایک گاڑی پر لاد کر دوپٹے میں جوٹ کر اکیلی گاڑی چھوڑ کر اپنی ولایت باپ پر کیا ملاکہ  
 نے اُسگاڑی کو یضابنی اسرائیل کے نکاح میں پہنچایا ملک طاہوت بموجب حکم حضرت اشمویل کے واسطے  
 تلاش کرنے تابوت کے جنگل کی طرف روانہ ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک گاڑی کو دوپٹے چھینچتے ہوئے ایک لاد  
 ہیں طاہوت نے علامتوں سے پہچانا اور بے تکلف گاڑی پر سوار ہو کر متہ تابوت حضرت اشمویل کی حضور میں حاضر ہوئی  
 اسرائیل متعجب اور خوش ہوئے اور فرمانبرداری میں ملک طاہوت کی کمر باندھی اور گئے اس سجاوٹ بارش فلسطین  
 کا کئی بار بنی اسرائیل کو غارت کر کے لے گیا تھا اور مردوں کو قتل کر کے عورتوں کو باندی غلام بنایا تھا۔ اور باقی لوگو  
 پر جزیہ رکھا تھا اب انتقام کی واسطے بموجب حکم حضرت اشمویل ہر کاب طاہوت کے انٹی ہزار مرد جنگی لے کر  
 روانہ ہوئے اور جاوٹ اُنکی خبر نہ کر مقابلے کو آیا جب بیابان میں پونچے تو ملک طاہوت نے فرمایا کہ اے لوگو  
 ہمارے میں ایک نہ پانی کی آویگی جو ہمیں سے پانی پیو گیا سو غضب الہی میں گرفتار ہو گا وہ ہم پر  
 نہیں اور پیاس اُسکی نبھے گی اور جو کوئی پیو گیا اور ایک چلو پر صبر کرے گا وہ سلامت رہے گا جب شکر بیابان سے  
 باہر نکلا اور نہ پانی پہنچا لوگ بے اختیار ہو کر پانی پر گئے پھر پانی پیاس رہا ہوئے اور پیٹ اُنکے پھول گئے۔ اور  
 بولے کہ ہم کو طاہوت کیساتھ طاقت لڑائی کی نہیں ہے فقط چار ہزار آدمی جو فرمانبردار تھے اور ایک چلو  
 پانی پر صبر کیا طاہوت کے ہمراہ ہوئے اور چھتر ہزار آدمی سب رہ گئے اور جاوٹ ایک لاکھ مرد تیغ زن لیکر  
 ملک طاہوت کے مقابل آیا۔ طاہوت نے دلاوراں صفت شکن کو ساتھ لیکر اول جناب الہی سے دعا مانگی  
 رَبَّنَا آفِرِعْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَقَبَّلْ أَقْدَامَنَا يَا اَلٰہِی ہمارے تین صبر اور ثبات قدم عنایت کر اور قوم کفار پر فتح  
 دے کہتے ہیں یہ اول چار ہزار آدمیوں سے بھی رہ گئے صرف تین سو تیرہ آدمی موافق عدا و اصحاب بدر کے  
 باقی سے جاوٹ نے جب اُس جماعت قلیل کو دیکھا نہایت عارا و رنگ اُسکو آئی کہ اتنے آدمیوں پر صرف ارا  
 ہونا کمال بے ناسوسی ہے اس واسطے خود اہلک گھوڑے پر سوار ہوا اور ہتھیار باندھ کر میدان میں آیا۔ اور طاہوت کو  
 اپنی لڑائی کے واسطے طلب کیا اور کہا کہ اگر طاہوت باہر نہ آوے تو ایک اور آدمی کو پسند کر کے بھیجے تا جنگ  
 آزمائی کریں طاہوت نے حکم کیا کہ جو شخص میری فوج میں سے مقابلہ کرے اسکو مارے گا تو میں اپنی بیٹی کو کہ  
 اجل النار عالم ہے اُسکے نکاح میں دوں گا اور نصف ملک اُسکے اختیار میں دوں گا پھر چند طاہوت نے اس تبا

کو کر کہا اگر شک اور عظمت اور شجاعت سے جالوت کو ہمت نہ بندھی جو اس کے مقابل ہووے اس کو کہ وہ کافر شجاعت اور جسامت اور جرأت میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا آخر اللہ مراد وہاں ایشا نے ایک گوشے سے نکل کر جالوت کے پاس آکر جالوت کے مقابلہ کا دمہ لیا اور مانند شیر عزان کے کھڑے ہوئے۔

ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کا جالوت سے لڑنا اور جالوت کے مرنے کا

حضرت داؤد بنی یہود ابن یعقوب کی اولاد سے ہیں اور یہ تیرہ بھائی تھے اور داؤد سب سے عم میں کم اور جسم میں اور نظیر میں حقیر تھے اور گولے کا کام کرتے تھے ایک فلاخن یعنی گوپھن پاس رکھتے تھے اور جب کوئی ہاتھ کے گوپھن پہنچتے تھے وہ مرنے جاتا تھا اور جب طالوت واسطے لڑائی جالوت کو مامور ہوئے تو تختہ عالی نے حضرت اسماعیل کی طرف وحی نازل کی کہ قاتل جالوت کا ایشا کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے کہ فلاخی زرہ اس کے تن پر درست ہوگی حضرت اسماعیل ایشا کے گھر تشریف لے گئے اور سب بیٹوں کو طلب کیا بارہ بیٹوں کو اپنے باپ نے حاضر کیا یہ سب بلند بالا اور خوبصورت تھے سب کے قدوں سے اس زرہ کو ناپا کسی کے قدر برابر نہ تھی حضرت اسماعیل نے پوچھا کہ کوئی اور فرزند ہو تو حاضر کر دے باپ نے عرض کی کہ ایک میرا بیٹا سب سے چھوٹا و بڑا پتلا زرد آنکھیں حقیقہ میں بکریاں جنگل میں چراتا ہے حضرت اسماعیل خود جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ اور حضرت داؤد کو زرہ پہنائی اُس قد ہایوں پر درست آئی القمۃ جب نہ طالوت کی چٹی کی اور آدھے ملک کی حضرت داؤد نے سنی تو بھائیوں سے کہا کہ تم کو واسطے جالوت کے قتل کا غم نہیں کرتے جو ملک بھی ملے اور بادشاہ نہادی بھی رہے لگے بھائیوں نے کہا تو صرف جنوں اور بے وقوفی سے یہ بات کہتا ہے کسی طاقت ہے جو کوئی جالوت کے ساتھ جاکر حضرت داؤد نے کہا کہ میں اسکو مارونگا اور بھائیوں سے بے اجازت منادی سے کہا کہ حضور میں بادشاہ کے منادی کرو کہ میں جالوت کا بھیجا نکالوں گا منادی نے جا کر عرض کی کہ کوئی شخص اقبال جالوت کے مقابلے کا نہیں کرتا مگر ایک نوجوان بنی اسرائیل کا ہے بادشاہ نے حضور میں داؤد کو طلب کیا اور اُسے حال پوچھا انہوں نے فرمایا کہ اے بادشاہ اگر تو اپنے وعدے کو وفا کرے تو ابھی جا کر جالوت کو قتل کرتا ہوں اور اُس کے لشکر کو درہم برہم کرنا ہوں ملک طالوت نے متعجب ہو کر کہا کہ ایسے حقیر جتنے اور ضعیف تن سے کیا مقابلہ جالوت کا کریگا وہ شخص قوی ہیکل اور شیر خیم ہے تو نے اپنے تئیں نیزہ بازی۔ اور شمشیر اندازی میں آنایا ہے داؤد نے جواب دیا کہ بکریاں چرنے کی وقت کبھی کوئی شیر اور چیتا میری بکری کا قصہ کرتا ہے تو میں اس کو پھین سے اُس کے جسم کو چیر ڈالتا ہوں اور نیزہ شمشیر اور خنجر کے اُنکے لٹکا



کو ٹکڑے کرتا ہوں جب طاووت نے داؤد کے تئیں واسطے لڑائی جالوت کے مضبوط اور مستعد پایا۔ ایک گھوڑا اور زرہ دیکر روانہ کیا جب وہ عالی مقام کئی قدم چلے تو پھر آئے اور گھوڑا اور زرہ ملک طاووت کی پاس بھجوا دیا طاووت نے اور مصاحبوں سے گمان کیا کہ شاید جالوت سے ڈر کر لڑائی سے پشیمان ہوا پوچھا کہ گھوڑے اور زرہ کے رد کرنے کا کیا سبب ہے داؤد نے جواب دیا کہ مجھ کو گھوڑے پر چڑھ کر مع زرہ لڑنے کی عادت نہیں اگر حکم ہو تو میں پیادہ اسی وضع سے میدان میں جا کر لڑوں بادشاہ نے کہا کہ تو مختار ہے حضرت داؤد اپنا توڑا اور فلاخن نخل میں اور لاشی ہاتھ میں لیکر یہاں میں جالوت کے کھڑے ہوئے جالوت نے پوچھا کہ تو یہاں کس واسطے آیا ہے فرمایا کہ آیا ہوں جو تجھے لڑوں اور تیرے سر کا بھیجا نکالوں جالوت نے بطریق تسخر کے کہا کون سے ہتھیار سے لڑائی کریگا تجھ میں جتنی قوت ہو یہ مجھ کو لاشی مار بعد از قیل وقال کے حضرت داؤد نے اپنی توڑے میں ہاتھ ڈالا اور پتھر نکال کر گوچن میں رکھ کر اللہ اکبر کہہ کر جالوت کے سر میں ایسا مارا کہ خود جالوت کا جو ایک سو بیس رطل کا ہتھکڑا مبارک سے گر پڑا اس پتھر کے تین ٹکڑے ہوئے ایک تویشاں نامبارک جالوت پر لگا دے باغ توڑ کر پیچھے گرا اور دو ٹکڑے ایک سیدھی طرف اور ایک الٹی طرف پران ہوئے اور حضرت داؤد کی تکیہ کے ساتھ وحوش و طیور و ملائکہ جو تسبیح پڑھتے تھے موافقت کی تو اس آواز کو دلوں سے ایسی آواز نہایت کی دشمنوں کا نوں میں پہنچی کہ اُنکے دلوں میں خوف اور رعب بھر گیا اور یکبارگی لشکر ہراگ نکلا اور بنی اسرائیل نے تیغ بلیغین چھلانی شروع کی اور حضرت داؤد نے جالوت کے سر کا بوجہ جان نہ پہاڑ کے تہا جدا کے تن ناپاک کو سبکدوش کیا اور ملک طاووت کو سامنے لا کر زمین پر رکھ دیا اہل توحید نہایت خوشی سے منظر اور منصور اپنے ملک کو پھر آئے بعد چار روز کے داؤد نے بادشاہ سے التماس کی کہ اپنے وعدہ کو وفا کرو۔ طاووت اپنی بات کو پشیمان ہوا تھا اور یہ کلام اُس پر گراں گزرا لیکن ظاہر داری سے داؤد کو کہا کہ میں اپنے قول پر مستقیم ہوں بعد اس کے مشائخ بنی اسرائیل کے حضرت اشموئیل کی حضور میں گئے اور اشموئیل نے طاووت کو برضائی عہد سے ملازمت کی بادشاہ نے جبراً و کرہاً اپنی بیٹی داؤد کے ساتھ عقد میں کھینچی حضرت کا ذکر خاص و عام میں ہوا اور تمام بنی اسرائیل کے دل میں ان کی محبت کا مقام ہوا اور دوستی اُن کی ادنیٰ اعلیٰ کی طبیعت پر جمی اس سبب سے طاووت کو زیادہ حد ہوئی۔ لیکن جب تک کہ حضرت اشموئیل باحیات تھے۔ اُس کو مجال دم ماننے کی نہ تھی۔ بعد وفات اشموئیل کے طاووت نے حضرت داؤد علیہ السلام کے قتل کی مشورت وزیروں سے کی انہوں نے کہا کہ یہ بات اس وقت تیسرے ہو جو تہا رسی بیٹی بھی اس کام میں مددگار ہو۔

طاووت بیٹی کے گھر گیا اور اُس سے یہ بھیجا کہ بیٹی نے ظاہر میں باپ کی خاطر سے کہا کہ میں اس مقدمہ میں حیلہ  
 کو نگئی اور تم کو خبر دوں گی طاووت اس بات سے خوش ہو کر گھر کو گیا اُس بی بی نے حضرت داؤد سے یہ راز کہہ دیا بعد  
 چند روز کے حضرت داؤد کی صلاح سے ایک مشک شراب سے بھر کر آدمی کے قدم کے برابر پتنگ پر ڈالی۔ اور  
 جلے حضرت داؤد کے اُس پر نہانے اور باپ سے کہا کہ داؤد نے آج شراب بہت سی پی ہے یہ ہوش بڑا ہو  
 اور اُس زمانہ کی شریعت میں شراب پینا جائز تھا طاووت فرصت کو غنیمت جانتا آیا اور ایک ہاتھ شمشیر اُٹھا  
 کا ایسا لگایا کہ دو ٹوٹے کر دئے اور حضرت داؤد غائب ہو گئے اور اُس کی بیٹی نے حضرت داؤد کے مار جانے  
 کی شہرت کر دی کہتے ہیں کہ ایک روز طاووت شکار کو گیا تھا حضرت داؤد کو جنگل میں اُسے پہچانا اور گھوڑا  
 اُن کو پیچھے دوڑایا لیکن حضرت داؤد نے اپنے گھوڑے کو ایسا دوڑایا کہ طاووت اُس کی گرد کو نہ پہنچا طاووت نے جاسو کر  
 اُن کے ڈھونڈنے کو بھیجے اور نہایت ظلم سے شرفاء ملک کا قتل کرنا شروع کیا اور جہاں عالم کا نام سنا تھا  
 اُس کو قتل کرتا تھا کہ ایک غورت ضعیفہ کو اُس کے پاس لیگئے کہ یہ بھی علم سے واقف ہے اور احم عظم اُس کو آتا تھا  
 طاووت نے اُس کو بھی ایک پیادے کے حوالہ کیا کہ مار ڈالے اُس پیادے کو اُس پر رحم آیا اُس نے بڑھیا کو اپنے گھر میں  
 چھپایا بعد مدت کے طاووت اپنے حرکات سے پشیمان ہوا اور قبرستان میں راتوں کو جا کر رویا کرتا شب کو ایک  
 قبر سے آواز آئی کہ اے طاووت تو نے ایسے کام کئے کہ علما اور اخبار بنی اسرائیل کا نام دنیا سے مٹا دیا اور تمام  
 زندوں کو ستایا اب مردوں کو ایذا دینے آیا ہے اس آواز کے سننے سے نہایت بقراری کی اور رونے لگا۔  
 اس پیادے کو کہ جس نے اُس ضعیفہ کو چھپایا تھا طاووت کے حال پر رحم آیا اُس نے سبب روینکا پوچھا طاووت نے کہا کہ اگر  
 کوئی عالم رے زمین پر باقی ہو تو مجھ کو بچل جو میں اپنا حال بہکراہ نجات کی پوچھوں اُس نے کہا کہ اگر تو مجھ کو قتل  
 کرے تو میں تجھ کو ایک شخص بتاؤں کہ وہ تجھ کو راہ صواب بتا دے گا بعد قول واقفار کے وہ پیادہ اُس غورت راہ راہ  
 پاس لے گیا طاووت نے اپنی توبہ کے قبول اور عدم قبول کا ذکر کیا وہ ضعیفہ بولی کہ یہ تو میں نہیں جانتی مگر شمول  
 کی قبر رحل وہاں سے کچھ کٹا ایش کا رہو گی جب تینوں حضرت شمول کی قبر گئے اور بڑھیا نے قبر کو صاف  
 کیا اور احم عظم کا وسیلہ کر کے بولی کہ ایسا صاحب قبر تو کل حضرت شمول کی قبر چھٹی اور تخریب ہو کر کیا قیامت قائم  
 ہوئی انہوں نے احوال طاووت کو ظلموں کا اور توبہ کے قبول ہوینکا مفصل بیان کیا حضرت شمول نے فرمایا کہ توبہ  
 میری قبول ہو گی کہ تو اور میرے بیٹے شرا کو جو اس شب بی بی تیری حضور میں شہید ہو ویں اور بعد اُس کے تو بھی شہید  
 مارا جاو حضرت شمول یہ کہہ کر قبر میں گئے اور قبر برابر ہو گئی اور طاووت نہایت غمگین ہو کر آیا کہ شاید میرے بیٹے رفاقت پر

یا نہیں بیٹوں نے باپ سے احوال منکر غم بالآخر مہ کیا اور مرنے پر مستعد ہوئے اور کفار کی غزا پر گئے اور فوج کو خزانے  
 و بر وقت مقابلے صفوں کے اول توپے درپے طاوت کی بیٹے شیب بچھ طاوت تنہا لکھوڑا اٹھا کر فوج اعدا پر گیا اور تخت  
 کی اور شیب ہو گیا اور بعد طاوت کی سلطنت بنی اسرائیل کی حضرت داؤد پر مقرر ہوا اور اعلیٰ ادنیٰ کی مطابقت پر کبریا بھی

### ادار حضرت داؤد علیہ السلام کی رسالت اور خلافت کا

جب بعد وفات اسماعیل اور ملک طاوت کی نبوت کی خلعت اور سلطنت کی قباحت حضرت داؤد کے قامت پر سرت  
 ہوئی اور اُن کے آگے ایک سبط میں سے بنی اور ایک بادشاہ ہوا تنہا لکھوڑا اور رسالت اور سلطنت کے جامع  
 ہوئے جب خلافت انکی مستقل ہوئی تو حتمائے نے اُن پر زبور نازل کی اور مکمل تھی وعظا اور حکمت پر اور حتمائی نے  
 حضرت داؤد کو ایسا حسن ہیئت عنایت کیا تھا کہ جو قوت زبور پڑھتے تھے تو وحوش و طیور اور چوپا اور درندے اُس پہ  
 انکے جمع ہوتے تھے اور ایک دوسرے کو ضرر نہ پہنچتا تھا اور حضرت داؤد بڑے عابد اور نرم دل تھے اور فقر اور سائیں  
 پر شفقت کرتے تھے اور اکثر اوقات لباس بدل کر شہر اور بازار میں پھرتے اور آنے جاتے والوں سے پوچھا کرتے  
 کہ داؤد کیا آدمی ہے لوگ اُس سے راضی ہیں یا نہیں ایک روز ایک فرشتہ سافر کی صورت ظاہر ہوا اُس سے انہوں نے  
 پوچھا کہ داؤد کیا شخص ہے جواب دیا کہ اگر داؤد میں ایک خصلت نہ ہوتی تو بہترین مخلوقات تھا پوچھا وہ کیا ہے اُس نے  
 کہا خوراک اسکی اگر بیت المال سے نہ ہوتی تو بہت خوب ہوتا حضرت داؤد متنبہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کیا ہے  
 سیرتیں ایسا پیشہ تعلیم کہ میری اور میرے عیال کی گزران اسمیں اللہ تعالیٰ نے زرہ بنانی صنعت انکو سکھائی اور لوہا  
 انکے ہاتھ میں مانہ موم کے نرم کر دیا کہ بغیر کوٹنے اور پیٹنے کے اور آگ میں گرم کر نیکی موم سا ملائم ہوتا تھا اور اوقات  
 اپنی چار قسم پر تقسیم کی تھی ایک روز تو علما اور اہل دانش سے ملاقات تعلیم و تعلم کی رہتی تھی اور ایک روز مسند تھنا  
 پر بیٹھ کر عدل کرتے اور ایک روز عبادت اور مناجات خالق میں مشغول رہتے اور ایک روز عیش حلال میں اپنے عیال  
 کیساتھ مصروف ہوتے ایک روز ایک شخص نے ایک اشرف بنی اسرائیل پر دعویٰ کیا کہ اُس نے اسرائیل چھپس لیا اور نہیں  
 دیتا و معا علیہ نے انکار کیا حضرت داؤد نے مدعی سے گواہ مانگے وہ غریب قیامت بینہ سے عاجز ہوا حضرت داؤد کے  
 قلب پر اُس مدعی کی صدق اور زاری نے اثر کیا لیکن بغیر گواہوں کے حکم نہ دے سکتے تھے را لگو حضرت داؤد نے زبور  
 دیکھا کہ مدعی سچا ہے معا علیہ واجب القتل ہے اُسکو قتل کرو دوسرے دن جب بیل دلائی کا حکم حضرت داؤد نے دیا  
 معا علیہ نے عرض کی کہ یہ کس شرع میں جا رہے کہ بغیر اثبات و دعویٰ کے ال دلو اتے ہو اور شہر کے آدمی بھی  
 اس حکم سے تعجب کرتے تھے کہ یہ تو صرف ظلم ہے حضرت داؤد نے فرمایا کہ اب بہتر تر سے حق میں یہ ہے کہ بیل بھی

دے اور اپنا سب مال بھی دے اس حکم سے زیادہ ترجیح لوگوں کو ہوئی مدعا علیہ پھر واویلا کرنے لگا کہ تم پیغمبر ہو کہ مجھ پر ظلم کرتے ہو یہ دن حکم دیا کہ اپنا مال اور متاع اور قبیلے اور بیٹی بیٹا سب مدعی کو دو اور مجھ کو قتل کرو لگا۔ تمام شہر کے لوگ دانتوں میں انگلیاں پکڑتے تھے اور اس معاملے کو ظلم صریح جانتے تھے آخر حضرت داؤد نے مدعا علیہ کو پانچویں کیا اور شہر میں منادی کی کہ کل سب لوگ شہر کے باہر حاضر ہوں اور اس مدعا علیہ کے انصاف کا حال دیکھو غرض دوسرے دن بموجب حکم کے ایک عالم شہر سے باہر جمع ہوا اور مدعا علیہ کو سولی کے تلے کھڑا کیا اور حضرت داؤد نے ایک درخت کی جڑ کھود دی وہاں مدعی کا باپ مقتول مدفون تھا اور اُس کی چھری کہ جس پر نام مقتول کا لکنا تھا اُس کے ساتھ میں پائی حضرت داؤد نے فرمایا کہ یہ مدعا علیہ کے باپ کا غلام تھا اسے اپنی میاں کو قتل کیا اور اُسکا مال و اسباب لیکر یہ قابض ہوا اب یہ بے انصاف اپنے میاں کے بیٹے کو کہ جسکا مال تھا ایک بل دی پر راضی نہوا اس واسطے بموجب حکم الہی کے ہم اسکو قصاص کرتے ہیں اور یہ سب مال مدعی کو دلو گے ہیں اس معاملہ کے ہونیسے ہیبت حضرت داؤد کی لوگوں کے دلوں میں اچھڑا غالب ہوئی کہ مقدور نہ تھا جو خلوت میں بھی خلا شیعہ کر سکیں آیہ کریمیں وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَضَّلْنَاهُ عَلَى سَائِرِ النَّاسِ اِشَارہ ہر اس تشدد کی طرف

### ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کے فتنے کا۔

کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت داؤد اپنی محراب عبادت میں زبور پڑھتے تھے کہ ناگاہ ایک مرغ مانڈ کبوتر کے ظاہر ہوا کہ جسم اسکا سونے کا اور بازو مانڈیباے مرصع کے اور متقا یا قوت کی اور آنکھیں لاند زمرہ کی اور پاؤں فیروزے کے تھے ایک روزن سے نکل کر حضرت داؤد کے سامنے بیٹھا حضرت داؤد اس کے حسن و لطافت سے متعجب ہوئے اور خیال کیا کہ اس کبوتر کو پکڑ اپنے چھوٹے بیٹے کو دوں کہ وہ بہت خوش ہوگا جب اُس پر ہاتھ ڈالا تو وہ ٹھوڑا سا دور ہو گیا حضرت داؤد زبور پڑھنے سے غافل ہو کر اُس کبوتر کی طرف متوجہ ہو کر کبوتر روزن سے نکل گیا حضرت داؤد سلح پر چڑھ کر اُسے اُٹھ کر دیکھتے تھے کہ وہ کبوتر کہ مگر کیا اُس حال میں دیکھا کہ وہ کبوتر اور یا کے بلع میں گیا سلح کو کنارے آکر جو بلع کی طرف دیکھا تو ناگاہ چشم مبارک آنحضرت کی ایک عورت صاحب جمال پر پڑی کہ اُس نے باغیے حوض میں غسل کرتی ہے اُس بی بی نے جو دم کا عکس پانی میں دیکھا تو اپنے بالوں کو کھیر کر اپنے بدن پر ڈالا اور تمام بدن اپنا بالوں سے چھپایا حضرت داؤد کی خاطر شریف میں سل تمام اُس کے نکلح کا آیا اور دل میں خیال گزرا کہ اگر اور یا قتل ہو جائیگا تو میں اُس کو نکلح میں لاؤں گا اور بعضے روایتوں میں یوں ہے کہ اور یا کو ہلا کر اُس سے التماس کی کہ تو اپنی منکوہ کو طلاق دے جب اُس نے انکار کیا۔ اور بعد اُس کے وہ اپنی خوشی سے

جہاد میں جا کر شہید ہوا تب آنحضرت نے اُس عورت کو اپنے نکاح میں لیا اور مفسرین معتبروں لکھتے ہیں کہ وہ عورت اوریا کی منکوحہ تھی بلکہ اُسکی نسبت کا پیغام گیا تھا اور اُسکے والی راضی ہو چکے تھے اور بعد اُس کے حضرت داؤد کا پیغام نسبت گیا اُس کے والیوں نے اُنکے پیغام کو مقدم کر کے قبول کیا اتنی بات بھی جناب الہی کو ناپسند نہ ہو اس واسطے مورد عتاب ہوے القصہ بعد شہید ہونے اوریا کے اور گزرنے عدت کے اُس بی بی کے تین پیغام آنحضرت کا گیا اُس نے کہا کہ اس شرط پر قبول کرتی ہوں کہ اگر بیٹا مجھ سے تولد ہو تو ولیعہد اُس کو کریں حضرت داؤد راضی ہوے اور اُس غنیفہ کو نکاح میں لائے اور اُن سے حضرت سلیمان پیدا ہوے اور سلطنت اور نبوت کے مالک ہوئے جیسا کہ عنقریب بیان آویگا۔ جب ایک مدت گزری اور حق تعالیٰ کو حضرت داؤد کا سبقت کرنا اس قدر پسند نہ ہوا تھا اور حضرت داؤد کو معلوم نہیں تھا کہ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے انکو تنبیہ کیا۔ اور کیفیت تنبیہ کی یوں ہے کہ جب حضرت داؤد عبادت خانے میں زبور پڑھتے تھے تو کئی ہزار آدمی واسطے پاس آئے کہ گرد پیش مستعد رہتے تھے مقدور نہ تھا جو کوئی پرندہ وہاں پر مار سکے ناگہان دو آدمی محراب میں عبادت خانے کے دیکھ کر دل میں ڈرے کہ بے رخصت ایسے چوکی پھرے میں انکا یہاں آنا کس طرح ہوا شاید یہ دشمن ہیں انہوں نے عرض کی کہ دروست ہم دونوں میں خصوصیت ہو چار ا فیصلہ انصاف کرو حضرت داؤد نے پوچھا تمہارے خصوصیت کیلئے ایک نے انہیں سے کہا کہ اس بھائی کے نانوے بکریاں ہیں اور میرے ایک اسنے میری بکری بھی زبردستی لے لی حضرت داؤد نے فرمایا کہ اُسنے تجھ پر ظلم کیا جو تیری ایک بکری اپنی بہت بکریوں میں ملالی۔ جب حضرت داؤد حکم سے فارغ ہوئے تو یہ دونو ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسے اور کہا کہ قَضَى الرَّجُلُ عَلَى نَفْسِهِ یعنی اُس شخص نے اپنے نفس پر حکم کیا اور فی الحال نظروں سے غائب ہو کر آسمان کی طرف چلے گئے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ فرشتے تھے کہ نفش پر تم کو تنبیہ کر کے غائب ہو گئے حضرت داؤد متنبہ ہوے اور چالیس دن تک سوائے نماز اور وضو کے سجدے سے سرنہ اٹھایا اور اتنا روئے کہ اُن کے آب چشم سے گھاس جم گئی جب خطا آیا کہ میں نے تیرا گناہ معاف کیا لیکن اوریا کی قبر پر جا اور اُس سے معافی چاہ میں اُسکو تیری خاطر سے زندہ کروں گا جب اُسکی قبر پر گئے اور اُسکا نام لیکر پکارا وہ بولا یا نبی اللہ تم کو واسطے تشریف لائے اور مجھ کو خواب خوش سے جگایا حضرت داؤد نے فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے تیرے حق میں گناہ صادر ہوا تو مجھ کو بخش دے اور یا زکیا اگلی بدولت میں نے بہشت برین پائی اور اعلیٰ علیین میں پہنچا میں نے معاف کیا جب حضرت داؤد اُسکی قبر سے خوش ہو کر پھرے پھر خطاب آیا کہ داؤد میں حاکم عادل ہوں اور معاف کرو انہیں قول مجمل کافی نہیں

تفصیل حال اور اسے کر کے معافی مانگو جب دوبارہ قبر پر اور یا کے گئے اور پکارا اور تفصیل کی کہ میں چاہا تھا کہ تو اگر شہید ہوگا تو میں تیرے قبیلہ کو نکاح میں لاؤں گا جب تو شہید ہوا تو میں تیرے قبیلہ کو نکاح کیا تین بار حضرت داؤد نے پکارا پر جواب اور یا نے دیا اور حضرت داؤد واولاد اٹھتا کرتے اور کہتے تھے یا الہی جب داؤد مظلوموں کی ظالم کو دلوائی جاوے گی تو میرا کیا حال ہوگا پھر حکم ہوا کہ میں تیرا گناہ بخشا حضرت داؤد نے عرض کی کہ تو تو کیم ورجیم ہے لیکن اور یا معاف نہیں کرتا حق تعالیٰ نے خطاب کیا کہ روز قیامت میں اور یا کو اتنی نعمتیں اور حور و قصور دوں گا کہ وہ خوش ہو کر تیرا تصور معاف کرے گا حضرت داؤد خوش ہو کہتے ہیں کہ بعد اس معاملہ کہ حضرت داؤد تیس برس زندہ رہا اور اکثر شہر سے باہر نکلتے تھے اور لوگوں کو جمع کرتے اور زبور پڑھ کر اپنے گناہ کا نوحہ کرتے تھے یعنی مجلسوں میں سبب غی آواز دے سوز جاتا کہ اے کئی آدمی مرتے تھے غرض اس مصیبت کا سبب اکثر انتظام سلطنت کا بگڑ گیا آخر الامر حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو جو ولیعهد تھے وصی کیا اور خود حور رحمت الہی میں رونق افروز ہوئے

### ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا

اہل تاریخ کہتے ہیں کہ ولادت حضرت سلیمان کی اور یا کی منکوحہ سے بعد توبہ قبول ہونیکے ہوئی اور ایام طفولیت سے انکی پیشانی مبارک پر آثار بزرگی کے ظاہر تھے اور صغیر میں احکام عجیب حضرت سلیمان سے ظہور میں آئے کہ حیرت افزا عالم تھے حضرت داؤد لو کہیں میں بڑے کاموں میں اُن سے مشورت کرتے تھے منجملہ اُن کے وہ حکم جو قرآن شریف میں مذکور ہیں بیان کرنے میں آتا ہے دو شخص تھے ایک کا نام یوحنا دوسرے کا نام ایلیا۔ یوحنا کی بکریوں نے ایلیا کا کھیت کھایا جب داؤد کی حضور میں یہ مقدمہ پیش ہوا قیمت کھیت کے نقصان کی برابر قیمت تمام بکریوں کی تجویز میں آئی حضرت داؤد نے تمام بکریاں یوحنا کی ایلیا کی ذراعت کے نقصان میں دیں۔ جب ایلیا محکمہ عدالت سے روتا باہر نکلا اور حضرت سلیمان نے حکم حضرت داؤد کا سنا تو فرمایا۔ جناب نے بہت اچھا انصاف کیا لیکن اگر اس مقدمے میں مجھ کو حکم کرتے تو میں ایسا حکم کرتا کہ دو نوراضی ہو جاتے حضرت داؤد کو یہ خبر پہونچی فرزند ارحمن کو بلایا پوچھا انہوں نے بے مبالغہ اور تاگی حضور کے عرض کی کہ نقصان مدعی کے مال کا دلوانا عین انصاف ہے لیکن اگر کھیت دے کو بکریاں سوچ کر حکم ہوتا کہ تو ان بکریوں کے دودھ اور شہم اور بچوں سے مغنت لے اور بکریوں والے کو ارشاد ہوتا کہ تو اُس کے کھیت کو پانی دے اور پرورش کر جب حالت اول پہونچے تو مدعی کا کھیت دیکر اپنی بکریاں لے جو حضرت داؤد نے حکم اول کو موقوف کر کے مطابق تجویز سلیمان کے حکم کیا امتحان میں خوش ہو کر دعا دیتے چلے گئے حضرت داؤد نے اُس فرزند عالی مقام کے

سہارک کو چوم کر جو اہر دُعا کے تیار کئے جب سلطنت حضرت سلیمان کی مستقل ہوئی تو حضرت تعالیٰ نے جن دانش و وحش و طیور اور ہوا کو انکا سحر اور فرمانبرداریا حضرت سلیمان نے جنات کو حکم کیا کہ ایک فرش بقدر طول و عرض لشکر کے تیار کرو اور جس چیز کی کارخانہ سلطنت میں احتیاج ہو سب ہتیار کر کے فرش پر رکھو جب غم سیر کا کرتے تو باد کو حکم دیتے کہ اس فرش کو کمال احتیاط سے بے نشیب و فراز اٹھا کر معہ لشکر منزل مقصود کے اُٹے جب صبح کے وقت ملک شام سے روانہ ہوتے تو چاشت کی وقت بقدر ایک ہینے کی راہ کے ملک اسطر میں پہنچتے اور عصر کے وقت جو اسطر سے روانہ ہوتے تو شام کا کھانا کابل میں نوش جان فرماتے ۛ

عُدَّ وَهَاشَهُ رُدَّ وَاهَمَ شَهْرٌ سَيِّئٍ مَرَّاهُ ۛ

### بیان بیت المقدس کے بنانے کا

حضرت داؤد نے بنیاد بیت المقدس کی ڈالی تھی لیکن تمامیت اُسکی بموجب وحی الہی کے حضرت سلیمان پر موقوف تھی اسوائے حضرت سلیمان نے اپنی عہد دولت میں استادان چابکدست کو جمع کیا اور بنیاد ایک شہر کی ڈالا کہ جسکی بنائنگ سفید سے کی اور بارہ بُرج بنائے پھر دیوؤں کو معدن کا نوٹھیں بھیج کر نعل و یا قوت فیروزہ زہ وز مرد اور چاندی اور سونا نکلوانا شروع کیا اور بعضے جنوں کو دریا میں سموتی نکلانے کو مقرر کیا اور ایک فوج انکی بھیر لانے کو معین ہوئی جب سامان تیار ہوا تب سنگتراشوں نے سپید اور زرد اور بنسبز پتھر ترتیب سے لگا کر چار دیواری مسجد کی تیار کی اور ستون اُس کے شفاف پتھروں کے نصب کئے اور دیواروں کی چھت کو موتی اور جواہر آبدار سے مرصع کیا کہ انکی روشنی اور براتی سے وہ عبادت خانہ شب تا ایک میں مانند روز روشن کو منور رہتا تھا۔

اختیار بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو یہ گھر خالصاً نوحہ اللہ بنا ہے چاہیکہ ایک ساعت علمائے ربانی اور اولیائے حقانی کو خالی نہ رہے ایک مدت تک یہی کارخانہ جاری تھا جب بخت نصر ملک شام پر مسلط ہوا تو اُس نے شہر کو خراب کیا اور موتی اور جواہر مسجد سے اکھیر کر اپنے دارالملک میں لگیا القصبہ جب حضرت سلیمان حکم عدالت پہنچے تو حضرت آصف وزیر اعظم تخت کے سامنے بیٹھ کر فیصلہ معاملات کا کرتے اور چار ہزار عالم درست راست پر۔ اور چار ہزار خوا اور چار ہزار جن و پری کرب و خاست میں اور پرندے اُس اہل مجلس پر اپنے پروں کا سایہ ڈالتے تھے۔

اور وقت زوال تک عدالت میں رہتے بعد اُسکے دیوان محلے میں رونق افزہ ہوتے اور باد چمی خانہ میں سات سو گاڑی آٹا اور اسی کے موافق رنگ رنگ کے سالن پکتے لوگوں کو کھلاتے تھے اور خود بدولت بزیل بنا کر اُسکو چکر خوی روئی سکینوں کے ساتھ کھاتے یہاں بلقیس کا حضرت سلیمان نے ہر ایک پرندے کو

ایک ایک ہم کیواسطے مقرر کیا تھا ہمیں سے ہمد واسطے دریافت کرنے پانچے مقرر تھا اسواسطے کہ وہ پانی کو زمین کے نیچے ایسا دیکھتا تھا کہ جیسے آدمی شیشے میں روغن کو دیکھتا ہے ایک روز سلیمان اپنے تخت رواں سے نماز کو واسطے اُترے اور لشکر کو حکم کھانا پکانے کا دیا ہند نے خیال کیا کہ جب تک حضرت سلیمان مشغول ہیں تب تک تو اُن کا اس ملک کے عرض و طول کو معلوم کرے اس خیال میں اُڑا اور ایک شہر میں پہنچا کہ تمام نہروں اور باغوں آباد تھا اور عمارت خوشنما تھی ایک باغ میں اُڑا اور ایک باغ سے ملاقات کی اُس ملک کا حال پوچھا اُس نے کہا کہ اس شہر کا نام شہر سیا ہے اور بادشاہ یہاں کا ایک عورت ہے جس کا نام بلقیس ہے اور بارہ سردار ہیں ہر ایک سردار کے حکم میں ایک لاکھ مرد مقابل جنگی ہیں اور بادشاہ اور رعیت سب آفتاب پرست ہیں ہمد یہ حال دریافت کر کے پھر حضرت سلیمان نے جب ہمد کو غائب پایا تب گرس سے پوچھا اُس نے عرض کی مجھ کو معلوم نہیں لشکر سیا ہوا اور ہمد موجود نہ تھا جو پانی کا ٹھکانا بتلاوے اسواسطے حضرت سلیمان بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر تجھے روشن نہ بیان کریگا تو میں اُس کو قید کروں گا یا ذبح کر ڈالوں گا اور عقاب اُس کی تلاش کیواسطے بھیجا جب عقاب نے ہمد کی تو اُس کو شہر سیا کی طرف سے آتے دیکھا پکڑ کر حضور میں حاضر کیا اور حضرت سلیمان نے ہاتھ بٹھا کر ہمد کا سپرد لیا

کہا یا بنی اللہ اُس دن کو یاد کرو کہ تم بھی خدائے عادل کے سامنے گھڑے ہو گے حضرت سلیمان اس بات کی بیعت سے کانپنے لگے اور اُس کو چھوڑ کر پوچھا کہ تو کہاں گیا تھا ہمد نے کہا کہ ایک خبر لایا ہوں کہ تم کو اُس کی خبر نہیں ہے اور احوال بلقیس کا جیسا دیکھا تھا مفصل عرض کیا اور کہا کہ حقتعالیٰ نے تمام اسباب قسمت کا بلقیس کو دیا ہے اور ایک طلائی احمر کا تخت جو اہرات کا ہے کہیلے اُس کے یا قوت اور زبردستی کے ہیں اور تیس گز کا طول اور تیس گز کا ارتفاع ہے

حضرت نے ہمد سے کہا ہم دیکھیں تو سچا ہے یا جھوٹا ہے اور آصف سے ایک خط لکھوایا اس مضمون کا اِنَّہ مِنْ سَلِیْمَانَ وَ اِنَّہٗ لَمِنْہِمْ اَللّٰهُمَّ اَلْحَرِّیْمُ اَلْقَلَوَاعِلِیْ وَ اَلتَّوْبِیْ سَلِیْمٰیْنِ یعنی خط سلیمان کی طرف شروع ہے ساتھ نام اللہ کو بندی مت کرو حجیر اور آفریں ہاس سلمان ہو کر اور مہرنگار ہمد کو دیکر روانہ کیا جس وقت ہمد شہر سیا میں پہنچا بلقیس اپنے محل میں آرام فرماتی تھی اور محل کے ساتوں دروازوں بند تھے ہمد نے روزن میں جاکر خط بلقیس کے سینے پر رکھ دیا جب بلقیس جاگی اور خط دیکھا اور دروازے بند تھے تعجب کیا کہ کون خط لایا ہے جب اُسے اور دیکھا تو سولے ہمد کے کوئی نظر نہ آیا گمان کیا کہ یہی لایا ہے بعد اُس کے جب نظر مہر سلیمان پر پڑی تو ہمد سے کانپنے لگی اور خط کو پکڑ کر اعیان دولت کو بلایا اور مضمون بیان کر کے مصلحت پوچھی کہ تمہاری کیا صلاح ہے؟ سب نے عرض کی کہ فرج اور دولت اور سامان مہیا ہے اور ہم تاج حکم کے ہیں پھر ملکہ نے پوچھا کہ حضرت سلیمان



کیسا آدمی ہے بولے کہ بادشاہ عالمگیر اپنے لوگوں کو موسیٰ کے دین کی دعوت کرتا ہے اور جن انسان اور دیوانہ پری اور وحوش و طیور سب اسکے مسخر میں بطریق نے کہا کہ بادشاہ جس ملک میں جلتے ہیں تو اسکو خراب کرتے ہیں اور غیر ذول کوفیل کرتے ہیں اس واسطے میں ہدیہ جیتی ہوں اگر غیر ہے تو رسول کے راضی نہوں گا اور میں اسکے ساتھ مقابلہ نہ کروں گی اور اگر بادشاہ ہر توہید قبول کریگا ارکان دولت نے یہ صلح پسند کی پھر بطریق نے شہزادہ عباس زمانہ اور سو نوٹیاں بہ لباس مردانہ اور ایک یا قوت ناسفہ ایک حقہ میں رکھ کر قتل کر دیں اُس پر لگایا اور دو اینٹیں سونے کی اور چاندی کی صحن واسطے ہدیہ کے تیار کیں اور مندر بن عمر کو جو بڑا دانا تھا اور رسالت کے مقرر کے کہا کہ جب تو بارگاہ سلیمان میں پہنچے تو اس سے التماس کیجو کہ انیس سے عورتوں کو مردوں سے چلا کر دو اور پوچھو کہ اس حقہ میں کیا ہے اور بتاؤ تو اس کے پرینے درخواست کیجو اگر سب باتیں اُس نے بیان کیں تو جانیو کہ غیر ہے تو یہ سب ہدیہ دیکر آئیو والا پھیر لائیو اور اگر تکرار غور سے باتیں کرے تو جانیو کہ بادشاہ ہے ہر گز مت ڈرو دلیل نہ بات کیجو اور اگر لطف و مہربانی سے گفتگو کرو تو جانیو کہ غیر ہے اور بے گفتگو کیجو یہ سب سمجھا کر اسکو رخصت کیا برائیل میں نے حضرت سلیمان کو اس احوال مفصل اطلاع کی اور مشغلات و حل کرینکا راستہ بتایا حضرت سلیمان نے جنات کو حکم کیا کہ ایک میدان وسیع میں جس طرف سوکیل آتا ہے فرش سویکا اور چاندی کی اینٹوں کا بچھاویں اور چار اینٹوں کی جگہ خالی چھوڑ دیں اور بنی آدم اور جنات جدا جدا صفت بانہ ہر گھڑے ہوں اور فرش کے کناروں پر بری بحری حیوانات کو باندھیں بعد اس تیاری کے حضرت سلیمان نے اپنا تخت و اسفہ فرش پر بچھایا اور چار ہزار کرسی زریں سیدھی طرف تخت کا اور اتنی ہی اُلٹی طرف ترتیب سے رکھوائی اور علمائے نبی اسرائیل اور علمائے اباط درجہ بدرجہ بیٹھے اور اس تمام شکر پر بندوں نے اپنے پروں کا سایہ ڈالا تب بطریق کے رسولوں کو طلب فرمایا وہ اس جاہ و عظمت سلیمانی کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور اُس اینٹوں کے فرش کو دیکھ کر انکو ہدیہ نہایت حقیر نظر آیا ماسے شرم کا وہ چار اینٹیں تو اس چار جگہ میں جو قصد اخالی چھوڑی تھیں رکھ دیں جب جنات کی صف پر پہنچے اور انگلیں عجیب اور صورتیں ہیبت دہیں تو ماسے رعب کے قدم آگے نہ اٹھاتھا جنوں نے کہا کہ جلد آؤ اور حاضر جمع رکھو کہ عدل سلیمانی ایسا نہیں کہ ہم تم جیسوں سے تعرض کریں بعد اسکے فوج انسانی اور گروہ حیوانی پر گذرے تو ہر حضور میں پہنچ کر جناب نبوت اب کمال خوش اخلاقی اور ملاست سے پیش آئے اور مرجھا کہ کھڑے یا مندر نہایت اور اب نامہ بطریق کا حضور میں گذرنا جب مندر موافق فہمائش ملکہ کے اپنا حال عرض کر چکا تب حضرت سلیمان نے فور نبوت سے مردوں کو عورتوں سے جدا کیا اور فرمایا کہ اس حقہ میں ایک یا قوت ناسفہ ہے اور تم چاہتے ہو کہ اسکو

پروہوں فی الفور ایک دیو نے بموجب حکم کے پرویا اور کیلوں نے دل سے رنگ شکوک و صوبہ اور ہدیہ انکار دے کر کے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ مال سے میری مدد کرو تھتالی نے مجھ کو تم سے بہتر عنایت کیا ہے پھر مندرجہ کے جاکر آئے کہو کہ ایمان لاویں والا اتنا لشکر جبرار بھیجونا کہ تم اسکے مقابلے سے عاجز ہو جاؤ گی مندرجہ کے جب ملک کی حضور میں یکبیت مفصل بیان کی وہ بولی کہ سلیمان فقط بادشاہ نہیں ہے بلکہ سلطنت اُسکی زیرِ نبوت سے مزین ہے اور مجھ کو اُس کے مقابلہ کی طاقت نہیں پھر حضور میں چلنے کی تیاری کی اور اپنے تخت کو ساتویں محل میں رکھ کر سب کے دروازے مقفل کئے اور جماعت کثیر اُسکی محافظت کو معین کر کے ایسی حشمت اور تجمل سے روانہ ہوئی کہ آسمان کی آنہیں اُسکے دیکھنے سے سیلی ہوتی تھیں اور منزل بمنزل طے کر کے شکر سلیمان سے ایک فرنگ پر آکر ڈیرہ کیا حضرت سلیمان نے جب ملک کے تشریف لانے کی خبر پائی تو اہل مجلس سے فرمایا کہ کون ہے تم میں سے جو بلقیس کے تخت کو اُسکے آنے سے پہلے میرے پاس ایک دیو عفت نے عرض کی کہ میں اُسکو لاؤنگا اگے اُس سے جو حضور اس مقام سے اُٹھیں اور حضرت سلیمان صبح سے زوال تک مجلس میں حکم کی بیٹھتے تھے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اُس سے بھی جلد پہنچے۔ جب آصف ابن برخیا جو وزیر اعظم تھے۔ اور ام اعظم ابی جانتے تھے بولے کہ میں لاؤنگا اگے اُس سے جو ملک مارو اور پھر آنکھ کھو لو سلیمان علیہ السلام نے تخت بلقیس کا جب اپنے روبرو دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے وہ مجھ کو آزماتا ہے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت حکم کیا کہ اس تخت کے جواہرات کی جگہ بدل دو جنات نے فی الفور جواہرات بنر بجائے سرخ کے اور سرخ بجائے بنر کے بدل کر ایسے جڑیے گویا اہل سے ایسا ہی تھا جس روز ملاقات بلقیس کی ٹھہری۔ اُس روز حضرت سلیمان نے ایسی مجلس بنائی کہ کسی نہ نے میں کوئی ایسی مجلس کا نشان نہیں دیتا۔ جب بلقیس سیر سلیمان کی پابوسی سے مشرف ہوئی جناب رسالت نے بھی اُس کے ناموس اور عزت کا خیال کر کے اپنے تخت کے کنارے اُسکو جگہ دی وہ بعد بیٹھنے کے دم بدم گوشہ چشم سے اپنے تخت کی طرف نگاہ کرتی تھی۔ حضرت آصف نے پوچھا کہ یہ تخت تمہارا ہے کہا گویا کہ میرا ہے یعنی بسبب تغیر جواہرات کے اپنے مکانوں سے حکم یقینی نہ کیا اس واسطے سلیمان اُسکی دانائی سے خوش ہوئے اور بلقیس کو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے پاس اُتارا تب حضرت سلیمان کے خواتین اہل بیت اور بیبیاں حرم سر کو خبر ہوئی کہ حضور اُسکو اپنے نکاح میں لاویں گے تو سب نے رشک سے عرض کیا کہ اُسکی سابقہ سے یمن بالونجی کثرت سے سیاہ ہیں اس قسم کی بیبیاں کب لائق حضرت سلیمان کے ہیں غرض یہ تھی کہ حضرت کی خاطر کو اُن سے نفرت ہو اور ہماری طرف سے زیادہ الفت حضرت سلیمان نے

واسطے تجربہ کے دیوؤں کو حکم کیا کہ تمام صحن گھر کا اندر حوض کے گھودر کھدائی پانی بھریں اور چھ پھلیاں بنگلہ کی آسمیں چھوڑ کر تمام صحن کے منہ پر سپید براق کلاچ جما دیں کہ جو شخص باہر سے آوے تو اس کو پانی پھان تو حکم کی دیر تھی فوراً صحن اس طرح پر تیار ہوا اور حضرت سلیمان تخت الیہ مکان پر رکھا کہ جو کوئی حضور میں آوے تو اسی صحن سے گذرتا آوے بقیس کو اسی مکان میں طلب کیا بقیس نے اس کو پانی تصور کر کے اپنی ساق بلورین کو کھولا تاکہ پاؤں پانی میں رکھ کر حضور میں جاؤں حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ پانی نہیں کاچ ہے اس پر قدم رکھ کر چلی آؤ بقیس بہت شرمائی اور حضور میں آنکرا ایمان لائی پھر حضرت سلیمان نے ان کو ساتھ نکل کیا بعد اُس کے پناہ لیون کے بال دور کرنے کی مشورت کی دیوؤں نے حمام کا بنانا اور نورے کا لگانا بتلایا اور اس حکمت سے اُس ساق سیمین کو بلورین بنایا۔

### ذکر حضرت سلیمان کی وفات کا

جب حضرت سلمان عبادت خانہ کے بیچ طاعت الہی میں مصروف رہتے تھے ہر روز اس عبادت خانہ میں ایک رخت بجاتا اور اپنی خاصیتیں بیان کرتا تھا کہ میں فلا نے فلا نے مرض کی دوا ہوں اور میرا یہ اثر ہے حضرت سلیمان اُس کو لکھواتے تھے اگر وہ اسی دستور سے عبادت میں مصروف تھے ایک رخت زین سے نکلا اُس نے بعد سوال کے عرض کیا کہ میرا نام ضرب ہو اور میری خاصیت یہ ہو کہ تیرے ملک اور سلطنت کی خرابی ہوگی بعد اُس کے خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اب تمہارا وقت رحلت کا نزدیک آیا ہے اب آخرت کے سفر کی تیاری کرو جب حضرت سلیمان نے وصیت کی اور جو چیزیں لکھوائی تھیں لکھوائیں بعد اُس کے جناب الہی میں عرض کی کہ میری موت کا احوال ایک برس تک جنون پر اور شیطان پر پوشیدہ رہے کہ اس عرصہ میں جو کام میں آؤ سو نہ میں تیار ہو جاؤں بعد اُس کے غسل کر کے لہا پاکیزہ پہنا اور عبادت خانہ میں تشریف لائے اور اُس لاکھی پر جو مانگی کی وقت تیکہ کہتے تھے تکیہ کیا اور قابض ارواح نے رُوح مقدس کو قبض کر کے روضہ رضوان میں پہنچایا جب حضرت سلیمان عبادت خانہ میں آئے تھے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے تو اس مدت میں گماشتے حضرت کہ ہات لگا بٹھانے تھے اور شیطاںیں ان کی پیٹ سے بندگی کی وقت سامنے نہ دیکھ سکتے تھے جب ان کی بے اختیار حضور پر پڑتی تھی تو گمان کرتے تھے کہ آپ عبادت میں کھڑے ہیں اس واسطے محنت شاقہ کیا کرتے تھے جب ایک سال پورا ہوا اور داہہ الارض یعنی دیکھنے لاکھی کی جڑ کھائی اور حضرت گر پڑے جب دیوؤں کو ان کی رحلت کا حال ظاہر ہوا اور خبر موت کی عالم میں مشہور ہوئی اور اصل حکمت حضرت سلیمان کی موت چھپائی تھی کہ آدمیوں کو شیطانوں کو دعوے کو یہ گمان تھا کہ وہ غیب جانتے ہیں جب حضرت سلیمان نے دارالآخرت کو انتقال کیا اور ایسا واقعہ عظیم آپ پر سرزد تک مخفی رہا تب آدمیوں کو قیاس ہوا



خیال سے غصہ ہو کر انتظار حکم الہی کا نہ کر کے پھر گئے کہ اگر میں وہاں جاؤں گا تو وہ مجھ کو کاذب کہیں گے پھر بڑا اہل عیال کو لیکر روانہ ہو کر دریا کے کنارے پہنچے اہل کشتی سے کہا کہ مجھ کو دریا کے پار کر دو ان لوگوں نے کہا کہ ہماری کشتی میں بہت بوجھ ہے کچھ آدمی اس میں بٹھالو اور کچھ دوسری کشتی آتی ہے اس میں سوار کرو حضرت یونس نے بعض متعلقوں کو اور کشتی میں لے کر خود مدد دو بیٹوں کے دوسری کشتی کے منتظر رہا جب دوسری کشتی آپہنچی تو حضرت یونس اُدھر متوجہ ہو کر اُسے اتھاس کریں اس میں ایک بیٹا کا پاؤں پھنسا وہ دریا میں ڈوب گیا اور دوسرا بیٹا جو کنارہ پر تھا اُس کو بھیرٹا لیا حضرت یونس نے جانا کہ یہ بلا سے آسمانی ہے بعد اس مصیبت کا کشتی میں بیٹھ کر خدا کی قدرت سے کشتی دریا کے پچیس ایسی کھڑی ہو گئی جیسے خشکی میں گر کر رمل نہیں سکتی اور کشتیاں اُس کے آس پاس گزرتی تھیں اور کشتی والوں نے کہا کہ تمہاری کشتی میں کوئی بندہ اپنے خاوند کو بہاگ کر بیٹھا ہے اس واسطے کشتی الگ رہی ہے لوگوں نے چرچا مچا کر دیا کہ کوئی بندہ بھاگتا ہوا نہ ملا حضرت یونس کا جمال و جلال دیکھ کر کسی کو یہ وہم و خیال نہ گذرنا تھا جو یہ مکان اپنے لجانا حضرت یونس نے فرمایا وہ بندہ بھاگتا ہوا میں ہوں مجھ کو دریا میں ڈال دو۔ انہوں نے کہا استغفر اللہ ہم تم کو کس طرح پانی میں ڈالیں گے بلکہ آپ کے وجود شریف کی برکت سے اس گرداب سے نجات جلتے ہیں حضرت یونس نے کہا قعرہ ڈالو۔ جس کے نام پر پڑے اُس کو دریا میں پھینک دو جب قعرہ ڈالا حضرت یونس کے نام پڑا پھر ان لوگوں نے کہا قعرہ کا اعتبار نہیں کبھی برخلاف بھی پڑتا ہے ہم تم کو سرگرداں لینگے قصہ تین بار قعرہ ڈالا پھر حضرت یونس کے نام پر پڑا جب بھی ان لوگوں نے اُٹھا کر اس عرصہ میں خداوند عالم نے ایک بڑی مچھلی کو حکم کیا وہ اپنا منہ پھیل کر اُن کے سونے آتی تھی۔ آخر ناچار ہو کر حضرت یونس کو دریا میں پھینکا اُس وقت خطاب الہی مچھلی کو پہنچا کہ ہم نے یونس کو تیرے ذوق کا لقمہ نہیں کیا ہے بلکہ تیرے پیٹ کو اُس کا قید خانہ بنایا ہے خبردار کچھ آسیب ان کو مت پہنچاؤ چالیس دن حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں رہا اور مٹھارے حضرت یونس کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیا یعنی مچھلی کا پیٹ مٹھارے کے صاف اور شفاف کر دیا کہ عجائب غرائب دریا کے ملاحظہ کرتے تھے اور خدا کی تسبیح میں مشغول رہتے تھے جب حضرت یونس نے اُس ظلمات میں پکارا لا اِلهَ اِلَّا اَنتَ سَمَّیْتَہُ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ تبَّ اَنتَ تَعَالٰی نے حضرت جبرائیل کو بھیجا کہ مچھلی سے کہو کہ جب تک تو نے نگلنا تھا اُس وقت کے گناہ سے پراگل و پاک ہیں اُس سے راضی ہوں مچھلی نے حضرت یونس کو منہ سے باہر نکال کر کنارے ڈال دیا اور درخت کے درخت کے درخت کی پھل کھانے لگا یہاں پہاڑوں کے نیچے یونس نے آسائش پائی اور ایک جنگل کی سبزی کو اہام ہوا کہ وہ ہمیشہ اُن کو دودھ پلا جاتی تھی جب کچھ توانائی بدن میں آئی اور وہ درخت سوکھ گیا تو حضرت یونس نے اُس کے سوکھنے سے بسبب عمارت آفتاب کے بہت غم کیا اور رونے لگے جبرائیل امین فرمایا اُسے کہ ایک درخت کو سوکھنے

سے چند ادا قیمت نہیں رکھتا ہر تنے اثاغم کیا اور نہ اردوں مخلوق کے ہلاک ہونیکا اندیشہ نہ کیا اور بددعا کی کہ ایک بار میرے غضب میں گرفتار ہو جاؤں حضرت یونس نے متنبہ ہو کر استغفار کیا جب وحی آتی کہ تم پھر قوم میں جاؤ وہاں سے روانہ ہو جب متصل شہر کے پہنچے تو ایک گولے سے پوچھا کہ تو کون ہے وہ بولا کہ میں یونس بن مٹی کی قوم سے ہوں اپنے پوچھا کہ اُس یونس کی کیا خبر ہے اور اُس کے بعد قوم کا کیا حال ہوا اُس نے کہا کہ یونس بہترین مخلوقات ہے اور اُس کے بعد قوم پر عذاب متوجہ ہوا لوگوں نے جب ان کو پایا تو سب نے نبی کی ارحم الراحمین نے وہ عذاب دفع کیا۔ اور آتش کی بل سے نجات بخشی پھر حضرت یونس نے اُس گولے سے دودھ مانگا اُس نے کہا کہ تم ہے یونس کے خدا کی جب سے یونس غایب ہوا ہر تیرے برسات نہیں برسی اور گھاس نہیں جی بکریاں خار و خاشاک سے بھوک کی شدت کو دفع کرتی ہیں حضرت یونس نے کئی بکریوں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا ان کے تھن دودھ سے بھر گئے گولے نے کہا واللہ اگر یونس زندہ ہو تو تو یونس ہے آپ نے فرمایا میں یونس ہوں تو جا کر قوم کو میری خبر پہنچا۔ گولے نے کہا ہاں شام نے مقرر کیا ہو کہ اگر کوئی مجھ کو حضرت یونس کی سلامتی کی خبر پہنچاویگا تو میں اپنا ٹانگ اُس کو دیکر حضرت یونس کی خدمت گاری کا پٹکا اپن کر باندھ لوں گا اب اگر میں بغیر نجات کے یہ خبر پہنچاؤں گا تو لوگ کہیں گے کہ یہ گویا ملک کے لالچ سے جھوٹ بولتا ہے میری تکذیب کریں گے بلکہ مار ڈالیں گے حضرت یونس نے فرمایا تو اٹھو خبر کر کہ بکریاں اور پتھر کہ چپ میں بیٹھا ہوں گویا ہی تیرے کلام کی صدق پر دیکھو جب گولے نے سن کہ خبر دی تو عالم ایک اکٹھا ہو گیا اور اُس کی تکذیب کرنے لگو جب اُنکو اپنی ساتھ جنگل میں لایا بکریوں نے گویا دی کہ حضرت یونس نے ہمارا دودھ پیا ہے اور پتھر نے شہادت دی کہ مجھ پر بیٹھے تھے لوگ متعجب ہو کر حضرت یونس کی تلاش کرنے لگو آخر اسی جنگل میں ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتے ہوئے پایا جب حضرت یونس پر اُنکی نظر پڑی۔ توقف دموں پر گر پڑے اور ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور نہایت عزت اور احترام سے ہمراہ رکاب سعادت نصاب ہو کر شہر میں لگا ان کی مقدم شریف کی برکت سے اُس ملک میں جمعیت اور آسودگی حاصل ہوئی اور دین و شریعت سکھانے میں مصروف ہوئے اور آخر عمر تک عبادت حق اور ہدایت خلق کرتے رہے پھر اسی عالم بقائے ہوئے ۔

### اور حضرت عزیر علیہ السلام کا

جب نجات نصر نے بیت المقدس کو خراب کیا تو حضرت عزیر کو بنی اسرائیل کے ساتھ قید کر کے بابل کو لیا اور اُس زمانہ میں کوئی اُسے بڑا عالم اور حافظِ توریت کا نہ تھا جب نجات نصر کی قید سے خلاصی پائی اور اپنی وطن کی طرف روانہ ہوئے گذر انکا ایک ویران گاؤں پر ہوا اُس گاؤں کے بلغم میں ایک درخت کے تلے اُسے اور اُن کو پاس کچھ انجیر اور شہر انکو تھا اپنی مرکب سے اُسے سامان آگے رکھ کر مرکب کو مضبوط باندھا اور اُس گاؤں کی گری ہوئی دیوار پر۔ اور

یوں ہی ہڈیوں پر نظر کر کے کہا کہ خدائے تعالیٰ اُن کو کیونکر زندہ کریگا بعد موت کے اسی خیال میں حضرت عزیر سو گئے اور اللہ تعالیٰ نے خواب میں انکی روح قبض کر کے اُن کے جسم کو نظروں سے غائب کر دیا اور وہ طعام اور شراب بدستور تانہ لیا اور مرکب بھی بنا کر ہو گیا اور کئی برس کے بعد حضرت عزیر کو زندہ کیا ایک فرشتے نے اُسے پوچھا کہ تم نے یہاں کتو درنگ کی ہو یعنی کتنی مدت ہوئی ہے انہوں نے فرمایا ایک دن یا کم کہیں یہاں ہوں فرشتے نے کہا نہیں بلکہ تم نے سو برس یہاں درنگ کی ہو اب تم اپنے طعام و شراب کو دیکھو ابھی بدبو اور مضرہ متغیر نہیں ہوا اور نظر کرو اپنے گدھے مرچیکہ طرف کہ کس طرح ہم اُس کو گوشت اور پوست پہناتے ہیں جب حضرت عزیر نے اُن گدھے کی طرف نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ گئی ہوئی ہڈیاں آپس میں مل جاتی ہیں اور گوشت اور رگیں جتنا جالتے پھر اُس پر قادر محتاسانے پوست پہنا کر نفع کیا پھر حضرت عزیر اپنے چار پہلے پر بیٹھ کر اپنے گھر آئے کہتے ہیں کہ جب حضرت کاؤنٹس آئے تو کسی نے اُن کو پہچانا اور اپنے گھر کی وضع ترتیب اول پر پائی ایک بڑھیا کو دروازے پر دیکھا پوچھا کہ یہ گھر عزیر کا ہے اُس نے کہا ہاں تو کون ہے جو مدت کے بعد میرے میاں کا نام لیتا ہے جو اب دنیا کا عزیر میں ہوں نوٹڈی نے کہا سبحان اللہ سو برس وہ غائب ہے اُسکا کچھ پتا نہیں ملتا اگر تو سچا ہے تو دعا کر میری آنکھیں بنیا ہو جائیں تو میں تجکو ہچانوں اس واسطے کہ عزیر مستجاب الدعوات تھا حضرت عزیر نے دعا کی اور ہاتھ اپنا آنکھوں پر رکھا خدا نے اُسکو بینا کیا وہ دیکھ کر کہہ کر کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ تو عزیر ہے غائب ہونے کی وقت سے اب تک کوئی تفاوت تیرے چہرے میں نہیں ہوا ایک بیٹا اُن کا عمر ایک سو دس برس کا اور پوتے پوتے بھی پیدا ریش ہو گئے تھے نوٹڈی نے مجلس میں جا کر حضرت کی اولاد سے اور بنی اسرائیل سے یہ حال عجیب بنایا وہ لوگ تکذیب کرنے لگے اُس نے کہا میں وہی نوٹڈی نابینا ہوں اُسکی دعا سے خدا نے مجھکو آنکھیں بخشیں ہیں سب لوگ دوڑ کر آئے حضرت عزیر کے بیٹے نے کہا کہ ہمارا باپ کے دونوں نوٹڈی ایک خال تھا حضرت عزیر نے بیٹے کی بیٹے نے علامت سے پہچان کر تصدیق کی لیکن قوم نے کہا کہ ہم کو جب باور ہو گا کہ توریت ہم کو سناوے کہ بعد حضرت ہارون کے کسی کو عزیر سے بہتر حفظ نہ تھی اور نجات نصیر کے حادثہ میں سب دفتر توریت کے ضائع ہو گئے ہیں حضرت عزیر نے توریت کو سر سے سر شروع کیا اور لوگوں نے لکھنا شروع کیا سب لکھ لی بعد اُس کے ایک نسخہ توریت کا جو بعضی علمائے اسرائیل نے چھپا کر پید کیا اور دونوں کا مقابلہ کیا ایک حرف کا بھی تفاوت نہوا جب قوم نے تصدیق کی اور سب مستعد ہوئی۔ لیکن یہاں دینی اعتقاد سے گمراہی میں پڑی اور کہا کہ ”عزیر خدا کا بیٹا ہے“ انصاف عزیر بعد اسکے سچا سب اور بیٹے اور ہدایت خلق میں مصروف رہو آخر کُلّ مَنْ عَلَیْہَا فَاَن کا جام ناگوار نوش جان فرمایا اور عالم قدس کو رونق بخشی۔

## ذکر حضرت زکریا علیہ السلام کا

حضرت زکریا کے باپ کا نام یازان تھا اور حضرت میم کے قبہ گاہ کا نام عمران تھا اور عمران کی ایک بیٹی پیدا ہو کر پھر اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اور بی بی انکی سبب بڑھاپے کو اولاد ہونے سے ناامید تھیں ایک روز بی بی نے ایک مرغ کو دیکھا کہ اُس نے اپنے بچے کو توڑا اُس میں سے بچہ پیدا ہوا انکو بہت تنہا اولاد کی ہوئی۔ اور خدا سے دعا مانگی اُسکی قدرت کاملہ سے حل رہ گیا بعد نظر ہو رحل کے انہوں نے زندگی اگر خدا نخواستے تو اسکو مچر کر دیتی۔ بیٹے دنیا کے کاموں سے بچا کر واسطے عبادت خالق کے بیت المقدس کی مجاہد میں رکھو مگر جب حضرت میم پیدا ہوئیں انکی والدہ عظیم ہوئیں اور دعا مانگی کہ اتنی بڑی بیٹی ہے اور بیٹی لائق خدمت بیت المقدس کی نہیں۔ اور میں نے اسکا نام میم رکھا تو اُس کو اور اُسکی اولاد کو شیطاں سے اپنی پناہ میں رکھو بہر حال والدہ انکی میم کو ایک خرچہ میں لپیٹا کر بیت المقدس کے علی اور اجار کے پاس لیئیں اُس زمانہ میں پیسہ اور مفت اسب کے حضرت زکریا تھے۔ ہر ایک نے کہا کہ میں اُسکی پرورش کروں گا حضرت زکریا نے فرمایا کہ اُسکی خالہ میری قید ہے میں واسطے تربیت کے اولی ہوں قصہ سبب نزاع کے قرقہ ڈانہ قرار پایا اور لوہے کی قلم و سچرن سے تورت لگتے تھے۔ ہر ایک کا نام لکھ کر یوں ٹھیکر ایک قلم پانی میں ڈالو جسکا قلم پانی میں نہ بیٹھے اور تیرا ہے وہ کفالت اور تربیت میم کی کرے تین بار قرقہ ڈالا ہر بار حضرت زکریا کا قلم نکلا ناچار ہو کر حضرت زکریا کی کفالت پر راضی ہوئے حضرت زکریا نے اُن کو پرورش کیا جب بی بی میم بڑی ہوئیں تب فرمایا کہ میں مسجد کی خدمت اور عبادت کے لائق ہوں جب حضرت اُن کو مسجد میں لائے اور ایک حجرہ مسجد میں بنا لیا کہ بغیر زینے کو کوئی جا نہ سکتا تھا جب حضرت زکریا مسجد سے باہر جاتے تھے تب تو بی بی میم زینے کو اوپر کھینچ لیتی تھیں اور وہ در کو مقفل کر جاتے تھے جب حضرت زکریا آتے تو میوہ گرمی کا موسم سردی میں اور چھل سردی کے گرمی میں اُنکے پاس دیکھتے اور پوچھتے کہ میم یہ میوہ کیسے تیرے پاس کہاں سے آیا وہ کہتیں کہ میں نے خدا سے دعا کی کہ اس کے پاس سے جب زکریا نے یہ ضرورت دیکھی۔ تو انہوں نے دعا مانگی کہ خداوند اتوا ایسا قادر ہے کہ میم کو غیر موسم میں میوہ پیدا کرے کہ دیکھتے تو مجھکو بھی بڑھاپے میں فرزند سے سکتا ہو حق تعالیٰ نے دعا مانگی قبول کی ایک روز محراب میں عبادت کرتے تھے تو ملاک (پکارا کہ زکریا اللہ تعالیٰ تمکو مشورہ دیتا ہے ایک بیٹے کا جسکا نام محمدی ہے انہوں نے کہا کہ کیونکر میرے بیٹا ہو گا قید میری عقیقت ہے اور میں اور خدا شعیقت ہوں ملاک نے کہا وہ خدا قادر ہے اور علامت اُسکے عمل رہنمائی یہ ہے کہ تو تین دن تک لوگوں سے باتیں نہ کر سیکھا مگر غر و اشار سے سے۔ قصہ حضرت محمدی تولد ہوئے۔ باپ کی آنکھیں لٹکے



دیدار سے روشن ہوئیں اور حق تعالیٰ نے یحییٰ کو ایام طفولیت میں نبوت بخشی ایک روز چار برس کی عمر میں لڑکوں پر گزرے کہ کھیل رہے تھے لڑکے بولے کہ آؤ یا کھیل دیں آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا نے کھیلنے کو نہیں پیدا کیا ہے اور چھوٹی عمر میں لباس رہبانوں کا پہنا۔ اور اکثر اوقات بیت المقدس میں عبادت کرتے تھے اور بہت روتے تھے اور جب دوزخ کا ذکر سنتے تھے تو بہ ہوش ہو جاتے تھے۔ جب روانہ کا حد سے زیادہ ہوا۔ تو ہاپس لے لیا بیٹا ہم نے تم کو اپنے دل کی خوشی کے واسطے خدا سے مانگا تھا۔ اب تمہاری روئے سے ہماری عیش تلخ ہوتی ہے۔ حضرت یحییٰ نے عرض کی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ بہشت اور دوزخ میں ایک بیابان آتش کا ہے۔ کہ وہ سولے آنکھوں کے پانی کے نہیں بھینتا پھر جھک کیوں منع کرتے ہو۔

### ذکر حضرت زکریا علیہ السلام کے قتل کا

کہتے ہیں کہ جب حضرت مریم کو مل رہا اور سولے حضرت زکریا کے ان کے پاس کوئی جہانہ تھا۔ یہود نابود نے۔ کہ انکی طبیعتوں میں افترا اور بہتان بھرا ہے حضرت زکریا کو ننانا کی بہت سے تہم کیا اور ارادہ قتل کا کیا۔ جب حضرت کو یہ بات معلوم ہوئی تو قوم میں سے نکل کر بھاگنے کا قصا کیا راستے میں ایک بڑا درخت دیکھا۔ اُس میں سے آواز سنی کہ یا نبی اللہ مجھ میں آؤ جب حضرت زکریا نے اُس آواز کو سنا تو وہ درخت بیچ میں سے بچھا اور زکریا اُس میں بٹھ گئے پھر درخت کے اجزاء بدستور سابق ملکر متصل ہو گئے مگر شیطان لعین نے انکی چادر کا کوٹہ پکڑ لیا۔ اور وہ درخت سے باہر رہ گیا۔ جب بنی اسرائیل ڈھونڈنے آئے۔ تب شیطان نے بصورت انسان ہو کر کہا کہ میں نے ایسا جادو نہیں دیکھا۔ کہ اپنے جادو کے زور سے درخت کو چیر کر ہمیں چھپ گیا۔ قوم نے اُس کو جھٹلایا۔ تب بولا کہ دامن اُس کا جو باہر کیلئے ہے۔ سو میرے سچ پر دلیل ہے۔ قوم نے چاہا کہ درخت میں آگ لگا دیں۔ اُس ملعون نے صلاح دی کہ آسے سے چیر ڈالو۔ جب آہ حضرت زکریا کے سر مبارک پر پہنچا تو ساکنان عرش بریں اور ملائک آسمان زمین میں کھلبلی اُٹھ گئی مگر اُس بادشاہ نے پرواہ کی بے نیازی کو دیکھ کر لب نہ کھولتے تھے۔ اور سوائے آو سرو کے کچھ بات نہ بولتے تھے حضرت زکریا نے چاہا کہ آہ کروں حکم تھا کہ اگر آہ کی۔ تو نام تیرا دفتر نبوت سے ہٹا۔ دو لگا سجان اللہ دوستوں کے سر پر آسے چلتے ہیں اور دم نہیں مارتے اور دشمن درخت امیر سے پھل چنتے ہیں اور کفران کہتے ہیں۔ کیونکہ مجال چون و چرا کی نہیں ہے جو جا ہے سو کرے اُسی کا اختیار ہے اس۔

استقامت سے اُس نبی عالمی بہت نے جان شیریں کو سونپا اور گرد و آلودہ الصابریین میں پہنچا۔

### ذکر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا

حضرت یحییٰ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اور اُس کے قبیلہ کے باطن نامبارک میں انبیاء اور علما سے بغض رہتا تھا اور اُسکی ایک بیٹی اگلے خاوند سے نہایت حمید و شکیلیہ تھی اور وہ بسبب پڑھنے کو چاہتی تھی کہ بیٹی کو بادشاہ کے نکاح میں دے دو تاکہ دوسری عورت کا تسلط گھیر میں نہ ہو بادشاہ نے اُس کا یہ ارادہ حقیقت کر کے کہا کہ میں حضرت یحییٰ سے پوچھوں گا اگر نکاح میرا اُس کے ساتھ جائز ہوگا تو کروں گا حضرت یحییٰ سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ عقد باطل اور نکاح فاسد ہے بادشاہ نے جو رو سے کہا کہ یحییٰ پیغمبر خدا ہے وہ اس نکاح سے منع کرتا ہو اُس نابکار نے اپنی دلیس حضرت یحییٰ کو کہنے پکڑا ایک روز بادشاہ کے پاس حالت سستی میں اپنی بیٹی کو اراستہ کر کے بھیجا بادشاہ نے گھر اغیار سے خالی پا کر چاہا کہ فصل بدرے لڑکی نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک تو میری حاجت نہ برائے گی تب تک میں تجھ کو قدرت مند و مکی بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے اُس نے کہا یحییٰ بن زکریا کا قتل ہر بادشاہ تو نشہ کے خوش سے اور شہوت و جوش و بہوش ہو ہی رہا تھا کہا تو مختار ہو اُس دختر بد اختر نے فی الفور حکم بھیجا اور حضرت یحییٰ کا سر مبارک تن نازنین سے جدا کر کے طشت میں رکھ کر بادشاہ کی مجلس میں منگوا یا تین بار اُس سردار صفا کے سر سے آواز آئی کہ اے بادشاہ یہ تیری بیٹی ہے تجھ پر علم ہے قار و ذوالجلال کی قدرت سے اسی وقت زمین اُس بادشاہ کو معہ دختر کے نکل گئی بد بدیت حلم دائم تجھ سے بچا کرے یہ حد سے جو گذرے تو پھر رسوا کرے جب وہ پیغمبر معصوم مارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے قار کے اودشاہ کو بنی اسرائیل پر تسلط کیا کہ اُس نے حضرت یحییٰ اور زکریا کے خون کے عوض میں اُن کے دماغ کا بھیجا نکالا اور لشکر جبار لیکر تمام ملک شام کو زیر و زبر کیا اور بیت المقدس کے پاس ڈیرہ کیا اور لشکر کے سردار کو حکم دیا کہ اتنے ہیرو قتل کرو کہ خون کی نہر میرے لشکر تک پہنچے قصہ اُس سردار نے تلوار میاں سے کھینچی۔ اور سر افشانی یہود کی شروع کی کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ کا جسر و قتل ہوئے تھے جو شہیں تھابند نہ ہوا تھا جب شہر ہزارینہ قتل ہوئے تب خون حضرت یحییٰ کا بہا اور اُس سردار کو باقی لوگوں پر رحم آیا مگر بادشاہ نے فرمایا تھا کہ جب تک میرے لشکر تک نہر خون کی نہ پہنچے تب تک قتل سے مت اٹھاؤ پھر اُس سردار نے بادشاہ کی تسلی خاطر واسطے چار پائے فوج کئے جب نہر خون کی لشکر کو پہنچی تب قتل موقوف ہوا

### ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

حضرت مریم کا حمل حضرت زکریا کے قتل ہونے کا سبب ہوا اور کیفیت حمل رہنمائی کے یوں ہے کہ ایک روز حضرت مریم اپنی نالہ کے یاہیہ کے گھر غسل حیض کرنے گئیں اور پردہ لٹکایا چاہتی تھیں کہ غسل کریں جب اسرائیل ایک پیریش جوان خود غریب و عیسائی کی صورت میں ظاہر ہوئے حضرت مریم نے دیکھا کہ ایک شخص نامحرم میری طرف متوجہ ہو تو حجاب

ہو کر فرمایا کہ میں پناہ مانگتی ہوں تجھ سے ساتھ اللہ کے اگر تو پرہیزگار ہے جبریل نے کہا میں وہ شخص نہیں ہوں کہ جس سے تو ڈرے میں اللہ کا رسول ہوں مجھ کو پاکیزہ بنایا بخشنے کو آیا ہوں حضرت مریم نے کہا کیونکر میرے بیٹا ہوگا مجھ کو تو کسی بشر نے چھو انہیں اور میں بدکار و عورت نہیں ہوں جبریل نے کہا سچ ہے تو ایسی ہے لیکن تیری اللہ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر بغیر باپ کے پیدا کرنا آسان ہے میں اسکو عجوبہ زمان اور رحمت عالمیان بناؤں گا اور حکم ہوگا ہے بعد اس کے حضرت جبریل نے مریم کے حجب و گریبان میں حضرت عیسیٰ کی روح مبارک کو بچھونک یا فی الفور حل رہ گیا کہتے ہیں کہ یوسف بخار جو حضرت مریم کے ماموں کا بیٹا تھا بیت المقدس میں عبادت کرتا تھا اور کبھی کبھی حضرت مریم کو انکی خالہ کے گھر پہنچانے جاتا تھا جب حل کے احوال سے واقف ہوا انہایت غمگین ہو کر پوچھا کہ اتنو مجھ کو تمہاری پرہیزگاری میں بہت شک ہے اگر حکم ہو تو پوچھوں حضرت مریم نے خست می اسنے پوچھا کہ کوئی درخت بغیر تخم کے ہوتا ہے یا کوئی تخم بغیر درخت کے ہوتا ہے حضرت مریم نے کہا کہ حق تعالیٰ نے پہلا درخت کس تخم سے پیدا کیا اور پہلا تخم کس درخت سے لگایا؟ آخر اُس نے ظاہر پوچھا کہ کوئی فرزند بغیر باپ کے ہوا ہے حضرت مریم نے جواب دیا کہ بغیر ماں کے بھی ہوتا ہے۔ آدم و حوا کون سے ماں باپ سے پیدا ہوئے میں یوسف ذوالکلی تصدیق کر کے کہا کہ سوال میرا بطر حکمت کے تھا میرا قصور معاف کرو جب ولادت حضرت عیسیٰ کی نزدیک ہوئی حضرت مریم کو ندا ہوئی کہ اس شہر سے باہر جاؤ اگر قوم تمکو اس دفع پر دیکھیگی تو تمہارے فرزند کو قتل کر ڈالیگی۔ حضرت مریم یوسف بخار کو لیکر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئیں اور جبریل راہبر ہو جب دو فرسنگ راہ قطع کی۔ تو ایک گاؤں میں جس کو بیت اللحم کہتے ہیں پہنچیں اور بسبب شدت درد کے مرکب آئیں اور پشت مبارک ایک خمل کے درخت سے لگا کر بیٹھیں اور فرمایا اے کاش! میں اس حال سے آگے ہی مرجاتی اور یا منیا ہو جاتی۔ حق تعالیٰ نے ہلاک کو بھیجا اور اپنے فضل سے وہاں ایک چشمہ پانی کا ظاہر کیا ملائکہ نے حضرت عیسیٰ کو چشمے میں غسل دیا اور حضرت جبریل نے بحکم رب العزیز ندا کی کہ اے مریم غمگین مت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے نہر جاری کی اور سوکھے خرمے کو سرسبز کیا اب بلا توشلخ کھجور کی اور گرائینے اوپر خضراے تازہ کھا اور پی اور پیٹے دیدار سوا آنکھیں کھنڈی پر پھر حضرت مریم نے جبریل سے پوچھا کہ اگر لوگ مجھے کہیں گے کہ یہ بچہ کہاں سے لائی ہو تو میں کیا جواب دوں گی حضرت جبریل نے کہا کہ اگر کسی کو تو دیکھے تو اس سے کہو کہ میں نے واسطے خدا کے بند کی ہو کہ بنی آدم سے آج بات نہ کہو گی اور اس زمانہ میں جیسے طعام تب سے روزہ رکھتے تھے ویسے باتوں سے رکھتے تھے جب بنی اسرائیل نے حضرت مریم کے چلے جانے کی خبر پائی تو اُن کے پیچھے روانہ ہوئے جب مافت طے کر کے آپ کے پاس پہنچے۔

کپڑے اپنے پہنا ڈالے اور سر خاک ڈالنے لگے اور بولے کہ یہ کیا کر رہا ہے تو نے اے ہارون کی بہن یعنی تو ماں سدا  
 ہارون کے عبادت کرتی تھی تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور تیری ماں بھی بدکار نہ تھی حضرت مریم نے اشارہ طرف عیسیٰ  
 کے کیا کہ اس سے پوچھو سب غصہ ہو کر بولے کہ تو ہم سے مسخری کرتی ہے کیونکر ہم بات کریں اڑکے سے کہ جھوٹے  
 میں ہے حضرت عیسیٰ نے حکم خداوند قادر کو بولے کہ میں بندہ خدا ہوں اور خدا نے مجھ کو کتاب دی ہے اور مجھ کو بتی  
 کیا ہے جب یہود نے یہ معجزہ دیکھا تو زبان طعن سے بند کی اور جانا کہ یہ وہ پیغمبر ہے جو انبیاء نے اُسکے آذنی کے  
 بشارت دی ہے اور میری چون نسبت بد کرتے ہیں وہ ہتھان ہے پھر تو حضرت مریم کو کمال غرت اور حرمت سے  
 ساتھ لیکر آئے اور بڑی تعظیم اور توقیر سے رکھا جب حضرت عیسیٰ بالغ ہوئے تب حکم الہی آیا کہ بنی اسرائیل کہتیں  
 دعوت اپنے دین کی کرو پھر حضرت عیسیٰ نے دعوت کی وہ ایمان نہ لانے تھے اور کہتے تھے کہ ہم موسیٰ کا دین ایک لفظ  
 بے پدر کے کہنے سے نہ چھوڑیں گے حضرت عیسیٰ نے دل تنگ ہو کر شہر سے نکلے ایک جماعت دھوبیوں کی دیکھی جو کپڑے  
 دھو رہے تھے اُن سے فرمایا کہ تم کپڑے پاکیزہ کرتے ہو کس واسطے دلوں کو پاک نہیں کرتے کہا کس چیز سے پاک کریں  
 فرمایا کہ لا الہ الا اللہ عیسیٰ نے قبول اللہ وہ سب ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ کے انصار یعنی مددگار ہوئے  
 اور کپڑے مالکوں کو دیکر حضرت عیسیٰ کے ہمراہ ہوئے ایک دن میدانوں کے پاس دریا کے کنارے پہنچے کہ  
 چھبیلوں کا شکار کرتے تھے اُن کو دعوت کی سب ایمان لائے پھر بنی اسرائیل نے کہا کہ یہ پیغمبر کا معجزہ ہے تمہارا  
 معجزہ کیا ہے فرمایا تم کیا چاہتے ہو کہا ایک اڑکا مال کے پیٹ سے نابینا پیدا ہو اسکو بینا کرو حضرت عیسیٰ نے اُسکی  
 آنکھوں پر پھونکا تو بالیہ ہو گیا پھر دوسرے معجزہ چاہا حضرت عیسیٰ نے تھوڑی مٹی ہاتھ پر رکھی اور شکل مرغ  
 کی بنائی اُس میں پھونکا وہ بھی جاندار ہو کر اڑ گیا بعد اُس کے حضرت عیسیٰ نصیبین کو معہ اپنے حواریین کے گئے  
 اور نصیبین ایک شہر تھا کہ وہاں کا بادشاہ بڑا متکبر اور جبار تھا جب متصل اُس شہر کے پہنچے تو حضرت عیسیٰ  
 نے حواریین سے کہا کہ تم میں سے کون شخص ہے کہ شہر کو جاوے اور وہاں ندا کرے کہ عیسیٰ تمہارے شہر کو آیا چاہتا  
 ہے ایک شخص نے کہا کہ میں جاؤں گا نام اُس کا یعقوب تھا بعد اُس کے دوسرے حواری نے جس کا نام  
 ثوبان تھا یعقوب کی رفاقت چاہی اُسکو بھی رخصت کیا اور کہا کہ اے ثوبان تقدیر الہی یوں ہے کہ عقرب  
 تو بلا میں گرفتار ہو گا بعد اُسکے شمعون نے کہا کہ یا روح اللہ اگر اجازت ہو تو میں بھی جاؤں وہ بھی رخصت  
 ہوا شمعون نے شہر کو باہر توقف کیا کہ تم جاکر حضرت عیسیٰ کا حکم بجا لاؤ اگر تم کو کچھ ضرر پہنچے گا تو میں کچھ تدبیر کروں گا  
 اور اُن کے پہنچنے سے آگے دشمنوں نے حضرت مریم اور عیسیٰ کا احوال بری طرح سے مستہزور کیا تھا۔

یعقوب اور ثوبان نے شہر میں آکر آواز دی کہ اے لوگو عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور رسول اللہ تمہارے  
 شہر میں آیا چاہتے ہیں۔ لوگ شکر بہت جمع ہوئے اور پوچھا کہ کس نے تم میں سے یہ بات کہی ہے یعقوب تو منکر  
 ہوا اور ثوبان نے اقرار کیا کہ میں نے ہی ہے اسکو جھٹلایا اور حضرت دیکھ کو بیہودہ باتیں کہیں۔ ثوبان کو بادشاہ کے  
 پاس لیکے بادشاہ نے کہا ان باتوں سے باز نہ نہیں تو تیرے قتل کا حکم دوں گا ثوبان اپنے قول پر ثابت رہا۔  
 بادشاہ نے اُس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر آنکھوں میں سلائی پھر واکر گاؤں کے باہر ڈلوادیا شمعون یہ احوال شکر شہر  
 میں آیا اور بادشاہ کے مصاحبوں سے ملکر ملازمت پیدا کی اور فرصت میں عرض کی کہ امید کہم شہر یار سے یہ ہے  
 کہ اگر حکم ہو تو اُس مبتلا سے ہر احمیت سے چند باتیں پوچھنے میں آویں بادشاہ نے اجازت دی شمعون نے بڑا کر اسکو  
 پوچھا تو کیا بات کہتا تھا اسنے کہا اے روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور رسول اللہ شمعون نے کہا اس بات کو صدق کی کیا  
 دلیل ہے جواب دیا کہ جہاد اور برس کو صحت دیتا ہے شمعون نے کہا یہ بات بلیبیوں سے بھی ہو سکتی ہے اور کچھ دلیل بھی  
 ہے ثوبان نے کہا کہ جو کچھ کہ لوگ اپنے گھروں میں کھاتے ہیں یا ذخیرہ اور پوچھ رہے ہیں اسکی خبر دیتا ہے شمعون  
 نے کہا یہ تو فضل کا ہنوں اور بخومیوں کا ہے کچھ اور علامت بھی ہے کہا مٹی سے مٹی بنا کر اُس میں پھونکتا ہے وہ زندہ  
 ہو کر اُٹھتا ہے شمعون نے کہا یہ فعل تو جادو گروں کا سامعہم ہوتا ہے کوئی اور حجت بھی ہے ثوبان نے کہا خدا  
 کا حکم سے مرد کو زندہ کر دیتا ہے شمعون نے بادشاہ سے کہا اب یہ سکین قابو میں آیا ہے کہ اُسے اعظم کا دعویٰ کیا ہے کہ  
 یہ کام سوائے خدا کے یا اُس کے رسول کے دوسرے سے نہیں ہو سکتا اب صلاح یہ ہے کہ عیسیٰ کو بلا دیں اگر اُسے اس بات  
 سے انکار کیا تو اس شخص کو اس سے زیادہ عذاب فرماؤ اور اگر عیسے مرد کو زندہ کر دے اگرچہ یقین تو نہیں تبسایا  
 لاویں اس واسطے کہ مردوں کا زندہ کرنا دلیل قاطع ہے کہ وہ نبی ہے بادشاہ کے تیس شمعون کی بات پسند آئی اور حضرت  
 عیسے کے بلایا حکم دیا اور شمعون سے کہا کہ تم حضرت عیسیٰ کے ساتھ باتیں کرو شمعون نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ یہ آدمی  
 تیرا بھیجا ہوا جو ہمارے بادشاہ کے غضب میں گرفتار ہے گواہی دیتا ہے کہ رسول خدا کا ہے کہ اسے پھر شمعون نے  
 کہا کہ یہ گمان کرتا ہے کہ تو مجذوم اور بزدل کو تندرست کر دیتے عیسیٰ نے فرمایا کہ یہ گمان اُس کا درست ہے پھر شمعون  
 نے کہا یہ بات تو متفر پاتی ہے کہ اگر تم یہ باتیں جو ثوبان نے کہی ہیں نہ کر سکو گے۔ تو تم کو تمہارے یاروں سمیت ہم  
 ہلاک کریں گے حضرت عیسے نے فرمایا اچھا شمعون نے کہا پہلے تو اپنے یار کو تندرست کر دے حضرت عیسے نے  
 ثوبان کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے بند ملا کر ہاتھ اپنا آپر پھر خدا کی قدرت سے جیسا تندرست تھا ویسا ہی ہو گیا  
 اور انہیں بھی اچھی بنا ہو گئیں شمعون نے کہا اے بادشاہ ایک نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے پھر

پھر شمعون نے حضرت عیسیٰ سے التماس کی کہ بتاؤ تو اس مجلس کے لوگوں نے رات کو کیا کھایا ہے حضرت عیسیٰ نے ایک ایک کو بیان کر دیا کہ تو نے رات کو فلاں چیز کھائی ہو اور فلاں چیز خیرہ کر رکھی ہے پھر شمعون نے کہا کہ بیتیر اھیجا ہوا آدمی گمان کرتا ہے کہ تو مٹی کا مرغ بنا تا ہے اور وہ جاندار ہو کر اڑ جاتا ہے حضرت عیسیٰ نے کہا اچ بھتاؤ ملکوں کا مرغ مطلوب ہے سبھوں نے کہا تاش بینی داگل بناؤ حضرت عیسیٰ نے مٹی کی داگل بنائی اور دم عیسیٰ اُس پر چھوڑا وہ اُنکے روبرو زندہ ہو کر اُن نے نگاہ اُس کے بہت بھاری بھاری مڑیوں کے فیض اُنکے دم مبارک سے تندرست ہو کر چلنے پھرنے لگا۔

التماس کی کہ اب مردیکو زندہ کرو حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ جس مرد کو تم مقررہ کرو میں خدا کے فضل سے اُس کو جلا دوں گا۔

شمعون نے التماس کیا کہ سام بن نوح کو جو چار انتہار ادا ہے زندہ کرو تو آپ کے انعام شریف کی برکت کو بعید نہیں۔

عرب الم جمع ہو کر حضرت سام کی قبر پر گئے حضرت عیسیٰ نے وہ کویت نماز پڑھی اور خدا سے دست بستہ دعا ہوئے بعد اُس کے سام کو پکارا تب قبر اُٹھی خاقِ آسمان زمین کے حکم سے پھٹی اور ایک سفید ریش اور سفید سر پہرایا۔ اور جو ابلیس ایک یارِ روح اللہ سام نے قوم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو یہ عیسیٰ بیٹا میرے صدیق کا ہے اور روح اللہ ہے تم اُس کی نبوت مانو اور ایمان لاؤ پھر حضرت عیسیٰ نے سام سے پوچھا کہ تمہارے عہد میں تو بال سفید نہیں ہو تو تمہاری داڑھی کیوں سپید ہو جواب دیا جب میں نے تیری آواز سنی تو مجھ کو گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوئی۔ اُسکی ہیبت سے میرے بال سپید ہو گئے پھر حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ ملکوتی برس ہوئے کہ تم نے وفات پائی ہے بے گناہ ہزار برس حضرت عیسیٰ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں کہ چند مدت پھر دنیا کی ہوا لو سام نے کہا کہ آخر پھر موت کا شربت چکھنا پڑیگا اور ابھی تک پہلی ہی مرتبہ کی تلخی سکرات میرے حلق میں باقی ہے میں زندہ گاؤں دیناے فانی کی نہیں چاہتا تم دعا کرو کہ میں بدستور جوار رحمت الہی میں پہنچوں حضرت عیسیٰ نے دعا کی۔ وہ پھر بدستور سابق قبر میں تشریف لیگئے اور زمین برابر ہو گئی اور اس بھرے کی برکت و تمام لوگ شہ نصیبین کے حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے وہ بیان مائدہ کے نازل ہونے کا۔ نازل ہونا مائدہ کا غراب واقعات سے اور عجائب معجزات سے ہے کیفیت اُسکی لیون ہے کہ اکثر اوقات حواریں خاص اصحاب حضرت عیسیٰ کے ہمراہ رہتے تھے اور دوسرے آدمی بھی رکابِ سعادت میں سعادت اندوز تھے ایک روز لوگ سفر میں بھوکے ہوئے اور حواریں سے کہا کہ تم حضرت عیسیٰ سے عرض کرو کہ حق تعالیٰ یہ بات کر سکتا ہے کہ خوانِ آسمان سے نازل کرے حواریں نے اس بات کو سببِ اذقیاس سمجھ کر چند بار انکار کیا آخر اُنکی تاکید سے حضرت عیسیٰ کی حضور میں یہ حال عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ اگر تم مومن ہو۔ تو خدا سے ڈرو اور شک کی بات مت کرو لوگوں نے عرض کی کہ ہم قدرتِ خدائی سے منکر نہیں ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں

کہ اُس سے کھاویں، چھوڑ دو لکوا طہینان ہو اور یقین ہمارا تمہارے صدق قول پر زیادہ ہو جب نضر و زاری زیادہ  
 ہوئی تب حضرت عیسیٰ نے دو رکعت نماز پڑھی اور خُلع سے سوال کیا کہ اے اللہ تو نازل کر ہم پر ایک مانند اسمان سے  
 کہ اتنا اُس کا ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر روزِ عید ہو اور تیری طرف سے نشانی نبوت کی ہو۔ نصیب کر تو ہمارا  
 کو تو سب راقوں سے بہتر ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارا نازل کروں گا۔ لیکن جو کوئی بعد اُس کے کفرانِ نعمت  
 کریگا تو میں اُس کو عذاب ایسا کروں گا کہ کسی کو عالم میں ایسا عذاب نہ کیا ہوگا بعد اُس کے ایک خوان سب کے روبرو  
 آسمان سے زمین کی طرف متوجہ ہو کہ پیچھے اوپر اُس کے دو ٹکڑے ابر کو تجھے آہستہ آہستہ اتر کر حضرت عیسیٰ کا روبرو ٹھہرا دے گی  
 خوشبو سے لوگوں کو دماغ مسطر ہو گئے حضرت عیسیٰ نے بعدِ حجابہ شکر کے حواریں سے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے بڑا نبی بخت  
 ہو خدا کی قدرت پر اُس کو بھروسہ ہو وہ خوان کا سر پوش اٹھاؤ اور حواریں نے عرض کی کہ ہم سے آپ اولیٰ اور احق ہیں  
 پھر حضرت عیسیٰ نے بِسْمِ اللہِ حَیْرًا لَّا اِذِیْنِ کہ روئے سر پوش اٹھایا اور ایک عالمِ نظارہ کرتا تھا وہ خوانِ زرخ کا  
 تھا اور چار اُس کے پائے تھے اور نیچے اُس کے ایک سُرخ سفرہ تھا اور سفرے پر ایک مچھلی تھبی ہوئی تھی کہ جیسے کانٹے  
 نہ تھے اور روغن اُس سے چمکتا تھا اور اُس پاس سولہ سن اور گندہ کے سب ترکاریاں تھیں اور ٹھوڑا سکہ سیر کیا اُس  
 نمک پاؤں کے پاس رکھا تھا اور پانچ گدے روٹیوں کے اور زیتون اور پانچ انار اور کئی خرے اُن گروہ پر رکھے  
 تھے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ بسم اللہ کرو اور صلائے عام اور ندائے فرحت انجام سب کو دی غنی اور فقیر اور تندرست  
 اُس خوان الوانِ نعمت پر حاضر ہوئے جس بیمار نے کھایا وہ تندرست ہوا اور جس نابینا نے کھایا وہ بینا ہوا اور  
 سیر ہوئے اور طعام جتنا کہ تھا کچھ کم نہ ہوا پھر آسمان کو اٹھ گیا اور بعد اُس کے ہر روز صبح کی وقت اُترتا تھا اور روزِ  
 کی وقت اُٹھ جاتا تھا اور دنیا کے لوگ اطراف و جانب سے آتے تھے بعد اس کے حکم خدا نازل ہوا کہ میرا خوان میں سے  
 غریب اور مسکین اور یتیم اور مریض کھاویں غنی نہ کھاویں یہ بات غنیوں پر سخت گندی بھنے ہو کہ یہ خوان خالی نہیں ہے  
 اور بھنے ہوئے کہ آسمانی نہیں اس طرح کے شک کی باتیں اور کفرِ نعمت کرنے لگے حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں اہل انکار  
 اور کفرانِ نعمت پر بموجب وعدے کے عذاب نازل کرتا ہوں حضرت عیسیٰ نے اُن لوگوں کو خبر دی صبح کو جو اپنے  
 بھینوں سے اٹھے تو چار سو سیاست سو آدمی سور کی شکل ہو گئے اور گلی کو چوں میں مارے مارے پھرتے تھے اور  
 گو کھاتے تھے حضرت عیسیٰ کے روبرو آنکر سر زمین پر رکھتے تھے اور آتشواٹھکوں سے جاتے تھے لیکن وقتِ علاج  
 کا گزر چکا تھا اس پشیمانی نے فائدہ نہ دیا اور تین دن کے بعد جہنم کی راہ لی، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ

بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کا

راویان معتمد نے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ایک بادشاہ گردکش ظالم سرکش تھا حضرت کو حکم الہی ہوا کہ اسکو اپنے دین کی دعوت کریں ایک روز حضرت عیسیٰ نے جا کر مجلس عام میں اُس بادشاہ کو نصیحت کی۔ کہ میں پیغمبر خدا کا ہوں اور مجھ پر خدائے کتاب انجیل بھیجی ہے اور مومنوں کے دین کو نسخ کیا اُنکے دین کا بعض حکم موقوف کیا اب تم میرا دین قبول کرو اور مومن بنو گے اور اُس چھوڑ دو اُس ظالم ناپاک نے اس بات سے انکار کیا اور حضرت عیسیٰ کے قتل پر لوگوں کو تیار کیا حضرت عیسیٰ رُو پوش ہو گئے اور اپنے حواریں کو بلار وصیت کی کہ بعد میرا ایک نبی اُمّی عربی زمین تھا میں پیدا ہوں گا قوم قریش سے کہ علما اُسکی اُمت کو مانند انبیاء ہونگے اپنی اولاد کو بطناً بعد بطن وصیت کرتے جاؤ کہ جو کوئی اُسکو پاوے اُسپر ایمان لاوے اور سب طرح کی وصیتیں کیں بعد اُسکے اُنکے ایک حواریں میں سے منافق ہو گیا اُسے حضرت کو پوشیدہ ہوئی خبر بادشاہ کو دی راکھو ناگہان بادشاہ کے لوگوں نے اُن کو حضرت کو گرفتار کیا اور ایک مکان میں قید کر کے چاروں طرف سخت چوکی رکھی صبح کی وقت حضرت عیسیٰ کی دواستل ایک مکان میں ہوئی کھڑکی کی اور یہودی اور دوسرے گمراہوں کی جماعت بے نہایت جمع ہوئی تھتھالے ذہبائیل کو بھیجا وہ اس مکان کی چھت توڑ کر حضرت عیسیٰ کو آسمان پر لے گئے اور جب آفتاب نکلا تو یہودیوں نے ایک شخص کو اُس مکان کے اندر حضرت کے نکلنے کو بھیجا تو اُس نے حضرت عیسیٰ کو وہاں نہ پایا اور اللہ تعالیٰ نے اُسکی شبیہ اور صورت مانند عیسیٰ کے کر دی اُس نے کہا کہ میں نے تو عیسیٰ کو بہت ڈھونڈا اپنایا لوگوں نے کہا کہ عیسیٰ تو تو ہی ہے اب تو چاہتا ہو کہ اپنے جادو سے کوئی فریب تازہ اٹھاوے وہ چند تھیں کھاتا تھا کہ میں وہی ہوں جو اُس کے لینے کو اندگیا تھا انہوں نے اُسکی بات نہ سنی اور فی الفور سو لی پر دھڑکھٹے سے لٹکا دیا جب بہت دیر تک انتظار کیا اور اپنے یا لٹکا پتا پایا اندر جا کر دیکھا وہاں کوئی بھی نظر نہ آیا پھر آپس میں بولنے لگے کہ اگر یہ شخص عیسیٰ ہے تو ہمارا یار کہاں ہے؟ اور اگر ہمارا یار ہے تو عیسیٰ کہ صر ہے غرض یہ ہے کہ وہ ایسے شبہ میں رہے کہ قیامت تک شعبان کا نہ ٹیگنا جب حضرت عیسیٰ آسمان پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے طبیعت بشری اُسکی دور کی اور ملائکہ کی طبیعت عنایت کی آخر زمانہ تک فرشتوں میں رہینگے جب امام مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوینگے اور دجال نکلیگا تب حضرت عیسیٰ خدا کے حکم سے مکہ میں اترینگے نماز صبح کا وقت ہوگا اور منادی غیب ندا کریگا کہ ہذا عیسیٰ ابن مریم روح اللہ کلمۃ اللہ لوگ بڑی خوشی سے کعبہ سے اترینگے حضرت امام مہدی اُنسے کیسنگے کہ آپ امامت کی وہ فرماوینگے تم لگے ہو کہ آج کے دن تمہاری شریعت کے مطابق کریں گے بعد اُسکے چالیس برس دنیا میں رہینگے اور شادی کریں گے اور اولاد پیدا ہوگی اور دین محمدی کے دشمنوں سے لڑائی کریں گے اور اُنکے عدسے بکری اور بھیڑ پادریں



اور نگاہ ایک جگہ پانی پینے کے لیے جب عالم بقا کو تشریف لے جائیں گے تو مسلمان اُن کا جنازہ تیار کر کے حضرت عائشہ  
 کے حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین کے ساتھ مدفون کریں گے \*  
**ذکر مبارک سید المرسلین و خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا**  
 اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے اول اللہ تعالیٰ نے میرا  
 نور پیدا کیا ہے اور تمام موجودات کو عرش سے فرش تک میرے نور سے پیدا کیا ہے کعب الاحبار سے روایت ہے کہ  
 جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو فوراً محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکی پیشانی میں رکھا۔ جب  
 حضرت شیت پیدا ہوئے تو وہ نور انکی پیشانی میں چمکا اور اس نور کی نگہبانی کا عہد نامہ حضرت شیت سے  
 اس مضمون کا لیا کہ اس نور کو سولہ بی بی پاک کے مرت سونو اور تابوت سکینہ کہ جس میں انبیاء کی تصویریں تھیں  
 واسطے تلی حضرت آدم کے بہت سے بھیجا تھا اُن کو سونپا کہ تم اپنی اولاد کو نسل ابجد نسل اور بطن ابجد بطن سچو  
 جاؤ چنانچہ یہ طریقہ حضرت شیت کے وقت سے انکی اولاد میں جاری رہا اور دامن طہارت اس بنی پاک  
 کے آبا اور اجداد کا زنا کاری اور نابکاری سے آلودہ نہ ہوا بعد اُس کے حضرت نوح سے وہ نور سام کو ملا۔ اسی طرح  
 نقل پاتے ہوئے حضرت ابراہیم کی پیشانی میں ظہور کیا پھر حضرت اسمعیل سے انکی اولاد کی طرف انتقال پاتے  
 ہوئے عبدمناف میں آچکا اور عبدمناف کے چار بیٹے تھے عبد الشمس اور ہاشم اور مطلب اور نوفل ہاشم  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی انہیں کے پوتوں میں ہیں ہاشم  
 عبدمناف کی مسند پر بیٹھے سقاہ حجاج کی یعنی پانی پلانا حاجیوں کو اور تولیت زعفران کی اور نجی کعبے کی انہیں کے  
 پاس تھی اور سخاوت اور علو بہت میں اپنے زمانے میں بے نظیر تھے پھر انکے بعد ریاست کے کی عبدالمطلب کو ملی۔  
 عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ فلان نے مقام میں کھودو وہاں چاہ زعفران نکلے گا تب عبدالمطلب نے نذر کی کہ اگر میری  
 خواب سچی ہو اور مجھ کو خدا دل بیٹے دے تو ایک بیٹے کو قربانی کروں گا جب اُس مکان کو خواب میں جس کا نشان  
 معلوم ہوا تھا کھودا تو چاہ زعفران چشمہ آب حیات کے پیدا ہوا اور سوتلواریں اور سوزر میں اور دو صورتیں طلائی  
 ہر تون کی قوم جو ہم کی رکھی ہوئیں نکلیں سپرد اقوام عرب نے اُن کے لینے کا زور لگایا پھر عبدالمطلب کو خدا  
 نے اُن پر غالب کیا جب واسطے ایفائے نذر کے قرعہ ڈالا تو عبد اللہ کے نام پر جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے باپ تھے پڑا یہ بات عبدالمطلب پر اور تمام قبائل عرب پر بہت دشوار گزری اس واسطے کہ نور محمدی کے  
 سبب سے ہر ایک شخص اُن کو محبوب رکھتا تھا آخر بعد مشورت کے یہ بات ٹھیکری کہ اُس زمانے میں ایک عورت

جب کا نام شجاع تھا اور بڑی کاہنہ تھی اُس سے پوچھو سب لوگوں نے اُسکے پاس یہ ماجرا بیان کیا۔ اُس نے کہا۔ دس اونٹ جو غونہا ایک آدمی کی سے عبداللہ کے مقابلہ میں رکھ کر قرعہ ڈالو اواسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے جاؤ جب قرعہ اونٹوں پر پڑے تب اُن کو عبداللہ کے عوض فدیہ دو اور صدقہ کرو القصد جب نوبت تلو اونٹوں پہنچی تب قرعہ اونٹوں کے نام پر پڑا عبداللہ نے بہت خوشی سے اونٹوں کو قرعہ پانی کر کے ایٹھے نذ کی کچھ تو عہد المطلب عبداللہ کی بہت تربیت کرتے تھے جب بالغ ہوئے تو انکی شادی آمنہ بنت وہب بن عبداللہ بن النان کے ساتھ کی عبداللہ کے حسن و جمال کی آواز تمام قیدیہ حجاز میں پہنچی تھی اور اکثر اعلیٰ عرب اپنی بیٹیاں دینے کا پیغام عبداللہ کے کرتے تھے اور قوم کی عورتیں سبب نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو عبداللہ کی پیشانی میں جلوہ مار رہا تھا کمال آرزوے دیدار سے ہر سراہ بٹھی تھیں اور تجھانے میں جلتے تو بتوئے آواز آتی۔ کہ لے عبداللہ یہ نور جو تیرے چہرے پر چمکتا ہے ہماری خرابی اسی سے ہوگی زہا زہا زہا ہمارے نزدیک است ہو جب بی بی آمنہ اُس نور پاک کی حامل ہوئیں اور عبداللہ اپنے باپ کے حکم سے ملک شام کو واسطے تجارت کے گئے پھر وقت بیمار ہو کر مدینے میں اپنے باپ کے اقرباؤں میں ٹھہرے اور مدینہ میں وفات پائی کیوں نہ ہو۔ ذات سرور عالم کی دنیا کے صاف میں در شہوار تھی تب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ فدیہم اس عالم میں آوے کوئی اُس کی بہانہ جانے بہت ہو محب جس کا خالق عالم ہے پھر تیمی کا اُس کو کیا ہو غم؟

ذکر مبارک حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تولد ہونے کا

حضرت آدم کی وقت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک ہر ایک عہد میں جو پیغمبر پیدا ہوتے تھے وہ اپنی آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور فضائل بیان کرتے تھے اور جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر نازل کیں اُن میں علامات اور شائل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن انبیاء کو واقع کیا ہو اور اکثر ان کتاب نے یہ امر مسلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے سب سے نکلنے کے گئے تصدیق انکی پیغمبری کی کی ہے اور بن دیکھو اُس رحمۃ للعالمین کے ساتھ بیعت کرنے کی تاکید میں کی ہیں اور وصیت نامے لکھے ہیں یہ احوال تو ریت اور انجیل میں اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں موجود ہیں اور کائنات عرب کی نقلیں اور جناب کی خبریں نبوت کے اثبات معتبر کتابوں میں موجود ہیں۔ اگر بیان میں آویں تو یہ رسالہ دفتر عظیم ہو جاوے مگر واسطے قوی ہونے اعتقاد اہل اسلام کے جو علامتیں کہ وقت تولد میں ظاہر ہوئیں ہیں لکھنے میں آتی ہیں۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ حمل کی مدت میں ہرگز حمل کے بوجھ

بوجھ سے میں واقف نہیں ہوئی۔ اور اچھے اچھے لوگ مجھ کو خواب میں کہتے تھے کہ تو عالم ہر شفیع المذنبین اور رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے جب فرزند تولد ہو تو نام رکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھو اور حضرت کی ولادت کی رات میں تمام بت سرنگوں ہو گئے اور شیطان کا تخت اٹک گیا۔ اور خبریں آسمان کی جو شیاطین لاتے تھے سو موقوف ہو گئیں اور نو شیر والے محل کے چودہ لنگورے گر پڑے اور نر اربس کا آئینہ فارس کا بچہ گیا۔ آمنہ کہتی ہیں کہ میں اُس رات اول میں اکیلی تھی کہ نشانیوں وضع محل کی نمود ہوئیں اور طبیعت میری نہایت خشک تھی اسوقت غیب سے کئی پاکیزہ بیبیاں آئیں اور بڑی اُلفت سے مجھ کو شربت پلایا اور فاطمہ ثقیف کہتی ہیں کہ اُس رات میں جو آمنہ کے پاس آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ طبق نور کے آسمان سے اُترتے ہیں اور گویا تاری زمین پر اتر کر ہم پر ناز ہوتے ہیں جب بدن مبارک حضرت کا زمین پر پہنچا تو ایک آواز آئی یَحْمَدُ رَبَّکَ یا حَمْدُکَ اور ایسا نور چمکا کہ تمام مشرق اور مغرب نظر آنے لگا آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک آواز سنی کہ اس ہوود منیف کو تمام عالم کو گرد پھراؤ بعد ایک لمحے کے میں نے اُنکو پایا کہ ایک حریر میں لپیٹ کر کہ جس سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہے۔ میرے سامنے رکھ دیا اور صبح بات یہ ہے کہ آنحضرت ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے عبدالمطلب نقل کرتے ہیں کہ میں اُس رات کہے میں تھا کہ یکایک کعبے کی چار دیواریوں نے سجدہ کیا اور بیت اللہ میں سے آواز گبیر کی آئی اور بیل جو بڑا بخت تھا گر پڑا اور صفامرہ کے پتھر پیچھے اونچے ہونے لگے وہاں سے جو آمنہ کے گھر آیا تو معلوم ہوا کہ سارہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلوع کیا میں خدا کا شکر بجالایا پھر عبدالمطلب آنحضرت کو گود میں اٹھا کر کہے میں بیگنہ اور شکر میں اُس نعمت کے اثار پڑے پھر وہاں سے لا کر آمنہ کے حوالے کیا نقل ہے کہ حضرت کے تولد کی خوشخبری ثویب نے ابوہب کو پہنچا اُس نے یہ مژدہ سن کر ثویب کو آزاد کیا اس واسطے کتاب معتبر میں لکھا ہے کہ حضرت عباس نے ابوہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اُس نے کہا کہ عذاب الیم میں گرفتار ہوں مگر دوشنبہ کی رات جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشخبری سن کر لوٹا میں آزاد کی تھی حضور پانی پینے کو ملتا ہے جانا چاہیے کہ بعد بالیس برس حکومت نو شیر والے کے پچھلی رات میں شروع ایام بغیر میں بارہویں تاریخ ربیع الاول دوشنبہ کی رات اُس سرد عالم پناہ شگافندہ ماہ اور محبوب خاص الہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدوم میں منت لزوم سے حرم کو محترم کیا صلے اللہ علیہ والہ وسلم و شرفہ کرم

ذکر مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دو بیبیاں انیکا اور حلیمہ کے والی ہونے کا عرب میں دستور تھا کہ ہر برس میں دو بار عورتیں شیر دانے میں آن کر لڑکوں کو لیکر اپنے مکان کو جاتی تھیں جب

میت دودھ پلانے کی پوری ہوتی تھی تو مکے میں لڑکوں کو ماں باپ کے پاس پہنچا کر انعام و اکرام سے کراہنے مکان کو جاتی تھیں اتفاقاً اُس برس میں بنی سعد کے قبیلہ کی عورتیں مکہ میں آئیں انہیں حلیمہ سعدیہ ابو ذؤبیہ کا قبیلہ آیا اور اُس سال اُنکے مکہ میں قحط تھا حلیمہ اور اُس کا خاوند ایک قبیلے سے گدھ پر اور ضعیف سی اونٹنی پر سوار ہو کر چلے تھے بڑی مصیبت سے مکہ میں پہنچنے قافلہ کی عورتوں نے آگے سے پوچھا کہ مقداد والوں کے پیچھے لے لئے اور محمد بن عبداللہ کے لینے کو کوئی ارادہ نہ کرتی تھی۔ اس واسطے کہ وہ یتیم تھے۔ اور انعام و ایشیوں کا باپ سے تعلق رکھتا تھا حلیمہ نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں تو خالی وطن کو بخاؤنگی اگر تیری صلاح ہو تو ابو طالب کے بیٹے کو کہ جس کی پیشانی سے نور برکت چمکتا ہے بچلیں وہ خاوند کو راضی کر کے آمنہ کے پاس لے گئی اور اُن کی زبانی وہ کراہتیں اور خوبیاں جو اُن اور تولد میں دیکھی تھیں سن کر بڑی خوشی سے لیکر خاوند کے پاس آئی۔ اور احوال جو آمنہ سے سنا تھا سنا یا ابو ذؤبیہ خوش ہوا اور حلیمہ سے نقل ہے کہ تم پروردگار عالم کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چچاتی سے میری پیٹ بھر لیا اور دوسری چچاتی سے اُس نے کبھی دودھ نہ پیا یا بالہام الہی رضاعی بہا کا حق سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے اور میری اونٹنی کا بھی اتنا دودھ ہوا کہ ہم دو نو پیٹ بھر لیتے تھے پی کر۔ اور اُس لڑکے کے آتے ہی ایسی برکت ہم پر ظاہر ہوتی۔ اور حال آسودہ ہو گیا کہ قافلہ کی عورتیں ہم پر رشک کرتی تھیں اور پھر تے وقت میرا گدھا سارے قافلہ کے گدھوں کا سالار ہو کر سب آگے چلتا تھا اہل قافلہ دیکھ کر حیران ہوتے تھے جب وطن پہنچے تو ہماری اوقات بڑے آرام سے گزرنے لگی اور تمام قسم کی بکریوں میں سوائے پوست اور ہڈی کے گوشت باقی نہ تھا دودھ تو کہاں؟ اور ہماری بکریاں دودھ ہمارے پاس نہ بھر دیتی تھیں لوگ بسبب حرص کے ہماری بکریوں کے ساتھ چراتے تھے اُن کا مال پامال رہتا تھا اور ہماری بکریوں کے تھن دودھ سو مالال دو برس کے عرصہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے توانا ہوئے کہ چار برس کا لڑکا اٹا قوسی چپتہ نہ ہوا تھا جب دودھ پلانے کے دن پورے ہوئے تو ہم اُن کو مکہ میں لائے پر دل اسکی جدائی سے ٹکڑے ہوتا تھا کہ کی آپ دہو کے فساد اور ہار کا حیدر کہ بی بی آمنہ سے اجازت لیکر پھر وطن کو لے آئی ایک روز حضرت نے کہا کہ یہ میرے بھائی دن کو بکریاں چرنے جاتے ہیں میں اکیلا رہتا ہوں مجھ کو بھی اُن کے ساتھ دیکھا کرو چنانچہ دو چہینے تک حضرت بھی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرائیں جو مکہ میں تشریف لیجاتے تھے ایک روز اُن کا رضاعی بھائی روتا ہوا آیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو آدمیوں نے پکڑ کر زمین پر گرایا اور اُس کے پیٹ کو پیر ڈالا حلیمہ اور اس کا خاوند روتے چلاتے جو وہاں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے

بیٹھے ہیں جلیہ کو دیکھ کر مسکرائے اُس نے دوڑ کر چھاتی سے لگایا اور احوال پوچھا تو فرمایا کہ دو مرد سپید پوش نے  
 مجھ کو گرایا اور میرا سینہ چیر کر دل کو نکال کر خون سیاہ کے چند قطرے باہر کئے اور ایک آدمی نے برف کا پانی آٹا یہ  
 میں لیکر میرے دل کو دھویا پھر سینے میں رکھ کر یہ سپرٹ کو سیاہ کچھ بھی درو مجھ کو نہیں معلوم ہوا پھر تو جلیہ اور لکڑی  
 خاندان دے کہ اس لڑکے کا عجیب حال ہے ایسا نہ کہ کچھ حادثہ ہو جاوے کہ ہم سے اُس کا بندوبست نہ ہو سکے اگر  
 واسطے حضرت کو اُن کی والدہ کے پاس پھر کے میں پہنچائے جب حضرت کی چھ برس کی عمر ہوئی تو بنی آمنہؓ  
 حضرت کو لیکر مدینہ میں اپنے رشتہ داروں کے گھنے کو آئیں چند روز رہ کر پھر تیوقت ابو انام گاؤں میں یہاں پہر  
 دار البقا رہا یہیں پھر ام امینؓ جو حضرت کی اُمّی تھیں اُن کو ساتھ لیکر مکہ میں لاکر عبدالمطلبؓ کو سونپا جب  
 سات برس کے ہوئے تو عبدالمطلب کو پیغام موت کا آیا تب مرض الموت میں سب بیٹوں کو جمع کر کے وصیت  
 کی اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت ابو طالب کو سونپی اور آپؐ اپنی زندگی کافی مستعانا لاکر حقیقی  
 کو سونپ کر راہ فداہ کے مسافر ہوئے پھر تو ابو طالب نے حضرت کی تربیت پر کمر باندھی اپنے فرزند سون زیادہ  
 محبت کرتے تھے جب حضرت بارہ برس کے ہوئے تو ابو طالب نے شام کی طرف کا ارادہ کیا اور چاہا کہ  
 حضرت کو مکان پر چھوڑ کر جاویں حضرت نے فرمایا کہ تم مجھے یہاں چھوڑے جاؤ ابو طالب نے یہ کلام جاگذا نہ سکر انکو چھاتی  
 سے لگایا اور اپنے ساتھ لیکر شام کے قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے جب ہر بصر وچھ کو س رہا تو ایک گاؤں میں مقام  
 کیا وہاں ایک صومعہ یعنی عبادت خانہ تھا کہ امینؓ بھیر انام راہبؓ ہوتا تھا اور آسمانی کتابوں سے واقف تھا  
 اُسکو معلوم تھا کہ پیغمبر آخر الزمان اس صومعہ کے پاس بیر کے درخت کے تلے آئینگے جب قافلہ گھاٹی سے اُتر کر  
 نمودار ہوا بھیرانے دوسرے دیکھا کہ ابراہیمؑ کا کٹا اُس خیر لوار کے سپر سایہ کرتا ہے اُسکو یقین ہوا کہ یہ وہی پیغمبر  
 ہے جب قافلہ اُن کو اُترا تو بھیرانے انکی دعوت کی اور اپنے خادم کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اے اہل مکہ آج تم سب  
 لوگ اس فقیر خانہ میں تشریف لاؤ اور میری دعوت قبول کرو اُن لوگوں نے آپس میں کہا کہ آگے جو قافلہ آتا  
 تھا تو راہب بھی التفات بھی نہ کرتا تھا اب اس تپاک سے ضیافت کرینا کیا سبب ہے بہر حال یہ سب لوگ تو  
 ضیافت کھانے کو گئے اور حضرت کو سبب صغیر کے مکان پر چھوڑ کر آئے چند لوگوں کے منہ دیکھ کر آئینہ  
 جمال محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آیا۔ حیران ہو کر پوچھا کہ کوئی اور بھی تمہارے ساتھ دالوں سے باقی ہے  
 کہا ایک نو عمر لڑکے کو مکان پر چھوڑ کر آئے ہیں راہب نے ابو طالب سے کہہ کر حضرت کو بھی بلوایا بھیرانے دیکھتے ہی  
 نبوت کی نشانیوں سے پہچانا اور بہت تعظیم اور تکریم سے بٹھایا بعد کھانے کے ابو طالب سے کہا کہ تم



یہ تماشا دیکھ کر مشتاق ہو کر کہنے لگی کہ خدا کرے یہ دونوں سا فریضے مکان پر اتریں جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرو آپہونچے۔ اور اُس نے جو کچھ احوال مرغوں کے سایہ کرنیکا اور طعام میں برکت ہونیکا اور نسطور کی تعریف کرنے کا سنا اور دیکھا تھا کہ سنایا خدیجہ کے دل میں محبت سیال مسلین مہ کی راسخ ہوئی اور ارادہ نکاح مصمم کیا ہر چند کہ اشرف قریش بسبب حسن اور شرافت اور مال کے خدیجہ کے نکل جانے کے لیکن تقدیر ازل ہی اُس بی بی کے نصیب میں تھی کہ یہ سعادت دارین اُس کو ملی بعد دو مہینے کے اس سفر سے خدیجہ نے ایک عورت کو رازدار اپنا بنا کر بھیجا اُس نے حضرت کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے تجھ کو جمال ظاہر اور کمال باطن عنایت کیا۔ تو کس واسطے نکاح نہیں کرتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب مان نکاح کا بالفعل ہو جو نہ ہو اُس عورت نے کہا۔ کہ اگر کوئی بی بی صاحب حسب نسب پیدا ہوا اور یہ سب پار اپنے اوپر اٹھائے۔ اور اپنا مال و جمال تیسرے نذر کرے۔ تو تو قبول کرے گا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون ہے۔ کہا وہ خدیجہ خویلد کی بیٹی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ اس کام میں کس کو وسیلہ کروں۔ وہ بولی کہ میں اس مہم کی درستی کرونگی اور اس سہیلہ کو وصل دیکر مستحکم بناؤنگی۔ جب خدیجہ نے یہ مشورہ سنا تو ورقہ بن نوفل کو حضرت کے پاس بھیجا اور کہلایا اپنے اقربا میں سے جو صاحبان غرت ہیں ان کو بھیجو حضرت حمزہ تشریف لیگئے اور یہ بات تقریر پائی۔ پھر ابوطالب اور ارکان قوم حاضر ہوئے اور خطبہ نکاح کا کمال فصاحت اور بلاغت سے پڑھا۔ اور ہر موجد کے ضامن ہوئے اور طرف ثانی سے ورقہ بن نوفل نے نہایت سلاست اور لطافت سے خطبہ سنایا بعد اُس کے ایجاب قبول کا صیغہ عمل میں آیا پھر ابوطالب کو رسول اللہ کی فراغت معیشت سے فرحت حاصل ہوئی جب حضرت کی پینتیس برس کی عمر شریف ہوئی تو قریش نے کعبہ بنانے کا ارادہ کیا سبب اُس کا یہ تھا کہ حضرت ابراہیم کی تعمیر میں کعبے کی چھت نہ تھی بلکہ صرف چار دیواری تھی اور ریل کے پانی سے بنیاد دیواریوں کی کسرت ہو کر گرنے کے قریب آپہونچی تھی اتفاقاً ان دنوں میں ایک عمدہ جہاز روم کا جہے کے پاس آنکر ٹوٹ گیا قریش نے یہ خبر سنا غنیمت جانا اور ولید بن مغیرہ نے جد سے میں جاکر اُس جہاز کی لکڑیاں خریدیں کاریگروں کو جمع کیا۔ اور چھت بنانے کی تجویز کی اوریوں مقرر کیا کہ موافق حضرت ابراہیم کے بنا کے بناویں کم و بیش نہ کریں لیکن خرچ نے وفانہ کی کہ موافق بنائے ابراہیم کے تیار کریں ناچار ہو کر حطیم کو اُس بناسے نکال ڈالا۔ چنانچہ آج تک حطیم کعبے سے باہر ہے اور طواف کرتے وقت حطیم کو درمیان میں لیکر طواف کرتے ہیں پھر چاروں طرفوں کو

قبائل عرب تقسیم کر کے بنانا شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں چھپتے میں سب کے ساتھ شریک رہتے تھے جب حجر اسود رکھنے کا وقت آیا تو قوم قریش میں مخالفت ہوئی ہر ایک چاہتا تھا کہ یہ سعادت ہم حال کریں ہر ایک اپنی فضیلتیں بیان کرتے تھے اور جنہیں قائم کرتے تھے یہاں تک کہ نوبت خانہ جنگی پر اور کشت و خون پر پہنچی۔ ولید بن مغیرہ نے جو قریشوں میں بزرگ اور بوڑھا تھا جو انان قریش کو قتل و قتال سے منع کر کے یوں صلاح ٹھہرائی کہ کل فجر کو جو سب آگے بنی شیبہ کے دروازے حرم میں آؤ وہ ہمارا سب کا حکم ہے اس حکم پر سب راضی ہوں اتفاقاً فجر کو سب سے اول محبوب خاص اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سب لوگوں نے نہایت خوشی سے آپ کو حاکم بنایا اور فرمایا صبح جو کچھ کرے تو حکم ہمارا حاکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کو بچھایا اور حجر اسود چادر میں رکھ کر فرمایا کہ ہر ایک قبیلے سے ایک ایک آدمی کو اختیار کرو جو اس چادر کا کونہ پکڑے تا سب قوم اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔ جب سب نے اس طور سے چادر کو پکڑا دیوار کے پاس بیگتے تب اُس شاہ ابنیل نے کہا کہ میں اب تم سب کی وکالت کرتا ہوں حجر اسود کو اٹھا اپنے دست حق پرست کے اس کے مقام پر رکھ دیا سب لوگ غشی سے بیٹھ گئے اور نزاع اٹھ گئی

ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے کا اور ششم سری ہائیکا جب نبوت کی صبح کے روشن ہونے کا وقت نزدیک ہوا اور علامتیں رسالت کی ظاہر ہونے لگیں۔ تو اول اچھی اچھی خواہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے لگے جو خواب دیکھتے تھے سو اُس کا اثر بعینہ ظاہر ہوتا تھا اور اکثر پھرتے چلتے وقت پتھیر یا درخت میں آواز آتی تھی السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اور سبب اُس کا یہ تھا کہ لگو ایک بارگی جبریل امین وحی لیکر نازل ہوتے توجہ بشری کو طاقت تحمل کی نہ ہوتی۔ اور ان باتوں کے سبب سے دل کو وحی سے اور الہام سے انس ہوتا ہے اور قوت حاصل ہو کر ملائک سے الفت ہو جاتی ہے اُن دنوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہائی پسند ہوتی تھی۔ اور لوگوں سے کنارہ۔ اور کسی روز کا توشہ ساتھ لیکر کوہِ ارس جو مکے سے تین کوس ہے جلتے تھے۔ اور وہاں ایک غار تھا۔ تین گز لمبا اور سوا گز چوڑا اُس غار میں عبادت کیا کرتے تھے چھ مہینے اسی طریق سے گزے۔ بعد اُس کے رمضان کی ستھویں تا یثرب دوشنبہ کے دن حضرت جبریل امین فرمان سب جلیل کلمے کر آئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکیہ لگا کر بیٹے تھے پیچھے سے اُن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر بیدھے بیٹھ گئے اور ادھر ادھر نظر کی کوئی نظر نہ آیا پھر بیٹھے دوسری بار اُن کو



پر متنبہ کیا اور کہا۔ تمہارا محمدؐ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک شخص عظیم القیاست پاکیزہ و نور  
نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک اس کا حجم محیط ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ مَنْ اَنْتَ وَجَعَلَكَ  
اللہ کون ہے تو رحمت کر کے تجھے اللہ تعالیٰ کہا میں جبریل ہوں اور حضرت سے فرمایا کہ اقدرا میں نے پڑھ۔  
تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو کچھ پڑھا نہیں ہوں پھر جبریل امین نے حضرت کو پکڑا اور آپ  
دو جا کہ طاقت نہ رہی پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھ تو کچھ حضرت نے فرمایا میں پڑھا نہیں ہوں پھر ایسا دہرا چکا کہ بیٹا  
ہو گئے جب تیسری بار یہی معاملہ گذرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا پڑھوں؟ تب حضرت جبریل نے  
کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْبَرُ الَّذِي عَلَّمَ  
بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ پھر جبریل نے غار سے اپنا پر ایک مکان میں ملا وہاں ایک پانی کا چشمہ  
پیدا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو سکھایا پھر جبریل امام ہوئے اور حضرت ماموم ہوئے۔ دو رکعت  
نما پڑھائی پھر جبریل علیہ السلام تو غائب ہو گئے وہاں سے حضرت اُن آیتوں کو پڑھتے ہوئے خارج کے  
پاس آئے نہایت خوف و رعبت سے دل مطہر کا پناہ تھا حضرت خدیجہ نے آنکر حضرت کو نفل میں پکڑا اور کہا  
کہ چشمہ بدو درجہاں مبارک نہایت مصفی ہے اور صف ہے چہرہ مبارک نہایت اعلیٰ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل کا پناہ ہے مجھ کو کپڑوں میں دباؤ خدیجہ نے اُس حبیب اللہ کو اندکھیم اللہ کے گیم میں چھپایا  
حضرت نے بعد زوال خوف کے اُن آیتوں کو پڑھ کر سنایا۔ اور فرمایا کہ تجھے ایسے احوال عارض ہوتے ہیں  
مثلاً میں زندہ نہ رہوں گا۔ اُس کا زمانہ اور علامہ دوران نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کی کہ قسم ہے  
خدا کی وہ تجھ کو خوری اور ہلاکت میں نہ ڈالے گا اس واسطے کہ تو ہمارے نوازی اور درویشوں کی کار سازی کرتا  
ہے اور اپنی خوشے نیک سے سب کو راضی رکھتا ہے پھر خدیجہ حضرت صلعم کو ساتھ لیکر ورقہ بن نوفل کو گھر چلا گیا  
چچا زاد بھائی تھلے گئیں ورقہ بن نوفل توریت اور انجیل کو عبرانی میں اور عبرانی سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا  
اور اُن کتابوں کے دیکھنے سے پیغمبر آخر الزمان کا مشتاق تھا خدیجہ نے کہا کہ اپنے بھتیجے کا احوال گوش  
دل سے سن اور اس کی تسلی دے ورقہ نے کہا ایسے بھتیجے کو کیا دیکھا تھا اور کیا نہ حضرت نے تمام احوال سنے  
اُن آیتوں کے سنایا ورقہ نے اپنی زبان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں کھولی۔ کہ مبارک باد تجھ کو  
سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جبریل امین ناموس اکبر ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام پنازل ہوئے تھا اب  
میری نوبت پہنچی ہے نفیس جان تو نبی آخر الزمان و خاتم پیغمبران ہے۔ یہی ہے تو ماہ زمین و آسمان ہے

سردار ہمہ مقرباں ہے بمقصود ہے امرکن سے تو ہی بہ توروح روان انس و جاں ہے ۛ اور کہا اسے افسوس  
جوان ہوتا اور میرا بدن توانا ہوتا جب تیری قوم تجھ کو کے سے نکالتی تو میں تیرے ساتھ شریک بل و جان  
ہوتا حضرت نے فرمایا کہ قوم کے ہاتھ سے میرے نکالنے کی بھی نوبت پہونچگی ورقہ نے کہا کہ جس کے پاس ناتوس  
اکبر آتا ہے اور وہ شخص دعوت رسالت شروع کرتا ہے تو بیشک قوم اسکی دشمن ہوتی ہے جب ورقہ کی باتوں سے  
حضرت کی تسلی ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گھر کو آئے پھر چند مدت وحی آنے میں دیر ہوئی  
اسو اسطے خاطر مبارک نہایت نگین رہتی تھی یہاں تک کہ ایک روز بہت غم سے پہاڑ پر چڑھے اور چاہا کہ  
اپنے تئیں پہاڑ سے گراویں اتنے میں ایک آواز سنی دیکھتے کیا ہیں کہ جبریل امین درمیان آسمان زمین  
کے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے محمد تو رسول برحق ہے اس بات کے سننے پر حضرت سرور عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہوئی لیکن جبریل کی سبیل عظیم کے دیکھنے سے بہت رعب و دلیس آیا اور گھر آن کر  
کپڑوں سے لپٹ کر ٹہرے پھر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت پڑھی **يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِيُّ قُمْ**  
**فَإِنِّي رُؤِيتُكَ فَكَبِّرْ** یعنی اے کپڑوں میں لپٹے والے اٹھ اور لوگوں کو ڈرا اور اللہ کی بڑائی کر۔  
جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم امت کے ڈرانے کا اور رسالت کو پہونچانے کا ہوا پہلے خدیجہ رضی اللہ  
عنها کو اس حال سے آگاہ کیا اس بی بی سعادتمند نے فی الفور اسلام کیا بعد اس کے امیر المؤمنین ابن عم رسول  
زوج نبول مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے کہ عمر ان کی آٹھ برس کی تھی حلقہ ایمان کا اپنے کانوں میں ڈالا۔ پھر  
پیشواے ارکان تحقیق اور حلقہ صاحبان تدقیق یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دنوں میں مین کی  
طرف تجارت کو گئے تھے وہاں ایک راہب نے کہ جبکی عمر تین سو برس کی تھی ابوبکر صدیق کو دیکھا۔ اور  
قوم اور نسب پوچھی اور ایک خال سیاہ انکے ناف پر اور ایک نشانی ران پر دیکھ کر کہا جب تو وطن کو پہونچے  
تو پیغمبر آخر الزمان پیدا ہوا ہوگا۔ اور بارغ مردوں سے اول رب سے پہلے تو ایمان لاویگا۔ جلد جا اور اس دولت  
کو امت گنوار حضرت ابوبکر جب مکے میں پہونچے تو اول ابو جہل اور عقبہ بن ابی سہیل سے ملاقات کر کے کہا کہ  
کچھ خبر تازہ ہے وہ بولے ہاں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب دعویٰ نبوت کا کرتے ہیں۔ اور تیرا دوست تو جا کر  
اس کو نصیحت کر اور اس بات سے باز رکھ اور اس فتنے کی آگ کو بجھا ابوبکر نے قریش کو تسلی دیکر یہ حضرت  
کے مکان پر جا کر احوال مزاج و ہاج کا پوچھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ ابوقحافہ کے بیٹے جان تو کہ میں رسولی  
ہوں اور تمام خلق کا رہنا۔ اسوقت کو غنیمت جان اور بالغان امت سے پہلے مسلمان ہوا ابوبکر نے کہا کہ تمہارا

معجزہ کیا ہے جو احوال کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف بحرف بیان کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ میرا رہ گئے کہ تجھ کو یہ حال کس نے کہا فرمایا کہ ابھی جبریل نے مجھ کو یہ خبر پہنچائی۔ ابوبکر صدیق نے کہا اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ اِلٰهًا اِلَّا اَنْتَ وَاشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُكَ اَللّٰهُ پھر حضرت صدیق کے اہتمام سے عثمان بن عفان اور زبیر بن العوام اور عبد الرحمن بن عوف اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص اہل ان کے اسی واسطے ان کو سابق الاسلام کہتے تھے۔ پھر تو وحی آنا شروع ہوئی اور لوگ اسلام لانے لگے۔ جب تک حضرت بتوں کی بدی اور مذمت نہ کرتے تھے تب تک قریش حضرت کے معرض نہ ہوتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ عبد المطلب کا پوتا آسمانی خبریں دیتا ہے جب حضرت نے حکم الہی اُن کے جھوٹے خداؤں کا عیب بیان کرنا شروع کیا اور زبان طعنہ کی دراز کی۔ سرداران عرب نے عداوت کی تلواریں میان کھینچیں اور مسلمانوں کو ایذا دینا شروع کیا بلکہ ابولہب اور ابوہریرہ دعوت کے وقت جاتے تھے اور پیچھے سے پتھر چلاتے تھے۔ اور تکذیب کرتے تھے غرض دس برس تک کہ میں جب سے دعوت بر ملا شروع کی کسی کسی ایذا اور ہزاروں طرح کی بے ادبیاں اور قسم قسم کے رنج اٹھائے اور بڑے بڑے القاب مانند ساحر اور شاعر اور مجنون کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنے اور غریب اصحابوں پر راجح طرح کے عذاب گزرے کہ جن کے بیان کرنے سے رو گئے کھڑے ہوتے ہیں التھ جب مسلمانہ کافروں کے ظلم کا مسلمانوں کے ساتھ حسد گذرا۔ تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحابوں کو ہجرت کا حکم دیا تو جب کہ ہمیں میں گیا رہیں تاہم گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حضرت کی صلی سے حبش کی طرف ہجرت کی اور نجاشی نے جو بادشاہ حبش کا تھا۔ اُن لوگوں کی بہت حمایت کی اور مکان اُترنے کو دیا۔ اور اصحابوں کی آرام سے گزرنے لگی۔ جب قریش نے خبر پائی تو عمرو بن العاص کو مع چند آدمیوں کے حبش کے بادشاہ کے پاس مع چند تحائف بھیجا۔ تو وہ اصحابوں کو بادشاہ سے کہہ کے ذلیل کر دیا اور حبش سے نکلوا کر کے میں لے آویں بادشاہ نے ان کا پیہ قبول نہ کیا ہر چند انہوں نے ایمان دارکان کے ویسے اٹھائے مگر نجاشی نے اصحابوں کو نہ دیا اور وکیلان قریش کو غائب و خانہ پھیر دیا اور چھ برس بعد نبوت کے حضرت کے چچا امیر حمزہ مسلمان ہوئے کیفیت انکی یوں ہے کہ ایک روز حضرت حمزہ شکار سے پھرے آتے تھے جب کعبہ کا طواف کرنے لگے ایک باندی نے امیر حمزہ سے کہا کہ آج ابوہریرہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا دی اور عجیب ہے کہ محمد رسول اللہ تیرا بھتیجا ہے اور رسائی بھائی ہر تم جیتے ہو اور اس کو یہ ایذا میں پہنچتی ہیں حضرت امیر حمزہ کو غیرت آئی اور مارے غضب کے

بوجہل کے پاس جا کر ایک کمان اُسکے سپر ایسی ماری کہ اوندا سا کر گیا اور سرخون آلودہ ہو گیا اور کہا میں نے دین محمد کا قبول کیا ہے اور تو اُس کو ایذا دیتا ہے اور وہاں سے گھر جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کلمہ شہادت کا پڑھا اور مسلمان ہوئے حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسی ایذا نہ دیکھتے تھے جیسی پہلے دیتے تھے اور دین اسلام کی بہت مضبوطی ہوئی الحمد للہ بعد اُس کے حضرت عمر ایمان لای اور کنیت اُسکی یہ ہے کہ ایک روز قریش بنیہ خراسی اللہ علیہ وسلم کے دفع کرنے کی مصالحت کرتے تھے اور اُس فکر میں بیٹھے تھے کہ حضرت عمر آئے اور انکی تجویز سن کر بولے کہ تمہاری پیشکش میں کھوؤنگا۔ سب نے کہا کہ اے مقدمہ میں ہم کو تجھے بہتر دوسرا نظر نہیں آتا حضرت عمر تلوار گلے میں ڈال کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کی طرف روانہ ہوئے رستے میں سعدابی وقاص نے اُن سے پوچھا کہ کہاں جاتا ہے جواب دیا کہ جانا ہوں محمد کو قتل کر دوں اور قریش کی مصیبت کو سہل کروں سعد نے کہا کہ تیرا کیا مقصد ہے کہ اُن کو مار سیکے گا عبید مناف کی اولاد تجھے کو کیونکر چھوڑے گی حضرت عمر نے کہا کہ اول تجکو ماروں گا غرض قریب تھا کہ اُن دونوں تلوار چلے کر سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ تیری بہن فاطمہ اور بھینوی سعد بن زید مسلمان ہو چکے ہیں اول اُنکو دفع کر کے پھر محمد رسول اللہ کے پاس جا دیکھو حضرت عمر یہ بات سنتے ہی بہن کے گھر گئے اتفاقاً اُس وقت ایک صاحب جناب بن الارث بھی اُس وقت اُنکے تئیں سورہ طہ کی تعلیم کرتے تھے حضرت عمر یہ آواز سن کر بہت غصہ ہوئے اور دروازہ کھوکا وہ اصحاب تو مارے ڈر کے ایک کونے میں چھپ گئے جب دروازہ کھولا تو حضرت عمر غضبناک آنکر بیٹھے پوچھا تم کس شغل میں تھے انہوں نے احوال ظاہر کیا حضرت عمر نے سعد بن زید کو پچھاڑا اور قریب تھا کہ اُنکو مار ڈالیں۔ بہن انکی لپٹ گئیں اور کہا کہ اے دشمن خدا شرماتا نہیں ہے کہ اور دوستان خدا کو عذاب دیتا ہے اگر مردہ تو مسلمان ہو جا اور کافروں کو ماریہ بات بہن کی حضرت عمر کے دل پر موثر ہوئی اور کہا کہ وہ کلام جو تم پڑھتی تھیں۔ پھر پڑھو جو میں اس میں فکر کروں تب آمنہ بنت خطاب جو دوسری بہن تھی اُس نے کہا شریہ ہے کہ تو غسل کر ادا کر وقت انکر اس صحیفے میں نظر کر جب عمر نے غسل کیا تب آمنہ مومنہ نے صحیفہ بھائی کے ہاتھ میں دیا اُمیں لکھا تھا طہ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْفَىٰ اَلَا تَذٰكُرُ لِمَنْ يَنْشِئُ تَابَهُ لَهٗ اَلَا مَاءٌ اَلْحَسَنُ پڑھا حضرت عمر نے شکر بے طاقت ہو کر کہا کہ جس خدا کا یہ کلام ہے تو تو لاتی نہیں کہ اُسکی عبادت میں قصور کرے فی الفور اَللّٰهُمَّ اِنِّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ وَاشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ زبَان پر جاری کیا پھر جناب بن الارث رضی اللہ عنہ گھر کے گوشے سے تکبیر کہتے ہوئے نکلے اور کہا حق تعالیٰ نے تیرے حق میں پیغمبر کی دعا قبول کی اور

یہ سعادت تجھ کو حاصل ہوئی کل حضرت نے یہ دعا کی تھی کہ یا الہی عمر بن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے جو شخص تیرے نزدیک محبوب ہو اس کے سبب سے اسلام کو عزت بخش عمر بن ہشام ابو جہل کا نام ہے۔ پھر اصحاب کے ساتھ ہو کر سید عالم کی حضور میں روانہ ہوئے عمر نے قدم اندر رکھا پیغمبر خدا نے صحن تک استقبال کیا۔ اور عمر کا بازو پکڑ کر لایا اور پوچھا کہ کس واسطے آیا؟ حضرت عمر نہایت کانپنے لگے۔ اور کہا یا رسول اللہ! میں نے آیا ہوں فرمایا کہ ہوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضرت نے کلمہ طیب اخلاص سے پڑھایا۔ حاضرین مجلس نے ایسی بلند آواز سے تکبیر پڑھی کہ غلغلہ اس کا کہے والوں کے کان میں پہونچا پھر حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ لائق نہیں کہ بات و منات بر ملا پوچھے جاویں اور اس دین کو پوشیدہ رکھیں آپ نے تشویش باہر نکل کر تبلیغ رسالت کیجیے حضرت معہ اصحاب نے ہاں سے نکل کر مسجد حرام کو چلے حضرت عمر شہید برہنہ ہاتھ بغلامان فدائی کے آگے ہوئے سبحان اللہ صیاد آپ ہی شکار ہوئے جب قریش نے عمر کو دیکھا تو سوال کیا کہ تیرے پیچھے کیا ہو بے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو کوئی تم میں سے حرکت بجا کرے گا تو یہ تلوار ہے اور اس کا خون پر حضرت سید کائنات نے دُجعی سے طواف کئے گا کیا اور نماز اُشکارا پڑھی اسلام کو قوت حاصل ہوتی جب دسواں سال نبوت کا شروع ہوا تو ابوطالب نے وفات پائی کہتے ہیں ابوطالب نے مرض الموت میں سب اولاد اقرار کر لیا کہ ان کی زندگی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں قصور مرت کرو اور جان و دل سے حاضر رہو راہ راست پاؤ گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا تو اوروں کو باتوں پر بلاتا ہے تو کس واسطے نہیں اجابت کرتا جوتا دیا اگر آگے سے توحید اختیار کرتا تو مناسب تھا اب اگر اسلام لاتا ہوں تو لوگ کہیں گے ابوطالب نے موت ہو کر کہا ایمان قبول کیا ہر چند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا ایک بار کلمہ کہے جو میں قیامت میں تیری گواہی دوں گا کہ یہ فید ہوا آخر کمر تے وقت بولے کہ عبدالمطلب کے طریق پر دنیا سے جاتا ہوں اور اُسی حال میں نین دن کے بعد خدیجہؓ نے بھی دنیا سے غائب ہو کر چھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں غم پر غم زیادہ ہوا اسی واسطے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت مرگ حضرت خدیجہ سے فرمایا تھا کہ تجھ کو بشارت دیتا ہوں کہ بہشت برین میں میرا نوبت قبہ ہوگی۔ بعد اُس کے اس جہان سے رحلت کی اور عمر خدیجہ کی اس وقت میں بیسٹھ برس کی تھی

### بیان اجتماع اسلام مدینہ کے انصار کا

گیا رسول بریں نبوت کا جب شروع ہوا تو اُس موسم میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ قبائل عرب میں جاتے تھے اور دین کی دعوت کرتے تھے۔ اتفاقاً پچھ آدمی مدینہ کے سعد بن زرا رہ عوف بن الحارث

مردہ میں عام وغیرہ حضرت سے ملے اور انہوں نے دینہ میں سنا تھا کہ ایک پیغمبر قریش میں پیدا ہو گا اور اس کے گھروں کا وقت نزدیک آیا ہے جب ملازمت میں بیٹھے صدق اعتقاد سے دامن دولت حضرت کا پکڑا اور سب اہل دینہ آگے ایمان لائے اور دینہ میں جا کر اسلام کی دعوت پھیلائی اور اسلام کے قاعدوں کی مضبوطی کی یہاں تک کہ رسول اللہ کا نام اور پیغام اور وصف تمام دینہ کے رہنے والوں کو و در زبان ہو گیا۔ اور لوگ ایمان لائے گئے تو مہربان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج شریف کو شریف لیجائے گا

مسلمانوں کو اعتقاد کرنا اس بات کا لازم ہے کہ معراج رسول اللہ کا بیداری میں ہوا ہے اور علم ریاضی و آسمان کو پہنچنے اور ملنے کے قابل نہیں معراج جسمی سے منکر ہیں اور حقیقت میں منکر معراج کا کافر ہو معراج کا منکر قرآن مجید کا منکر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سُبْحَانَ الَّذِي اسْتَغْبِذُ بِهِ لَيْلًا اَنَّا نَحْنُ الْغَابِطُونَ اور خواب میں کہنا معراج کا غلط ہو اگر خواب میں مراد ہوتا تو کافر انکار نہ کرتے اور معراج کی رات تاسیسویں رجب کی ہو اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُہمانی کے گھر میں جو ابوطالب کی مٹی تھیں آرام فرماتے تھے کہ جبریل امین حضور سے رات بھر کے نازل ہوتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور مسجد صرام میں نکلے اور کیا اور سات بار طواف کیا پھر جبریل امین نے براق حاضر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُپر سوار ہو کر جبریل اُنکی رکاب میں بیت المقدس کو روانہ ہوئے اور سیر براق کی ایسی تیر تھی کہ یہاں تک آدمی کی نظر جاتی تھی وہاں اُس کا قدم پہنچتا تھا بیت المقدس کے پاس جو پہنچنے کو ایک سوچ فرشتوں کی خواہ کے حکم سے استقبال کو آئی۔ اور سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم براق سے اترے جس حلقہ سے پیغمبر اپنے مرکب باندھتے تھے براق کو اس سے باندھا اور مسجد میں جماعت انبیا سے ملاقات ہوئی سب نے آپ کو امام کیا اور تختہ مسجد ادا کی بعد نماز حضرت جبریل امین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صخرہ بیت المقدس کے پاس لیگئے وہاں ایک زینہ صاف اور روشن مخرے سے آسمان تک ظاہر ہوا پھر براق پر سوار ہو کر اُس زینے پر گزرے اور بعضے کہتے ہیں کہ جبریل وہاں سے پروں پر سوار کر کے لیگئے جب آسمان پر پہنچے اور دروازہ مارا ملائکہ نے پوچھا تم کون ہو بولے میں جبریل ہوں اور یہ ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مرحبا و اہلا کہ دروازہ کھولا آسمان اول میں آدم علیہ السلام کو دیکھا جبریل نے کہا یہ تمہارے باپ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا آدم نے فرمایا مرحبا بنی الصالحین والنبي الصالح اس طرح ہر ایک آسمان کے فرشتوں سے جواب و سوال ہوا یہی ہے اور عیسیٰ کو دوسرا آسمان میں اور یوسف کو تیسرے میں اور ادیش کو چوتھے آسمان میں اور موسیٰ کو چھٹے آسمان میں دیکھا ابراہیم سے ساتویں آسمان پر

پھر درۃ المنتہیٰ میں پہنچے کہ جبریل علیہ السلام کا مکان اُس کے سایہ میں ہے وہاں سے بہشت میں جا کر حورو  
 قصور اور مکانات معمر کی سیر کی بعد اُس کے دوزخ کا احوال اور زور و شور اُس کا ملاحظہ میں آیا بعد اُس کے حضرت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزائیل قابض الارواح کے مکان پر گئے۔ انہوں نے بہت تعظیم کی لیکن خوشی مطلقہ  
 اُن کے چہرے پر ظاہر نہ ہوئی حضرت نے جبریل سے پوچھا یہ کون شخص ہے کہ ملاقات کیوقت اُن کی پیشانی کی گانٹھ  
 دکھائی جواب دیا کہ یہ غزائیل ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو پیدا کیا ہے کبھی چین اسکی چین سے نہ نکلی سید عالم  
 نے جبریل سے کہا کہ مجھ کو ذرا اُس کے پاس لچل میرا اس سے ضروری کام ہے۔ غزائیل کے پاس گئے تو حضرت صلعم  
 نے اُس سے کہا کہ اے خدا کے مقرر ہیں تجھ سے یہ آرزو رکھتا ہوں کہ میری اُمت کیساتھ نرمی اور آسانی  
 کیجو غزائیل نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو قسم ہے اُس خدا تعالیٰ کی کہ جس نے تجھ کو پیغمبری کا خلعت  
 پہنایا ہو کہ ہمیشہ دن رات مجھ کو حضرت احدیت کو ہزار بار آواز آتی ہو کہ اے غزائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو  
 نرمی کیجو بعد اس کے جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتویں آسمان سے فخر پانوں  
 برس کی راہ کے اُگے جا کر توقف کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آج میں تیری طفیل کو اسمکان  
 تک پہنچاؤ والا میرا مقام مقبرہ میری رہی ہمدردۃ المنتہیٰ ہے اُس سے اُگے مجال جانے کی نہیں رکھتا ہوں اگر اُگے  
 ذرا بڑھوں تو جل جاؤں وہاں سے رفوف پر سوار ہوتے اور حجاب نورانی و ظلمانی طے کر کے عرش کے پاؤں  
 تک پہنچے وہاں سے رفوف بھی رہا اور تائید الہی کے مرکب پر سوار ہو کر عرش معلیٰ کو گزر کر خلوتِ ذاتی قدسی  
 میں پہنچے حضور سے خطاب ہوا السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہَا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے رحمت ذاتی سے اُمتی اُمت کو سلامتی حق میں شامل کر کے عرض کی السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ  
 الصَّالِحِیْنَ اُس رات جناب الہی نے ہزار بار اپنے حبیب کو محبت سے فرمایا مُحَمَّدٌ اَدْنٰی مَنِّیْ یعنی اے محمد نزدیک  
 ہو مجھ سے متفقین نے لکھا ہے کہ برابر کے پکارنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترقی ہوتی تھی یہاں تک  
 کہ مقصد قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچے اور دیدار اُس پروردگار بچوں کا دیکھا پھر ہزاروں نکتے باریک شرا  
 توفیق سے کام جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے اور احوال اُن بھیدوں کا کسی کو سوائے اُن کے نہیں کھلا  
 کہ فَادَّخٰی اِلٰی عِبْدِہٖ مَا وُجِّہُ یعنی جو کچھ کہا سو کہا خلاصہ کلام ہو کہ تمام مقصد اور مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے خاطر خواہ درست ہوئے اور مقام وصل کَحَبِیْبٍ اِلٰی حَبِیْبٍ کا بلا وہاں سے رخصت ہو کر بیت المقدس  
 میں آئے پھر اُس جگہ سے اہبانی کے دولت خانہ سعادت شیانہ میں پہنچے جا نہ خواب یعنی بچھونا حضرت کا تہنیک

گرم تھا کچھ اللہ ہی کا کرم تھا جو اللہ کہ ہر بندے کی نظر ایک پل میں آسمان کو پہنچا دیتا ہو اگر جسم محمدی وسلم کو کہ تمام عالم کی تپتی ہے ایک دم میں بچا کر پھرے آوے تو کیا عجب ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے دین کی باتوں پر عقیدہ مضبوط رکھیں اور خدا کی قدرت کو بڑی جانیں بعد اُس مبارک رات کی فوج کو اتفاقاً الوجل نا اہل سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو وہ سحر البطریق تسخر کے بولا اوحی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ خبر تازہ آسمانی بھی آئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ احوال معراج کا کہ سنایا وہ ملعون منکر عجب میں آیا اور وہاں سے جاتے ہی حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ اگر اپنے یار کی آج باتیں سنو تو عجب کرو گے وہ کہتا ہے کہ میں اکبریات میں بیت المقدس گیا اور یہ یہ کچھ دیکھا اس بات کو تو یقین کر لیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا کس تو اس بات سے زیادہ عجب باتوں پر اُنکی ایمان اور تصدیق لایا ہوں اور ہر روز آسمان کی خبر کے آنے جانے کا اعتقاد رکھتا ہوں اگر خود کو اور کسی کو کیا عجب ہے اُسی روز سے حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہوا یعنی خود بخود عالم اُن کو صدیق کہنے لگا۔

ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکے سے طرف مدینہ کے ہجرت کرنا  
جب مدینہ والوں کے اسلام کا احوال حبش کے ہاجرین کو پہنچا تو بہت لوگ حبش کی طرف متوجہ ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی رخصت چاہی کہ مدینہ کی طرف ہجرت کر جاویں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرو شاید ہماری تمہاری رفاقت ہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور دو اونٹ لیکر پانا شروع کیا کہ جلد تیار ہو جاویں اور اسی سال میں حج کے موسم میں قریب تین سو مرد اور عورتیں مدینے سے مکے میں آئیں انہیں سے ستر آدمیوں نے اتفاق کیا اور عقبہ میں جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اُس کو بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس عہد کی منصبی کے واسطے رات کی وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیکر عقبہ میں تشریف شریف لیگئے اور دونوں طرف سے قول و قرار ہو کر بنیاد اُس کام کی استحکم کی اور بارہ آدمی اُن ستر آدمیوں میں نقیب انصار کے مقرر ہوئے ہر ایک نقیب کو ایک ایک قبیلے کے واسطے مقرر فرمایا جب اُس قول و قرار اور بیعت کی خبر قریش کو پہنچی وہ نہایت بے قرار ہو گئے اہل مدینہ کی تلاش کرنے لگے لیکن انصار اپنے وطن کو روانہ ہو چکے تھے جیسا مجاہدوں کو جائے امن مکے سے نزدیک میسر نہ ہوتی اور ایذا قریش کی حسرت سے زیادہ گذری غریب اصحاب حضرت سلم کی اجازت سے مدینہ کو ہجرت کر گئے بعد اُس کے حضرت عمر بھی بیس جوان لیکر مدینے کو گئے قریش کے کافروں نے جو دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں کو بھاگنے کا ٹھکانا ملا اُن کو ڈر پیدا ہو گیا کہ ایسا نہ ہو محمد صلی اللہ



صفا کو ہمارا دیعت کیا اور دوسرا اونٹ عام و عبد اللہ کو دیا اور روانہ ہوئے اور تکام رات اور دن دو پہر تک چلے  
 چنگل میں ایک پتھر کے سائے تلے دم لیا۔ دوسرے دن قدید کی منزل میں ام مہربد کے خیمے پر گزر ہوا  
 وہاں مقام کیا۔ چہرہ کہ وہ بی بی اُس رضیع میں سخاوت اور احسان سے مشہور تھی۔ لیکن اُس سال  
 بسبب قحط سالی کے نہایت تنگی میں مبتلا تھی جہانوں نے گوشت اور خرما طلب کیا اُس نے زبان عذر کی کھولی  
 نہایت عجز سے بولی کہ ہمارا حال اس سال میں تنگ ہو والا یہاں داری میں قصور کرنا اپنے نزدیک بہت تنگ  
 رہنے ناگاہ و نظر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیمے کے کونے میں ایک بکری پر پڑی۔ کہ مانند چشم محبوب کے  
 یار اور مثل جسم عاشق کے زار و نگار تھی۔ فرمایا کہ اس میں کچھ دودھ ہے وہ بولی۔ کہ یہ تو اپنی جان سے حیران ہو  
 تم دیکھو جو دودھ ہے تم پر تصدق ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا نام لے کر دست مبارک اُس  
 بے زبان کے پستان پر پھیرنے الفور بکری کے تھن بھر آئے۔ اتنا دودھ دوہا کہ حاضرین مجلس نے سیر  
 ہو کر کیا اور ایک بڑا باسن لبریز کر کے ام مہربد کو دیا۔ اور وہاں سے آگے روانہ ہوئے۔ بعد اُن کے جانے  
 کے ابو مہربد جو صاحب خانہ تھا چنگل سے آیا۔ اور باسن دودھ سے بھرا دیکھ کر متعجب ہو کر پوچھا۔ تب ام مہربد نے  
 جواب دیا کہ ایک عالی ہمت نے ہمارے گھر کو مشرف کیا اور اُس کے دست حق پرست کی بین سے برکت  
 حاصل ہوئی ابو مہربد نے پوچھا کہ تو جمال اُس بالکمال کا بیان کر ام مہربد نے بلفظ فصیح اور بیان طبع کچھ صفت صورت  
 اور وصف سیرت اُس حضرت کا بیان کیا ابو مہربد نے کہا کہ یہ وہی پیغمبر ہاشم ہیں۔ کہ اُس کی تلاش میں کفار  
 قریش پھرتے ہیں افسوس میں نہ ہوا کہ اُس کی خدمت کو سعادت جانتا کہتے ہیں کہ وہ بکری ایشارہ برس  
 تک رہی صبح و شام اپنے پستانوں کے شربت زلف سے اُنکے ظروفت لہا لب کرتی رہی اُن دنوں کے دلوں  
 نے تمام قبائل عرب میں اشتہار کیا تھا۔ کہ جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابو بکر صدیق کو پکڑ کر ہمارے پاس  
 پہنچا دیگا۔ تو سو اونٹ اُس کو دیوں گے اتفاقاً سراقہ بن مالک بن نجی اپنی قوم میں بیٹھا تھا اور بڑی آرزو کرتا تھا کہ  
 اگر نیکو میں تو میں پکڑوں ناگاہ ایک شخص نے اُن کو کہا کہ دریا کی طرف دو سواروں کی نشانی مجھ کو معلوم ہوئی  
 کہ جاتے تھے شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے رفیق سونگے سراقہ نے اُن کو دھوکا دیکر کہا کہ یہ بات جھوٹ ہے  
 وہ کوئی اور لوگ تھے اور وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر آیا اور لونڈی سے کہا تو میرا گھوڑا فلانے سیکر کے تلے لیکر آ  
 اور آپ نیزے کو زمین پر کھینچا ہوا چلا اور جلد گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نوزان شریف تلاوت کرتے تھے اور انکشافات کسی طرف نہ کرنے تھے مگر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پاروں طرف دیکھتے آتے تھے کہ مبادہ کوئی دشمن ہماری طلب میں نکلا، و سراقہ بن مالک سواؤنٹ کے لالچ سے قریب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جا پہنچا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا گھوڑا اُس کا سر کے بل گر پڑا پھر تیر قمار کے نکال کر فال دیکھی وہ بھی اٹلی پڑی اُس پر بھی مارے حرص کے سوار ہو کر گھوڑا دوڑا کر ایک نزدیک پہنچا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سنی ابو بکر صدیق نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہے کہ طالب ہمارے پاس آ پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دشمن کا مت غم کھا۔ ویرت ہمارے ساتھ ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اَلْقِیْ اَشْرَهُ بِمَا یُثَبِّتُ یَا اِلٰہِی شَرِّ ہمارے دشمن کی ہم سے کفایت کر جب طے تو چاہے فی الحال دو فوہا تہ گھوڑے سے ٹوپیلے کی بیج کی طرح زمین پر گرے اور سراقہ گھوڑے سے اوندھا زمین پر گرا تب فریاد کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جانتا ہوں۔ کہ یہ بلا اثر ہماری دعا کا ہے اب توجہ فرما کر میری مشکل آسان کرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آہی اگر یہ سچا ہے تو اس کے گھوڑے کو چھوڑ دے فی الفور گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکلے سراقہ کچھ سامان زبرد کرنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ کیا پھر اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیئے لگا اور بولا کہ اس جنگل میں میری بکریاں اور اونٹ ملیں گے اس نشانہ سے جو چاہیے کیجیے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہم کہ اُس کی کچھ حاجت نہیں ہے تو چلا جا اور ہمارا حال کسی سے مت کہو۔ سراقہ نے ویرت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل و جان سے قبول کی اور راستے میں جو لوگ ٹالین میں سے ملے سب کو پھیرے گیا۔ کہ میں دور تک کچھ

آیا وہ نہیں تھے

### ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہینے پہنچنے کا

مدینے والوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متوجہ ہونے کی خبر آگئے سے پہنچتی تھی اس واسطے وہاں کے مسلمان ہر روز واسطے استقبال کے نکلتے تھے جب ہوا گرم ہوتی تھی تو پھر اپنے گھروں کو پھر جاتے تھے اتفاقاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچنے کے دن بھی اُن کر پھر گئے تھے۔ ایک یہودی اپنی چھت پر چڑھا تھا۔ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دُور سے دیکھا کہ چلے آتے تھے بے اختیار پکارا کہ اے گروہ! یہ تمہارا بخت کہ جبکہ تم منتظر رہتے ہو آیا یہ خبر سننے ہی مدینے میں غل مچا اور چھوٹے بڑے، اپنے ہتھیار اور لباس سہماں کر سوار ہو کر بڑی خوشی سے میدان کی طرف روانہ ہوئے اور شہر سے باہر جا کر قد مہوسی ماحصل کی۔ اور خوشیاں کرتے تھے اور کہتے تھے۔ جَاءَ رَسُولُ اللّٰہِ جَاءَ نَبِیُّ اللّٰہِ اور ہر ایک چاہتا تھا کہ میرے مکان پر اتریں حضرت بنی عمر جو حضرت کے

رشتے میں ہوتے تھے اور عہد المطلب کی ماں اسی قبیلہ سے تھی سعد بن خنیمہ کے مکان میں بارہویں تاریخ ربیع الاول کے چھینے میں اترے اور چودہ دن تک محلہ قبایس توقف کیا وہاں ایک مسجد کی بنیاد ٹھوسے اور پرہیزگاری سے قائم کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تین روز سے بعد حضرت علی علیہ السلام کے پہنچنے کے بعد قبایس حضور میں پہنچے حضرت علی علیہ السلام نے بنی عمر کے قبیلے سے سوار ہو کر درینہ میں اپنے لئے پھر ایک اُن سادات مندوں سے حضرت علی علیہ السلام کے اترنے کی تمنا اپنے مکان پر رکھنا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اونٹ کی ہمارا چھوڑ دو۔ جہاں وہ توقف کرے گا۔ میں وہاں ٹھہروں گا۔ اتفاقاً وہ اونٹ جس جگہ کہ اب دروازہ مسجد کا ہے۔ خود بخود ٹھہر گیا وہ مکان ابویوب انصاری کے گھر سے قریب تھا انہوں نے فی النور اسباب اُٹارا اور حضرت علی علیہ السلام اسی مکان میں رونق افروز ہوئے وہاں ایک میدان تھا کہ مسلمان وہاں نماز پڑھا کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ یہ مکان کس کیلئے ہے جواب دیا کہ یہ مکان دو شیعوں کا ہے ایک کا نام سہیل اور دوسرے کا نام سہیل مکان کا نام آنا بہت سہل ہے اس مکان کی قیمت ہم اُن تینوں کو دینگے حضرت علی علیہ السلام نے قبول فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بموجب حکم کے دس شقال طلا دیکر اُس مکان کو خریدا اور سب صحابہ نے جمع ہو کر اپنے ہاتھوں سے مسجد کو تیار کیا۔ بعد اُس کے حضرت علی علیہ السلام نے زید بن حارثہ کو اور ابو رافع کو پاس درم خرچ دیکر کے کوچیوں کو اجازت دی کہ وہاں بی بی سودہ کو منہ کلام اہل و عیال لے آویں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبداللہ اپنے گھر کے لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کے عیال کے ساتھ درینہ میں لیکر آئے

### میان پدہری لڑائی کا ٹکڑا

جب بسبب مدہ ہاجر و انصار کے بنیاد شریعت کی مستحکم اور کافروں کا ظلم حد سے گذرنا تب حق تعالیٰ نے جہاد کی آیتیں نازل کیں اور حکم عام دیا ہے قتال کفار کے وارد ہوا۔ اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنان شجاعت پیشہ کو حکم کیا کہ اب کفار اشرار کی بنیاد اکھیرنے میں مستعد ہوں اور جا بجا فوجیں بھیجا شروع کیا جس فوج میں کہ حضرت علی علیہ السلام آپ نشر دین لینگے ہیں اسکو غزوہ کہتے ہیں اور جس میں کہ اصحابوں کو سردار بنا کر بھیجتے تھے۔ اسکو سہ کہتے ہیں منہ غزودوں میں سے غزوہ بدر ہے اور بدر نام ہے ایک کنویں کا کہ وہاں گاؤں ہے اور ہر سال ایک بڑا بازار وہاں جمع ہوتا ہے۔ اور عرب کے لوگ مال تجارت وہاں بیچتے اور خریدتے ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی۔ کہ ابوسفیان قریش کے قافلے کے ساتھ شام کی طرف سے بہت مال و نعمت

لیکھ کر لے کر جانا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو تیرہ آدمی مہاجر اور انصار کے ہمراہ لے کر بدر میں ام  
مکتوم کو دینے میں نایب کیا اور روانہ ہوئے ابوسفیان کو جب معلوم ہوا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا قصد  
رکھتے ہیں اُس نے فی الفور ایک لشکر کو ڈاکہ ڈالوں کو خبر دی کہ قافلہ کا مال اگر ہاتھ سے گیا تو محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کو بڑی قوت ہوگی جتنا جلد پہنچنا ہو تو پہنچو۔ ابویہل وغیرہ قریش یہ خبر سُن کر بے قرار ہوئے  
اور لشکر جمع کر کے مکہ سے باہر نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین علم ترتیب دئے ایک تو علی مرتضیٰ  
کو عنایت کیا اور ایک مصعب بن عمیر کو اور ایک سعد بن معاذ کو مرحمت فرمایا اور اکثر اصحاب پانچا دہ تھے  
وَرَدُوا اَدْنٰی تِیْنِ اَدْنٰی مِیْنِ اَیْکِ اَوْنِٹ سواری کا تھا۔ صرف دو یا تین گھوڑے سوار تھے جب وادی سفرہ  
میں منزل کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ ابوسفیان تو بھاگ کر دریا کے کنارے سے نکل گیا اور لشکر  
مکہ کا آپہنچا۔ تب اصحاب مضطرب ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابوں سے پوچھا کہ صلاح کیا ہے۔ ابوبکر  
نے کھڑے ہو کر بہت معقول باتیں جمیں فرمانبرداری اور تابعداری تھی۔ غرض کہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
پھر پوچھا کہ صلاح تمہاری کیا ہے انصار نے جانا کہ یہ اشارہ ہماری طرف ہو سعد بن معاذ انصاری نے کھڑے  
ہو کر دستہ عرض کی کہ شاید حضور کی یہ عبارت ہماری طرف ہو فرمایا ہاں اُس نے عرض کی کہ ہم تمہارا بیان  
لئے ہیں اور تمہاری تصدیق رسالت کی کی ہو ہم جان سپاری و خدمتگزاری میں حاضر ہیں۔ اگر حکم کرو گے  
تو ہم اپنے تئیں دریائیں ابھی ڈالیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ  
نے دو وظائف میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے یا قافلہ کا یا لشکر کا خدا کے وعدے میں خلاف نہیں۔ جب  
ابوسفیان نے قافلے کو بدر کی راہ سے پھیرا تو قاصد قریش کے لشکر میں بھیجا کہ میں سلامت پہنچا۔ تم بھی پھر  
آؤ۔ دوسرے بار لشکر تیار کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائی کو چلیں گے جب قاصد پہنچا تو قریش نے ارادہ  
پھرنے کا کیا ابویہل نے لات اور غزے کی قسم کھائی کہ ہم نہ پھریں گے جب تک کہ بد میں جا کر شہر میں نہ  
پہنچیں اور تین روز وہاں مقام نہ کریں گے۔ اگر ہم یہاں سے پھر جاویں گے تو عرب کے قابل طعنہ کریں گے  
اور کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ گئے جم بن الصلب اٹھا اور کہا کہ بہتر یہی ہے۔ پھر چلیں اس واسطے  
کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک سوار اونٹ کی مہار ہاتھ میں لئے آیا۔ اور آواز دی کہ عتبہ اور شیبہ اور  
امیہ بن خلف کو مار ڈالا۔ اور دوسرے لشکر کے سرداروں کا نام لیا کہ کل سب کو مار ڈالیں گے۔ پھر  
اُس نے تلوار نکال کر اونٹ کو ذبح کیا۔ وہ اونٹ زخمی ہو کر بھاگا اور سب خیموں میں اُس کا خون پہنچا۔

ابو جہل نے کہا کہ یہ دوسرا پیغمبر قریش میں پیدا ہوا۔ القصہ وہاں سے کوچ کر کے عدوہ قصوہ میں ڈیرا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدوہ دینا میں اُترے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ کر کے بدر کے چشمہ پر مقام کیا۔ ابوبکر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر ابو جہل وحی آگئی کہ یہاں ٹھہرے ہو تو سنا و طاعتاً والا یہاں سے اٹھ کر دشمن کے نزدیک اُترو کہ سب کنوئیں بدر کے ہم سے اوپر ہو دیں گے اور حکم کر دو کہ سب کو وٹل کو بند کر دیں جو دشمن راہ پناہ سے اور ہر ایک کنوئیں کے سپرے ایک حوض بنا دو کہ بر وقت لڑائی کے پانی تیار رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تجویز پسند کر کے ویسا ہی کیا پھر حدیث میں معاذ نے جو سردار انصار کے تھے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو آپ کے واسطے پانی کے کناسے ایک تخت سایہ دار بناویں اور کئی اونٹ تیز رو آپ کے پاس تیار رہیں کہ اگر ہیش کست آدمے تو آپ کئی اصحاب کے ساتھ مدینے میں تشریف لے لیاویں کہ اسلام میں خلل نہ ہو اور ہماری عورتیں اور بچے جو آپ کو دیکھیں گے تو ہمارے مرنے کا اندیشہ نہ کریں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند ہوئی اور سعد کے حق میں دعا کی دوسرے قریشیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آئے وہ تکر کرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اَللّٰہی یہ قریش بڑے تکبر اور فخر سے آئے ہیں اور میرے رسول کو جھٹلاتے ہیں تو ہماری مدد کر۔ اور اپڑو جھٹے کو وفا کر بعد اُس کے قریش کی ایک جماعت نے امانہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض میں جا کر پانی پیویں اصحابوں نے حکم کیا اور سب کو مار ڈالا مگر حکیم بن حرم کو کہ وہ مسلمان ہو احب قریش کے شکر کرنے دیکھا تو ہاتھ میں تلوار لیکر میدان میں آئے سب سے اول اسود بن اسود کہ عرب میں بڑا بہادر شہسہ ہو رہا تھا۔ لات و غرے کی قسم کھا کر آیا کہ جا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کو توڑ دوں گا۔ جب نزدیک پہنچا۔ تو حضرت امیر حمزہ اُس کے مقابل ہوئے اور مار کر گھوٹے سے گرا دیا۔ بعد اُس کے عتبہ بن ربیعہ اور اُس کا بھائی شیبہ اور اُس کا بیٹا اُمید کہ لشکر قریش میں اُن سے بڑا کوئی نہ تھا صفت باہر آئے اور مبارز فیضی لڑائی کر نیوالا چاہا تین جوان انصار کے اُن کے مقابلہ کو باہر آئے عتبہ اور شیبہ نے آواز دی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہمسروں کو بھیج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کو اور علی کو اور عبیدہ بن حارث کو بھیجا جب یہ شیران شبہ دغا مقابل ہوئے اُن تینوں کا فران پڑ دغا کو جنم رسید کیا لشکر نے قریش کے جو یہ حال دیکھا ایک بار گئی حسد کیا وہ اتنے بہت تھے کہ ایک ایک مسلمان پر دس دس آٹھ آٹھ پیٹ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ دست بدعا جمعے کہ خداوند رُوحے زمین میں یہی گروہ ہے اور میرے پیغمبر ایمان لائے ہیں۔ اگر تو اُن کو ہلاک

بھاگ کر گیا تو تیری عبادت کوں کر لگا۔ تصرف اور فتح اپنی بھیج اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت حضرت جبریل کے ساتھ پانچ ہزار فرشتے واسطے مدد کے بھیجے یہاں تک کہ سردار می رئیس قریش کے قتل کئے اور ستر اسیر ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ جس کافر پر اصحاب قتل کرنے کو جاتے تھے پہونچنے سے پہلے دیکھتے تھے کہ سرنگا تن سے جدا ہو فرشتے اور غزروں میں بھی واسطے مدد کے نازل ہوئے لیکن فرشتوں نے سوائے بدر کے دوسری لڑائی میں مقابہ نہیں کیا ابوجہل نے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان میں آیا۔ تو معاذ اور مسعود کو ایک اصحابی نے فرمایا۔ کہ تم ابوجہل کو پونچھتے تھے وہ یہ ہے سنئے ہی یہ دونوں اسد شیر کے اُس کافر سے جا بیٹھے ایک نے ابوجہل کی ران میں تلوار مار دی۔ گھوڑے سے گرادیا اور دوسرے نے اُس کافر کو دو تین تلواریں لگا کر دین اسلام کے خار کو بٹایا۔ بسد فتح کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گڑھا کھودو قریش کے مشقولوں کو اُنہیں ڈال دو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کنوئیں پر آن کر نام بنام پکارا۔ کہ آیا پایا تم نے جو کچھ کہ تم نے خدا نے وعدہ کیا تھا۔ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم تم مردگان بچان کو آواز دیتے ہو وہ کیا سنتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ نعم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر وہ جواب نہیں دے سکتے پھر حضرت صلعم فرمایا کہ کوئی جا کر ابوجہل کی خبر لاوے عبداللہ بن مسعود نے مردوں کی لاشوں سے اُس کو ڈھونڈ نکالا۔ اور اُس کے سینے پر سر کاٹنے کو بیٹھے ابوجہل نے کہا کہ اے بکریوں کے چرانے والے بڑے مقام پر چڑھا پھر تو عبداللہ بن مسعود نے فرمایا الحمد للہ کہ میں نے تجھ کو اس حال پر دیکھا یا عدو اللہ۔ پھر تلوار سے اُس کا سر کاٹ کر تن ناپاک سے جڑا کیا اور غوری و خاک میں کھینچتے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر بھینک دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ شکر کیا اور فرمایا۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَاتَ فِرْعَوْنُ هَذِهِ الْاُمَّةُ۔

### ایمان غزائے احمد کا

جب بدر میں بعضے رئیس قریش کے مارے گئے اور بعضے قید ہوئے اور بعضے لشکر سے بھاگ کر لے گئے۔ پھر قریش نے اپنے ہندوؤں کو خبر دیکھا وہ لوگ کہ جن کے باپ بدر میں مارے گئے تھے عکرمہ بن ابی جہل و عبداللہ بن ربیعہ و صفوان بن امیہ وغیرہ ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا کہ قریش تیرے واسطے اور تیرے ساتھ والوں کے واسطے گئے تھے اور یہ حادثہ اُن کو پہونچا۔ اب ہابیہ تیش بعد ان کے زندگانی کی لذت نہیں تمام عرب میں ہم بدنام ہونے اب چاہتے ہیں کہ یہ سونا گر جو تیرے ساتھ گئے تھے ہمارے ساتھ مال کی مدد کریں۔ جو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فوج جمع کر کے لیجاویں اور اپنا بدلہ لیویں ابوسفیان کے قافلے میں ہزار اونٹ تھے۔ انہیں

اُن میں سے راس المال تو بالکل گودیا اور پچاس ہزار شقال سونا نفع کا جو ہوا تھا سب لشکر کے خرچ میں صرف کیا اور عمرو بن عاص کو کئی شاعروں کے ہمراہ قبائل عرب میں مدد کو مانگنے کو روانہ کیا اور پیشوا لشکر کا ابوسفیان ہوا اور ہندہ ابوسفیان کی جورو عتبہ کی بیٹی جبکہ باپ بدر میں امیر حمزہ کے ہاتھ سے مردار ہوا تھا۔ وہ بھی رفیق لشکر کی ہوئی۔ اور کئی عورتیں دوسرے قریش کی بھی ہمراہ ہوئیں۔ جبرین مطعم بھی قریش کے سرداروں میں تھا۔ اُس کا چچا بدر میں مارا گیا تھا۔ اُس کا ایک غلام وحشی نام تھا۔ کہ حربہ اُس کا خطا نہ جاتا تھا۔ ہندہ نے اور جبرین مطعم نے وحشی سے کہا کہ اگر تو حمزہ کو یا علی یا محمد صلعم کو مار ڈالے گا تو ہم تجھ کو مال و نسا سے مستغنی کر دیں گے۔ اور یہ تمام خبریں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو مکہ میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچائیں۔ جب لشکر قریش کا مدینہ کے نزدیک پہونچا اُن میں سے سات سوزرہ پوش اور دو سو گھوڑوں کے سوار اور تین ہزار اونٹ اور گانے والی عورتوں کو بھی ساتھ لیا جو بروقت مقلبلے کے بدر کے مقتولوں کے اوصاف گائیں جو انی واسنے جوان کو شش میں دینے نہ کریں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ کئی بیل مسلمانوں کے مارے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار میں سولہ بچ پڑ گیا۔ اور اپنے تئیں دیکھا کہ میں نے ایک محکم زرہ کو ہاتھ سے پکڑا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعبیر اس خواب کی یہ ہے۔ کہ ایک جماعت بہترین صحابہ سے ماری جائیگی اور وہ رخنہ جو میری تلوار میں ہے ایک شخص میرے اقباب میں سے کام آویگا اور وہ زرہ کہ جس میں نے ہاتھ لگایا ہے وہ قلعہ مدینہ کا ہے اب رائے خیری یہ ہے۔ کہ مدینہ سے باہر نہ نکلیں اور قریش کے لشکر کو مدینہ کے باہر پڑا رہنے دیں جب پانی اور کھانا اُن پر تنگ ہو جاویگا تو خود بخود چلے جاویں گے بعض اصحاب نے عرض کی کہ یہ رائے صاحبیہ اس واسطے کہ لشکر ان کا بہت ہے جلد خارج ہو جاویگا۔ اور ہم نے بہت بار دیکھا ہے کہ جس نے مدینہ کا قصد کیا ہے۔ اگر مدینہ والے باہر نہیں گئے ہیں تو فتح پائی ہے۔ اور اگر باہر گئے تو مغلوب ہوئے ہیں۔ لیکن وہ جوان جو بدر کی لڑائی میں نہ تھے انہوں نے عرض کی کہ مصاحت یہ تھی کہ باہر نکل کر لڑیں۔ تاکہ کافر قریش کے گمان نہ سے جاویں۔ کہ ہم اُن سے ڈر گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مباہلہ اور رغبت اُن کی دیکھی۔ تو نسا جمعہ کی پڑھی۔ اور خطبہ نہایت بلند و فصیح بیان فرمایا۔ اور تائب راروں کو واسطے لڑائی کے تیز کیا۔ پھر حسبہ شریف میں تشریف لے گئے خود ولادی مبارک پر رکھا۔ اور دوزرہ ہیں کہ اور کرمینہ عظیم کا کمرہ ہوا ہوا کہ باہر تشریف لائے۔ جب اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا۔ تو وہ سب

اپنی صلاح سے پشیمان ہوئے اور عرض کی کہ اگر حضور کی صلاح باہر نکلنے کی نہ ہو۔ تو یہاں ہی بیٹھیں حضرت نے فرمایا سزاوار نہیں بنی کے تیں کہ سلاح جنگ کی پینے اور بغیر لڑائی صلاح کو تن سے دور کرے اب اللہ تعالیٰ کا نام لیکر چلو صبر کرو گے تو امید خدا سے ہے کہ فتح ہوگی پھر تو سب اصحاب بھی سلاح ہوئے اور قریب ہزار سوار اور پیادہ کے ہمراہ ہوئے جو نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینے سے باہر نکلے عبداللہ بن ابی سلول منافق مخالفت کر کے تین سو آدمی اپنے بے کر پھر گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پرواہ نہ کی اور باقی لشکر ہمراہ لے کر روانہ ہوئے اور کوہ احد میں جا کر دشمن کے مقابلے میں ڈیر کیا اور فرمایا کہ کوئی بغیر اذن کے لڑائی میں نہ جاوے اور لشکر میں سے پچاس تیر انداز چن کر ان کا امیر کیا۔ اور لشکر اسلام کے پیچھے ایک گھاٹی تھی۔ جو دشمنوں نے آنے کی راہ تھی وہاں انکو مقرر کر کے فرمایا۔ کہ تم یہاں لازم رہو۔ اگر دشمن ادھر سے آویں تو ان کو دفع کرو ہماری فتح ہو یا شکست تم بغیر حکم کے یہاں سے مت حرکت کیجیو۔ بعد اُس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیادوں کو آگے کیا اور سواروں کی صف پیچھے کی قریش نے بھی اپنی صفیں درست کیں خالد بن ولید مینے میں دست آزمائش اور عکرمہ بن ابی جہل میکر دست چپ تھا اور طلحہ بن ابی طلحہ قریش کا علمدار رہتا۔ اور دونو صفیں مقابل ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست حق پرست میں تلوار لے کر فرمایا۔ کہ کون ہے۔ کہ یہ تلوار لے اور اُس کا حق ادا کرے کئی اصحاب تلوار لینے کو دپیش ہوئے کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ندوی ابو جہانہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تلوار کا حق کیا ہے فرمایا کہ حق اسکا یہ ہے کہ کافروں کو اس سے قتل کرے یہاں تک کہ خود بھی مر جاوے ابو جہانہ نے عرض کی کہ یہ کام میرا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تلوار لی اور میدان میں اکر تا ہوا کمال بخت سے چلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی چال اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغبوض ہے مگر اس جگہ میں کہ اس چال سے دشمن پر رعب ہوتا ہے۔ جس طرف وہ شیراز جاتا تھا۔ کوئی اُس کے سامنے نہ آتا تھا۔ اتفاقاً اُسی کو فرسے وہاں پہونچا کہ ہندہ ابوسہیلہ کی جو روکھی عورتوں کے ساتھ دف بجاتی تھی۔ اور قاتلوں کو واسطے قتل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیز کرتی تھی اور یہ شعر بالبحان پڑھتی تھی **شعیر یخن بنات طارق** **تمشی علی القمار** **ان تقتلوا قتالان** اور تہذیب و آداب **نظم** ہم دختر ستارہ چلتے ہیں مسندوں پر ہم نو بہال غلبی بیٹھیں نہالیوں پر۔ دشمن سے جولا لگا اُس کے گلے لگینگے۔ بھاگے گا جو انہوں سے اُس سے نہیں لینگے۔ ابو جہانہ نے چاہا۔ کہ ہندہ کو اُس شہید ہندی سے کاٹ کر وکشن جہنم پر



بٹھا دے پھر دل میں کہا کہ حیف ہے جو غازی اپنی تلوار کو عزت پر چلائے۔ پھر حضرت حمزہؓ نے ابی سفیان کے علمدار کو قتل کر کے ٹکڑا دیا اور نائنہ شیر کے اُس میدان میں گئے کافروں کو دھنچ میں پہونچایا یہ کسی کو طاقات نہ تھی جو اُس کے مقابل آوے اور اپنی جان شیریں کو گنوا دے۔ ہندہ نے آن کر وحشی سے کہا کہ حمزہ اس وقت لڑائی میں مشغول ہے اگر ہو سکے تو مار ڈال وحشی ایک پتھر کی آڑ میں ٹھہرا۔ جب امیر حمزہؓ کو پہلوان قریش کو مار کر پھرے وحشی نے حالت غفلت میں حربہ پھینک کر امیر حمزہؓ کے سینے کے تلے ایسا مارا کہ گھوڑے سے گرتے ہی جان بحق تسلیم ہوئے ہندہ یہ خبر سنا کر آئی اور حضرت امیر حمزہؓ کا سینہ چیرا اور کلیجہ نکال کر چپایا پھر طلحہ بن عثمان قریش کا علم اٹھا کر میدان میں آن کر بولا کہ اسے گروہ مسند ٹھہرایا گیا ہے کہ تم تمہارے ہنواروں کے سبب سے دوزخ میں جاؤ گے اور تم ہماری سینوں کے وسیلے سے بہشت پانے کے کون ہے کہ جو میدان میں آوے اور میں اُسکو بہشت میں پہونچاؤں اسد اللہ الغالب علی النہی ابی طالب مقابل ہو کر بولے کہ میں تجھ کو جہنم رسید کرنے کو آیا ہوں اور ایک تلوار اُس کے پاؤں میں ایسی ماری کہ سرنگوں گر پڑا اور ستر عورت اُس کا برہنہ ہو گیا۔ تب نہایت تضرع و زاری کر کے طہ کی رحمت کو اور اپنی قرابت کو وسیلہ کیا حضرت علیؓ نے شرم سے اُس کو قتل نہ کیا پھر کافروں نے غلبہ کیا مصعب بن عمیر عدا رشتہ اسد ام کا شہید ہوا حضرت علیؓ نے علم اٹھالیا پھر زیاد بن اسکن مسہ چودہ جوان انصار کے حسین غلبہ کفار میں سید ابراہیم کے حضور میں آئے اور ہر ایک اہل اسلام سے نوبت نبوت کفار مقابل ہوتا اور یہ کلمہ دلاویز پڑھتا جاتا تھا۔ **نَفْسِي لِنَفْسِكَ اِفْدَا وَحَيِّ لِحَيَاتِكَ اَلْوَقَا وَ عَلِيكَ سَلَامُ الْوِدَاعِ يَا سَوَّلَ اللّٰهِ وَمَوْعِدُكَ الْجَنَّةِ** جان میری تیری جان پر فدا اور مئے میرا تیرے مئے کی پناہ ہے اور تجھے سلام الوداع اور ہمارا آپ سے وعدہ طاقات جنت المناویں ہے ہر ایک جوان اُس میں سے اسی وعدے پر قائم ہوا اور رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر جان شیریں کو سوئپ کر بہشت برین کو پہونچا رضی اللہ عنہم ہر جہد کہ اُس لڑائی میں اکثر اصحاب نے اپنا جو ہر شجاعت ایسا دکھایا کہ رستم و اسفندیار کا ارباب نہایت اُس کے بازی اطفال تھا اور دردار اور اسکندر کا معرکہ خواب و خیال تھا۔ لیکن علیؓ مرتضیٰ اور ابوجانہ اور طلحہ اور مصعب بن عمیر سے جو جو افردیاں ظاہر ہوئیں۔ شیرانِ خدا کے احوال میں رفت ہو جائے یہ رسالہ گنجائش نہیں رکھتا ہے۔ اگر کوئی مشتاق ہو تو تاریخ صحابہ میں بہ تفصیل دیکھ سکتا ہے محبت سے اپنے ایمان کو مضبوط کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرف اصحابوں کو واسطے جہاد کے

تیز کرتے تھے اسی عرصے میں شیطان کا بھیدی ابن قتیہ ملعون اور عتبہ بن ابی وقاص اور ابن شہاب حضرت کے پاس پہنچے اور پتھر چلائے کہ حضرت کی ساق اور کاڈھا اور پیشانی و بانی خون آلودہ ہو گئی۔ اور ہونٹ نیچے کا زخمی ہو گیا اور اٹکا دندان مبارک ابن قتیہ کے پتھر سے ٹوٹ گیا اور ایک روایت میں عتبہ بن ابی وقاص کے پتھر سے پھر ابن قتیہ نے تلوار حضرت صلعم پر چلائی۔ طلحہ نے اپنے ہاتھ کو سپر کیا اور ہاتھ اُس جواہر و کابیر کا ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑبے میں گر پڑے ابن قتیہ نے جانا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کیا شیطان لعین نے ندا کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقتول ہوئے اور اس خبر ناخوشی سے اصحابوں پر تفرقہ پڑ گیا بعض نے تو شہید ہوئے اور کچھ بھاگ کر دینے میں چلے گئے اور بعضوں نے رفاقت حضرت کی نہ چھوڑی طلحہ بن عبد اللہ اور سعد بن وقاص اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اُن میں سے تھے اور بعضے سراسیمہ و حیران ادھر ادھر پھرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی خبر پائی تو سب جمع ہو گئے اس تفرقہ میں قریشوں کی عورتوں نے اہل اسلام کے بعض مقتولوں کو مشد کیا یعنی ناک اور کان اور اعضاءے ناسل کاٹ کر گلے کے ہار بنائے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چند چلنا اُس گڑبے سے نکالیں بسبب دوزخوں کے اور بوجہ دوزرہوں کے نہ نکل سکتے تھے طلحہ رضی اللہ عنہ نے باوجود درت شکستہ اور بدن مجروح گئے اپنے تئیں حضرت کا زینہ بنایا حضرت اُس کے دوش پر قدم رکھ کر کمال مصیبت باہر نکلے اور فرمایا کہ طلحہ کی جگہ پشت میں مقرر ہوئی سب سے اول کعب بن مالک نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ اور پکارا اے سلیمان! مشرہ باد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اصحاب متفرق سنکری الفورانہ میں پہنچے اور آہستہ آہستہ پہاڑ کی گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے تا وہاں یاروں کے ساتھ جمعیت کریں اور سعد بن وقاص نے اُس روز ایسے تیرہ دن مقصود پر چلائے کہ بہر تیر نے مخالفوں کو داخل جہنم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے انکو تیر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مار میرے ماں باپ تجھ پر خدا ہوں ایسی مفت کی سعادت کسی اصحاب کو نصیب نہ ہوئی جب حضرت صلعم گھاٹی کے پاس پہنچے تب ابی بن خلف ملعون ناخلف گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ میں لئے آپہنچا اور بولا کہ خدا مجھے کو نجات دے جو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نجات دوں زبیر بن العوام اور دوسرے اصحاب نے چاہا کہ اس کا فریادہ کو جہنم رسید کریں حضرت صلعم نے نیزہ زبیر سے لیکر اُسکی گردن پر لگایا ہر چند کہ زخم ظاہر میں تھوڑا تھا۔ لیکن اُس بدسہشت پر خوب کارگر ہوا ہے اختیار زمین پر گر گیا رفیق اُس کو قدم میں اٹھائے گئے۔ لیکن اُس شیریں نبوت کے زخم سے

ماذیل کے آواز کرتا تھا یاروں نے کہا کہ تیرا زخم ایسا نہیں کہ تو ایسی بیقراری کرے بولا کہ زخم تو ظاہر میں ایسا نہیں۔ لیکن زخم لگانے والا ایسا ہے۔ کہ ضرب اُس کی خطا نہیں کرتی غرض وہ کافر اسی طرح سے نالہ و آہ کرتا رہا رستے میں مکے کے جنم کی راہ لی یہ ساری تعصبات اُن یاروں کی بے قراری سے ہوئی۔ جو عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ گھاٹی پرستین تھے جب ابتدا میں اصحابوں کو غلبہ ہوا تو وہ بطح غنیمت کے گھاٹی کو چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر عبد اللہ بن جبیر مرحوم نے اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیقرانی سے ڈرایا۔ اُن کے خیال میں کچھ نہ آیا عبد اللہ بن جبیر میرا آٹھ جوانوں کے آگے رہ گئے عکرم بن ابوجہل نے گھاٹی خالی دیکھی۔ تو اپنے تیر اندازوں کے کر آیا عبد اللہ بن جبیر نے داد جو اندری اور دلاوری کی دی اور مس آٹھوں یاروں کے شہید ہوئے پیچھے سے کافروں نے اُن کو ایسے تیر برساتے کہ فوج اسلام متفرق ہو گئی۔ بعد اُس کے کفار قریش نے ابوسفیان سے کہا کہ آج لات وغزائے نے ہماری مدد کی۔ جو ہم محمد پر غالب ہوئے اور آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مضبوط گھاٹی کی پناہ لی ہے اور یار اُس کے جمع ہوتے جاتے ہیں اب مصلح یہ ہے کہ ہم مکے کو پھر جاویں ابوسفیان بھی اس بات پر راضی ہوا اور گھاٹی کے تلے اُن کو پکارا قوم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت نے منع فرمایا۔ جواب سے پھر بولا ابو بکر و عمر نہیں۔ پھر حضرت نے جواب دینے سے منع فرمایا ابوسفیان بولا اہل بَیْتِیٰ بلند ہوجاؤ اے پہل حضرت نے فرمایا۔ جواب دو کہ اللہ اعلیٰ و اجل ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ اے اللہ ہم سب تیری گردن کاٹنے کو موجود ہیں ابوسفیان نے کہا یوم بیوم یعنی ہم تم برابر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جواب دو۔ کہ ہمارے قاتل بہشت میں اور تمہارے دوزخ میں۔ جب قریش مکے کی طرف روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ کو بلا کر فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ قریش فریب بنائیں اور مدینے کی طرف متوجہ ہوویں علی مرتضیٰ اُن کے پیچھے گئے یہاں تک کہ مدینے کی حد سے نکل گئے وہاں سے پہر حضور میں پھر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر شہیدوں کو دفن کیا مشر آدمی شہید ہوئے بعد اُس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ پھر قریش کو ہم پر غلبہ نہ ہوگا بلکہ فتح تک کریں گے اہل مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استقبال کو آئے ایک عورت انصار کی حضرت سیدہ ابراہیم کی ملاقات کو نکلی رستے میں چار جنازے برابر رکھے ہوئے دیکھے ایک اُسکا باپ دوسرا خاوند تیسرا بھائی چوتھا بیٹا۔ سب کا احوال دریافت کیا کہ کون ہیں؟ اُس عورت مرد بہشتی مطلق النکاح نہ کیا کمال استقلال سے آگے بڑھی اور پوچھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا کہ سلامت تیرے آگے تشریف لائے ہیں۔ وہ بی بی اپنے مقتولوں کو

چھوڑ کر جلد چلی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور دامنِ پاک کو پکڑ کر کہا کہ میرے ہاں باپ اور قوم سب تم پر فدا ہوں تیری ذات شریفہ کو جو میں نے سلامت پایا سب کچھ پایا۔ حضرت صلعم نے اُس کے استقبال پر آفرین کی اور اُس کے خنجر کے نوک پر کے روانہ ہوئے اور مدینہ شریف میں بارہوں کے ساتھ داخل ہوئے

بیان واقعہ حدیبیہ کا اور قریش کے ساتھ صلح کرنے کا

بیان واقعہ حدیبیہ کا اور قریش کے ساتھ صلح کرنے کا

سبب اس سفر کا یہ تھا کہ حضرت مسلم نے خواب میں دیکھا کہ اس زمانہ سے مع اصحاب بیت المقدس کے اور عمرہ کیا اصحاب خوش ہوئے اور جانا کہ اس سال فح ہوگی پھر حضرت سید المرسلین نے تیاری سفر کی کی اور خود عوامی ہمراہ لے کر گئے اور وہاں پہنچے اور عبد اللہ بن ابی سلمہ کو مدینہ میں خلیفہ کیا اور مترادف واسطے قربانی کے ہمراہ لے کر منہل اسفان میں پہنچے بشیر بن سفیان نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے عرض کی کہ قریش کو آپ کے کوچ سے خبر ہوتی ہے انہوں نے جہیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر کا کیا ہے اور تم کھائی ہے کہ ٹھوکے میں نہ چھوڑ گئے حضرت مسلم نے ایک لہر ہمراہ لیا۔ اور دُشوار سے روانہ ہو کر مدینہ میں آئے کہ مقام کیا قریش نے یہ خبر سُنکر بدیل بن ورقا غزاعی کو حضور میں بھیجا اور قبیلہ خزاعہ قدیم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست جانی اور محرم نہانی تھے انہوں نے کہا کہ اصول و فروع قریش کے جمع ہوئے ہیں ٹھوکے میں نہ چھوڑیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا ارادہ لڑائی کا نہیں ہے بلکہ واسطے عمرہ کے آئے ہیں قریش کے تئیں مناسب ہے کہ صلح کر کے ایک مدت معین کریں اور ہم کو قبائل عرب پر چھوڑیں۔ اگر ہم اُن پر غالب ہوں بغیر رنج و تعب کے دشمنوں کی مراد بر آوے گی اور اگر یہ بات میری قبول نہ کریں گے۔ تو جب تک جان باقی ہے میں اُنکی لڑائی سے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد کریگا۔ بدیل نے جا کر سنا دید عرب کی مجلس میں کہا۔ کہ اے یارو! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آیا ہوں اور باتیں معقول لایا ہوں اگر صلاح ہو تو بیان کروں سفہا اور جہلانے کہا کہ ہم کچھ بات نہیں سُننے کو عقلانے گوش دل سب باتیں سُنیں لیکن اس واسطے کہ بدیل قوم خزاعہ سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سوگند تھے اسکی بات پر اعتبار نہ کیا اور عروہ بن مسعود تقفی کو کہا اُسے سُنکر قوم سے بیان کیا کہ اُسے قوم بدیل کی بات بے بدل ہے اور اگر تم کو شک ہو تو میں جاؤں۔ اور تحقیق کر کے آؤں عروہ بن مسعود پر جب رضامندی قریش کے حضور رسید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہات کہ بدیل سے فرمائی تھی وہی عروہ سے ارشاد کیا عروہ نے بطریق مصالحت انگیزی کے کہا۔

کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اس واسطے کہ اپنی قوم کو اشتیصال اور بے بنیاد کرے تو زمانہ ماضی میں کسی نے ایسا نہیں کیا اور کچھ غرض ہو تو بیان کر یہ چند اوباش جو قوت نے جمع کئے ہیں۔ میری خاطر میں یہ گذرتا ہوں کہ یہ لوگ ضرورت کے وقت میں شکوہ تنہا چھوڑ جاویں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت طیش میں آن کر کہا کہ لای و غرے کے فداں کو تو چوم لے۔ جب تک کہ دم میں ہم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑینگے عہدہ لے کہا کہ اگر اگلے حقوق تیرے مجھ پر نہ ہوتے تو میں جواب دیتا۔ عہدہ نے گفتگو کے وقت میں گوشت چرشمہ و آداب و تعلیم اصحابوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھی۔ تو حیران ہو گیا۔ اور وہاں سے آن کر قریش سے کہا کہ واللہ میں کس کرا اور قیصر کی مجلس میں حاضر ہوا ہوں۔ یہ احترام اور اعزاز کہ جو محمد کے پاس سے کرتے ہیں میں نے ہرگز نہیں دیکھا۔ جب وہ باتیں کرتے تو نہایت تعظیم سے ایسے خاموش ہو جاتے ہیں گویا اپنے تئیں بخوبی جانتے ہیں اور وضو کے پانی لینے پر ایسا گرتے ہیں کہ قریب ہے کہ آپس میں مقابلہ کریں بہتر یہ ہے کہ اس کے ساتھ لڑائی ہرگز مت کر دہر ایک اپنے مرنے کو سعادت سمجھتا ہے بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو قریش کے پاس بھیجا کہ ہکو عمرہ کرنے پس جب عثمان نے پیام پہنچایا۔ انہوں نے کہا ہرگز محمد کو نہ چھوڑیں گے۔ جو وہ عمرہ کرے اگر تمہاری خوشی ہو۔ تو طواف کر دو حضرت عثمان نے کہا کہ ہرگز بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہا طواف نہ کرینگے قریش غصے ہوئے اور حضرت عثمان کو قید کیا رسول صلعم کو خبر پہنچی کہ عثمان کو قریش نے قتل کیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت رنجیدہ ہوئے ایک درخت کے تلے بیٹھے تھے اصحابوں کو جمع کیا اور از سر نو بیعت کی اس مضمون سے کہ یا قریش کو قتل کریں گے یا سب مر جاویں گے سب اصحابوں نے بخلوص دل بیعت کی اور مزید پرستہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان جو ان مردوں کے اخلاص کی برکت سے یہ آیت نازل کی لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَىٰ آخِرَالْآيَةِ۔ یعنی خدا راضی ہوا ان مسلمانوں سے جنہوں نے بیعت کی تجھ سے درخت کے تلے اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے جب قریش کو تجدید بیعت کی خبر ہوئی تو سہیل بن عمرو کو ہمارے حضرت صلعم کے پاس بھیجا۔ بعد گفتگو و تکرار کے صلعم نامہ لکھنے کا حکم ہوا علی مرتضیٰ کو فرمایا کہ لکھو بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سہیل نے کہا کہ رحان کو کم نہیں جانتے اور اللہ کو اس نام سے نہیں پکارتے ہمارے دستور کے موافق لکھو بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اصحاب تو نہیں مانتے تھے مگر حضرت نے فرمایا یونہی لکھو بعد اس کے لکھا هَذَا مَا قاضی علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سہیل نے کہا کہ اگر ہم تیری رسالت کے مستند ہونے تو نزاع کیوں کرتے محمد ابن عبد اللہ لکھو

حضرت مسلم نے فرمایا واللہ میں محمد رسول اللہ اور محمد بن عبد اللہ ہوں۔ اُسے علی رسول کا نام ملتا دے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں وصفت رسالت کا نہ تراشوں گا۔ حضرت نے اپنے دست حق پرست میں نامہ لیا اور محمد رسول اللہ تراش کر محمد بن عبد اللہ لکھا مضمون صلعم نامہ کا یہ تھا کہ سید المرسلین رحمہ اللہ کے اسلام کے ابلی سال مدینے میں جاویں اور آئندہ سال کو اگر عمرہ القضاء گذاریں بشرطیکہ تلواریں میان میں رہیں۔ اور تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہریں اور دس برس تک لڑائی نہ کریں جو ہم ہر طرف آیا جایا کریں اور جو شخص شخص بنی کینان سے ہمارے یہاں آوے اس کو ہم نہ دیویں اور ہماری طرف سے جو شخص اُن کے پاس جاوے تو محمد اسکو ہمارا حراے کریں اصحابوں کو یہ شرط ناگوار گزری نہایت ٹول ہوئے کہ ہم کیونکر دوستوں کو دشمن کے حراے کریں اور یہ عار کیونکر قبول کریں گے بعد اُس صلح کے حضرت مسلم نے لوگوں سے کہا کہ اٹھو اور قربانی کو ذبح کرو اور سروں کو حلق کر دینے سر منڈا لو اصحاب اُس صلح سے نہایت ناخوش تھے کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا تین بار حضرت مسلم نے فرمایا کوئی مارے طیش کے نہ اٹھا حضرت اُداس ہو کر گھبریں گئے اور اُس سلسلہ سے یہ احوال کہا جب بی بی نے سنا تو حضور میں عرض کی یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ اصحابوں کو شرط اخیر سے بڑا رنج ہوا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ کسی سے کچھ نفراویں اور قربانی کرے حجامت اور اصلاح بنو ایثے جب اصحاب آپ کو دیکھنے کے تو خود بخود مشغول ہو گئے حضرت مسلم نے اپنے خاص اونٹوں کو قربانی کر دیا اور حلاق کو بلوا کر سر تراش دیا جب تو لوگوں نے حضرت کو دیکھا قربانیاں کیں اور تھوڑے لوگوں نے حجامت کی اور اکثروں نے تھوڑے تھوڑے بال کترائے حضرت مسلم نے دہار حلقین کے حق میں مغفرت کی دعا کی اور ہر بار متفقین

یہی بال کترانے والے اپڑٹیں یاد دلاتے تھے تیسری بار اُنکے تھیں دعا کی اور دہانے پھر مدینہ میں تشریف لائے

بیانِ خیر کے فتح کرنے کا

جبکہ لشکر اسلام سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں حبیبہ سے پھر آئے آخر ہرم مسات میں خیر کے فتح کا عزم معہم کیا اور ایک ہزار سات سو آدمی روانہ ہوئے مدینے کے منافقوں نے بہت دوستی کے خیر والوں کو حضرت کے ارادے سے خبر کی اور خیر کے پانچ قلعے تھے تین تو آسانی سے فتح ہوئے۔ اور دو قلعے جبکا نام طلیح اور سلیم تھا بہت سخت تھے اور آدمی اُنہیں بہت تھے دس روز تک گھیرا۔ جب یہی فتح ہوسر نہ ہوئی۔ پھر خیر کے کا فر یہودی قلعے سے باہر نکل کر لڑائی کرتے تھے اُن دنوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درحسب پیدا ہوا۔ اس سے پہلے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علمِ عربین خطاب کو دیا۔ وہ شام تک لڑتے

اور نبیؐ کے پھر آئے دوسرے دن ابو بکر صدیقؓ کو علم دیا۔ انہوں نے بھی بمقدور کوشش کی اور بے  
 فتح پھر آئے تیسرے دن پھر حضرت عمرؓ علم لے گئے۔ اور بہت جانفشانی کی کچھ فائدہ نہوار رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں علم اُس شخص کو دو لگا کہ دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اُسکو دوست  
 رکھتا ہے وہ اللہ اور رسول کو اور فتح اُس کے ہاتھ میں ہوگی یہ سب انکے سب اصحاب متفق ہوئے کہ دیکھا چاہئے  
 کہ یہ سعادت کس کے نصیب ہوگی اور حضرت علیؓ پر کسی کا گمان نہیں تھا اس واسطے کہ انکی اپنی دھن تھیں۔  
 کہ کچھ نظر نہیں آتا تھا فخر کو اصحاب بن مثن کے ہتھیار باندھ کر حضرت کے خیمے کے سامنے ٹٹلتے تھے کہ ناگاہ حضرت  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کہاں ہے علی ابن ابی طالب جانتے ہو لوگوں نے عرض کی۔ کہ سبب  
 شدت دروچشم کے سر کے میں حاضر نہیں ہوئے سلمہ بن اروعہموجب حکم کے حضرت علیؓ کو پکڑ لائے حضرت  
 نے پانی دہان مبارک کا اُٹکی آنکھوں میں لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی رحمت سے جلوہ شفا کا دکھایا۔ اور  
 پھر عام عمر اُن کو دروچشم کا نہ ہوا پھر علم اپنے ہاتھ سے باندھ کر اُن کو دیا اور دعائے خیر اُن کے تھیں کی۔ جب  
 مرتفعے علیؓ گئے اور مقابلہ شروع ہوا اور کئیوں کو مارا بعد اُس کے ایک یہودی مرحب نام جو شجاعت پر  
 لگ گیا اور شام تک اُس کا نام تھا ہولا کہ اسے لوگوں نے ہارے شکر کا سردار کون کہتے تھے کہ علی ابن ابی طالب پھیرا  
 بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرحب کہہا میں سستا ہوں کہ وہ بڑا دلاور ہے۔ افسوس کہ وہ آج  
 میرے ہاتھ سے مارا جاویگا۔ حضرت مرتضیٰ علیؓ متقابل ہوئے جد بہت سے طعن و ضرب اور گیر و دار کی علی  
 مرتضیٰ نے ایک ایسی تلوار اُس کے سپر خنجر و ماری کہ پشت تک دو ٹکڑے ہو گئے جب لڑائی کا شور گرم ہوا۔ تو  
 ایک یہودی نے حضرت کو ہاتھ پر ایسی ضرب لگائی کہ اُن کے ہاتھ سے ڈھال گر پڑی حضرت مرتضیٰ علیؓ نے  
 گرمی اور طیش سے ایک دروازہ کا حلقہ ہلا کر اُٹھا اُسکو اپنے سر تک اُٹھا کر گرایا شکر اسلام نے حملہ کیا ایگیا کی  
 قلعہ میں بیٹھ گئے اور بہت کھار کو قتل کیا جب قلعہ والوں نے یہ حال دیکھا تو عاجز ہو کر اس طعن پر صلح کی کہتیا  
 سب مسلمانوں کو دیویں اور ہمارا خون صاف کریں اور ہر ایک مرد ایک اونٹ کا بوجھ غلے وغیرہ کا ہمراہ لیا جو  
 بنطیس کہ کچھ مال نقد وغیرہ لیا ویسے جب صلح پر معاملہ قرار پایا۔ تو حضرت مرتضیٰ علیؓ رضہ لڑائی سے پھرے  
 کہتے ہیں کہ سات جوانان قوی نے چاہا کہ اُس در کو اُٹ دیں نہ اُٹ سکے اور چالیس جوانوں نے چاہا  
 کہ اُس کو اُٹاویں یہ بھی میسر نہ ہوا۔ اس لڑائی میں ترانوے آدمی کا فرار سے گئے اور پندرہ اہل اسلام میں  
 شہید ہوئے پھر یہود سے فریب ظاہر ہوا اور بہت مل چھپا کر منکر ہوئے تھے وہ نکلا اس واسطے حضرت صلح نے

چاہا کہ ان کے مردوں کے تئیں غسل کریں یا اُس تک سے نکال دیں یہود نے نہایت عاجزی سے کہا کہ مسلمانوں کو اہلہ و عورتوں کے چاہیے ہم کو ملک میں کچھ دعوے نہیں ہم کو مانند زور و مل کے آدمی پیدائش دیا کرو۔ حضرت صلعم نے اُنہیں منست رکھ کر قتل سے معاف کیا اور فرمایا جب تک ہماری مرضی ہوگی۔ یہ کام تم سے یوں گے اور آدھا حاصل اجرت میں تمہاری دیکر باقی آدھا بیت المال میں سونپا جا دے گا اور بی بی مصیبہ جو بیٹی حمی بن اخطب امیر یہودی کی تھی اُس کو غنیمت سے بزرگیدہ کر کے یہاں حرم محترم میں داخل کیا۔ اور وہاں سے خزانہ اور غنیمتیں لیکر مالاً و غنا کا مدینہ کو مراجعت فرمائی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۶

### بیان مکہ کے فتح کرنے کا

جب حدیبہ میں صلح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قریش کے ساتھ ہوئی تو یوں قرار پایا تھا۔ کہ دس برس تک ہماری تمہارے حج میں لڑائی نہ ہوگی عادت عرب کی یوں تھی کہ جو کسی کا عدو ہم سوگند بھتا۔ تو اُن کی لڑائی کو گویا اُس کی لڑائی سمجھتے تھے بنی خزاعہ قدیم سے باوجود کفر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم سوگند تھے اور بنو بکر قریش کے ہم عہد تھے اور اُن دونوں قبیلوں میں ہمیشہ دشمنی رہتی تھی بعد اُس صلح کے بنو بکر کے اور بنو خزاعہ کے لڑائی ہوئی قریش نے اپنے ہم عہدوں کی مدد کی اور کئی جوان قریش پوشیدہ منہ ہاندہ ہاندہ کر بنو بکر کے ساتھ ہو کر ناگاہ بنو خزاعہ پر جا پڑے اور میں آدمی مار ڈالے ہڈی بن دقا بنی خزاعہ کا سردار کئی آدمی ہمارا لیکر اور اپنا حال زار اشعار میں نظم کر کے مدینہ کو آیا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں رحم کھایا۔ اور فرمایا کہ اگر تمہارے خدا نے یاری کی۔ مگر میرا اللہ کہ وعدہ لاشیرک ہے۔ میری یاری کرے گا۔ یہاں کو نہایت دلاسا اور تسلی سے رخصت کیا اور لشکر کے تیار ہونے کا حکم دیا اور مکہ کے والے اس حرکت سے پشیمان ہوئے احمد ابو سفیان کہہ گا کہ تم مدینہ کو جا کر صحرے سے عہد کرو اور اپنے نقص عہد کا عذر بیان کرو ابو سفیان اس امید سے کہ میری بیٹی ام حبیبہ حضرت صلعم کا قید ہے۔ مدینہ کو آیا اور ادل اپنی بیٹی کے پاس گیا۔ ام حبیبہ نے جو حبیبہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ایمان کامل حاصل کیا باپ کو دیکھتے ہی بچپن کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشا۔ ابو سفیان نے پوچھا۔ کہ بیٹی مجھ کو اس بچپن کے لائق نہیں سمجھتی ہے یا اس بچپن کو میرے لائق نہیں جانتی ام حبیبہ نے فرمایا یہ بچپن کا رسول اللہ صلعم کا ہے اور تو شرک کی نجاست کو شہرہ تجھ کو شرم نہیں آتی کہ سردار قریش اور اعلیٰ زمانہ ہو کر تجھ پر جواب ہے ابو سفیان وہاں سے نہایت غصہ سے



نکل حضرت صلعم کی مجلس میں گیا اور تجدید عہد چاہا۔ کچھ نائدہ نہ پایا اس واسطے شرمندہ اور محروم ہو کر کہ کو بھر گیا۔ اور قریش کو اس حال سے خبر دی حضرت نے ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ کیا اور دس ہزار سوار اور پیادے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور حضرت عباس ان دنوں میں اپنے اہل و عیال کو لیکر مدینے کو آتے تھے منزل ذوالحلیفہ میں حضرت محمد صلعم سے ملاقات ہوئی انہوں نے عیال کو مدینے کی طرف روانہ کیا اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوئے قریش کو معلوم نہ تھا کہ حضرت صلعم مدینے سے نکلے ہیں مگر ابوسفیان کو یقین تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلد آویں گے اس واسطے حکیم بن حرام کو لکے سے ساتھ لیکر باہر آیا تاکہ معلوم کرے کیا حال ہے جب ایک منزل آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک پستے کے تلے دس بارہ ہزار شکر ظفر پکڑے ہوئے اترے تھے اور حکم دیا تھا کہ رات کو ہر شخص اپنے ڈیرے کے مقابل آگ جلاوے رات کو ابوسفیان نے پستے پر چڑھ کر جو دیکھا تو شکر عظیم کے دیکھنے سے حیران ہو گیا اور گمان اُس کو نہ تھا کہ اتنا شکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کہاں سے ہوگا اُسی پستے پر مقام کیا کہ فجر کو حال معلوم کرے حضرت عباس کی قربت کے میں بہت متقی چاہتے تھے کہ کسی طرح قریش کو خبر ہو جو آن کر امان چاہیں یا ایمان لادیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہوئے تاکہ کوئی لکڑہاڑا ملے تو اُس کی زبانی یہ خبر بھیجیں شکر سے باہر جو نکلے تو ابوسفیان کی آواز سنی اور پہچان کر بولے کہ اے اباضطلہ ابوسفیان نے پکارا یا ابابفضل میں سے کہاں باپ تجھ پر فدا ہوں یہ کبسا شکر ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا وائے بر حال قریش! اگر بغیر درستی معاملہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچیں تب ابوسفیان بولا کہ کیا تدبیر کریں بھائی حضرت عباس نے کہا کہ ساتھ والوں کو تو رجحست کر دے اور میرے خچر پر ردیف ہو جائیں حضرت صلعم سے تیری خلصی کی کوشش کر دوں گا۔ ابوسفیان کے رفیق تو اسی وقت چلے گئے اور حضرت عباس اُس کو اپنا ردیف کر کے لشکر میں آئے ہر ایک ڈیرے پر جو پہنچتے تھے تو لوگ پہچان کر کہتے تھے کہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکب رسول اللہ پر سوار ہوئے اپنے ڈیرے کو جاتے ہیں جو رفت حضرت عمر کے ڈیرے کے برابر پہنچے۔ اور انہوں نے ابوسفیان کو پہچانا۔ وہیں تلوار میان سے باسر کر کر دوڑے۔ اور بولے کہ اے عدو اللہ! محمد اللہ کہ میں نے تجھ کو بے ایمان پایا۔ اور حضرت عباس خچر کو چھٹا کر آگے چلے اور حضرت عمر شہیر برہنہ پیچھے دوڑے حضرت عباس سبقت کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے خیمے میں جا پہنچے۔ اور حضرت عمر بھی پاس نہ پاس نہ آئے۔ بلایا اور ہوسے کہ یا رسول اللہ حکم کر کہ اس دشمن خدا کی گردن ماروں اور خلق اللہ کو اُس کے عذاب سے چھٹا دوں۔ حضرت عباس نے کہا

یا رسول اللہ میں اُس کو انان دیکر لایا ہوں۔ حضرت عمر اور عباس میں فخر مجاہدہ اور پیگر گورہی حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں تصدیق ہوئی۔ تب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ چچا آج کی رات اُس کو اپنے خیمے میں رکھو فجر کو حاضر کیجیو۔ حضرت عمر دانت چیتے ہوئے اپنے ڈیسے کو آئے اور عباس ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لائے صبح کو جب عباس نے موافق حکم کے حضور میں حاضر کیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسے تیر حال پر اسے ابی سفیان ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ تو جانے کہ معبود ربی اور سجد مطلق سولے خدا کے دوسرا کوئی نہیں ہے ابوسفیان نے عرض کی کہ تیری حلیمی اور کربی میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ باوجود ان قصوروں کے مجھ سے تیری خدمت میں صادر ہوئے ہیں تب بھی اس الطاف سے پیش آتا ہے حضرت عباس نے فرمایا کہ ابا ابوسفیان فرصت کو غنیمت جان اور عمر کے آنے سے آگے مسلمان ہو جاؤ جو مخلصی پاوے تب ابوسفیان جبراً اور کرباً مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ ابوسفیان آدمی عنایت طلب جاہ دوست ہے اس کے ساتھ کچھ ایسا التفات فرمائیے جو اس کے سرفرازی کا ہو حضرت نے فرمایا۔ جو کوئی ابوسفیان کے گھر جاوے گا۔ اُس کو امن ہے اور جو کوئی مسجد الحرام میں آویگا اُس کو بھی امن ہے اُس وقت عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ چچا ابوسفیان کو پہاڑ کی جڑ میں تنگ راہ پر کھڑا کر جو لشکر حق کو دیکھے اور لشکر کی ہیبت سے اُس کا کفر ٹوٹے حضرت عباس نے موافق حکم کے عمل کیا جب لشکر اسلام فوج فرج نکلتا شروع ہوا۔ ہر ایک کے احوال سے پوچھتا تھا اور حضرت عباس بیان کرتے تھے یہاں تک کہ سیدالابرار فتح یومیں اور نصرت بریں اساتذہ قوم ہماجر و انفسا کے کہ ہر ایک اُن میں سے درمیان خود اور زرہ کے اور بخت اور دستاویزوں کے ایسے غرق تھے کہ سولے پہلو کے کوئی عضو نمودار نہ تھا پہونچے۔ اور علم دار خاص حضرت کانیز بن العوام تھا ابوسفیان نے متوجہ ہو کر دیکھا کہ یہ کون ہے۔ جواب دیا۔ کہ سید مختار اور دوست ہماجر اور انفسا ہیں۔ ابوسفیان نے کہا۔ کہ اب ہماجر ہے۔ بختیہ کا مالک اور حشمت بہت ہو گیا۔ حضرت عباس نے فرمایا۔ اے کم بخت! یہ مالک نہیں ہے۔ یہ نبوت ہے۔ روز بروز شوکت اور عظمت اس کی زیادہ ہوتی گئی۔ پھر ابوسفیان صبح آگے بڑھ کے مکے پہونچا۔ اور قریش کو فریاد کیسے بولا کہ جو ایسا لشکر لیکر آتا ہے کہ کسی کو متاہلہ کی مجال نہیں اور یوں حکم صادر ہوتا ہے کہ جو کوئی یہاں گھر میں یا مسجد اشراہم میں پناہ لے جاویگا اپنے گھر کا دروازہ بند کرے مجھے گالے گا۔ وہ انان میں ہوگا اور اگر مسلمان ہو جاوے گا (سلامت رہو گے۔ زور نالایق اُس کی نہ نہایت نالایق باقی ہیں۔ انقصہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نبیز مہ فوج ہماجر کے قتل نہ ہوتے سے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

اپنے گروہ کے ساتھ فانی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے اور خالد بن ولید فانی راہ سے آویں اور کوئی کسی کو قتل نہ کر دیا مگر انکو جو قصد تھا اراکے اُس وقت حضرت صلعم بنفس نفیس ملتے پر سوار ہوئے اور صدیق ہیں اور اسدِ یاسر پر ساتھ خاص گروہ اپنے کے متوجہ ہوئے اور مفتح جگہ میں حضرت صلعم کے فاسطے خیمہ آستادہ کیا اور غزوہ میں کشت و خون نہیں ہوا۔ مگر خالد بن ولید کو جس سے حضرت نے حکم داخل ہونے کا دیا تھا جب شہر میں آنے لگے۔ تو عکرمہ بن ابی جہل معہ اپنے لوگوں کے خالد سے مقابل ہوا۔ اس سبب خالد نے ہمیں تیس آدمی اُن کے قتل کئے تھے کہ ابوسفیان یہ خبر سن کر دوڑا۔ اور دامنِ عاطفت محمد رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم کا پکڑا۔ عاجزی سے کہا کہ یا رسول اللہ کوئی مقتل قریش میں باقی نہیں رہے گا۔

مصرعِ ترع کہ ہے وقتِ رحمۃ حضرت نے سنا دی اسن کرادی۔ پھر حضرت بیت الحم میں شریف لے گئے اور تین سو ساٹھ بت کعبے کے گروہ پیش تھے۔ اس ایت کو پڑھتے جاتے تھے قل جاء الحق و زهق الباطل۔ اور ایک لکڑی سے بٹوں کی طرف اشارہ کرتے تھے خود بخود وہ بت سدنچوں ہو کر گرتے جاتے تھے۔ بعد اُس کے حضرت بیت اللہ سے باہر نکلے اور کعبے کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر کھڑے ہوئے۔ تمام حرم شریف اہل مکہ سے بھرا تھا۔ حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ اے لوگو تمہارا گمان مجھ پر کیا ہے؟ کہ میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟ سبوں نے دست بستہ ہو کر عرض کی تو بھائی کریم بنے اور بھتیجا کریم کا ہے۔ کریموں سے سوائے کرم کے دوسری امید نہیں ہے حضرت صلعم نے اپنا کرم چلی اور رحمتِ فانی سے فرمایا۔ کہ میری طرف سے تمہارے کچھ سزائش نہیں ہے۔ جاؤ میں نے سب کو آزاد کیا کہتے ہیں کہ قریش کو اس بات کے سننے سے یہ حالت ہوئی جیسے مجرم واجبِ قتل کو خوشی جان بخشی کی سننے سے جرتی ہے اسی سبب سے اکثر اہل مکہ زن و مرد۔ بہاروں ایک دہائیں مسلمان ہو گئے اول مزدوں نے بیعت کی بعد اُس کے عورتیں آئیں حضرت نے چاند کا ایک کوہ اپنے دست مبارک میں لیا دوسرا کوہ عورتوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ کے بیعت کی بعد اس فتح کے حضرت صلعم نے خالد بن ولید کے تیس بیس سواروں سے بھیجا۔ بخانہِ عنزے کی عزت کھوئی اس طرح اصحابوں کو جا بجا بھیجا۔ بخانہِ سراع کا اور منات کا تھا اور بخانہ لات پر لات چلی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو ترقی بخشی۔ پھر وہاں سے سالما و غامدینے ہا پکھنے میں تشریف لے گئے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَاَمَّا رَاكُ حَضْرَتِ صَلَّى اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے فانی سے رحلت فرمانے کا

سفرِ حج کے کیسے ہوئی اور سورہ اخلاص کے نصراً اللہ نازل ہوئی حقیقت وَاَكْبَتَ النَّاسُ يَدْخُلُونَ

رَحْمَةُ اللهِ اَفْوَاجًا نے ظہور پایا قوم عرب ایمان لانے میں قریش کے مولے کے انجام کے منتظر تھے۔ ہدفِ فتح  
 کے نام قبائل عرب کی طرف سے دیکھوں کا واسطے ایمان لانے کے آنا شروع ہوا اور فوج جمع و فساد کی ہے۔ اور  
 وفد کے سننے رسول ہیں اور وفد فوج فوج اپنی قوم کے ہو کر آتے تھے۔ اور ایمان لاتے تھے رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم پر ایک کو بعد ایمان کے خلعیں اور خرچ و دیکر خدمت کرتے تھے۔ جب آیۃ الیوم آگئی تھی لنگر  
 دینا لکھوا تممت علیکم فی حجتی نازل ہوئی تو ایک سے رسول خدا صلی علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور خطبے میں آیت مذکور  
 پڑھ کر فرمایا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے رہنے اور مرنے کا مختار کیا اس نے عالمِ بقیہ کو اختیار کیا حضرت  
 ابو بکر صدیق اس نکتے کو سمجھ کر رونے لگے کہ ہمارے ماں باپ تجھ پر تصدق ہوں۔ ہمارا کیا حال ہوگا۔ نکتہ یہ ہے  
 کہ حضرت صدیق نے جانا کہ جب کمال دین کا اور اتمامِ نعمت کا ہوا۔ تو ہر کمال کو زوال ہوتا ہے۔ اور بھیجنا  
 حضرت کا غلط واسطے تکمیل دین کے تھا جب دین کمال ہو چکا تو حضرت کو دنیا سے وفی سے کیا کام ہے۔ اور ایک  
 مہینہ پہلے وفات سے حضرت صلی علیہ وسلم نے اصحابوں کو ہمارا ایسی نصیحت کی کہ سننے والوں کو نبی اللہ سے مہم  
 ہو گیا حضرت صلی علیہ وسلم یاروں کو وداع کرتے ہیں سب نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ غسل کی خدمت کون  
 کرے گا۔ فرمایا میرے اہلیت۔ لوگوں نے پھر عرض کی کہ ناز جنازہ کون پڑھے گا۔ فرمایا جب غسل و تکفین سے  
 فراغت ہو تب جنازہ میرا میری قبر کے پاس اکیلا چھوڑ دیجو اول جبریل اور دوسرا مالک پڑھیں گے۔ پھر عورت  
 و مرد اہلیت کے اس کے بعد اور لوگ فوج فوج آویں گے اور پڑھیں گے بعد اس وصیت کے چار شعبے کے دن  
 اٹھائیسویں صفر کی حضرت کو دوسرے شبہات شروع ہوا اور بعد ظہر کے زیادتی مرض کی ہوئی۔ باوجود مرض کے  
 ہر روز ہر ایک بی بی کے یہاں تشریف لیجاتے تھے اور ہمیشہ پوچھتے تھے کہ کل میں کہاں رہو گنا اہل بیت  
 نے یہ حال دیکھ کر عرض کی کہ ہم سب راضی ہیں کہ آپ ایامِ مرض تک عائشہ کے گھر میں تشریف رکھیں۔ جب  
 حضرت ایک ہاتھ حضرت عباس کے کاںڈھے پر اور ایک حضرت علی کے دوش پر رکھ کر پاؤں سے گھسیٹے ہوئے  
 بڑی تکلیف سے حضرت عائشہ کے گھر گئے چودہ روز حضرت صلی علیہ وسلم بیمار رہے۔ دوسرے صفر کے بارہ  
 روز ربیع الاول کے اسی ایامِ مرض میں حضرت فاطمہ الزہرا ایک دن حضور میں تشریف لائیں۔ حضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے بطریق مشورت کے آہستہ خاتونِ جنت سے فرمایا کہ آے میوہ درختِ زندگانی۔ دوسرے روشنی  
 دین کا مرنے پر سالِ جبریل امین ایک بار میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ ایک سال دوبار اتفاق ہوا۔  
 سلمہ چاہے کہ ایامِ زندگانی آخر میں اور عنقریب اس دنیا سے فانی سے جوار رحمتِ سبحانی میں جانا ہوگا۔ نہ رہنے

بتوں نے اس بات کے سننے سے ٹھہر کر چہرہ مبارک پر آنسوؤں کا باراں برسایا۔ اور فرقت میں سید الانس و البجان کی آپس روئیں۔ اور اُن کو بھی رولایا۔ پھر حضرت صلعم نے بقراری حضرت سید النساء کی دیکھ کر بطریق مشورت کے کان میں آہستہ سے فرمایا۔ کہ اُسے نور دیدہ و اُسے فرزند برگزینِ طلالِ امت کر۔ اور پریشانی کا خیال مت لا۔ میں تجھ کو دوسرے سناٹا ہوں اور غم کا رنگ تیرے سینے سے کینے سے مٹانا ہوں۔

اول تو یہ کہ بہشت جاودان میں سردارِ زمان اہل ایمان تو ہوگی۔ دوسرے یہ کہ سب سے پہلے میرے اہلیت سے تو مجھ سے ملاقات کریگی۔ پس خاتونِ جنت نے اس تریاک کے جُڑے کے پینے سے فراق کا دھیر اپنے مذاق پر شیریں بچھا۔ اور اس خوشخبری کے سننے کے شکر میں تبسم کیا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا۔ کہ اُسے فاطمہ میں نے کوئی غم خوشی سے نزدیک تر تیرے غم سے نہیں دیکھا۔ اور نہیں سنا۔ سبب پہلے غم کا اور باعث دوسری خوشی کا مجھ سے بیان کر حضرت خاتون نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بھید کا جلد ظاہر کرنا اور فرزندِی سے بعید ہے۔ لیکن بعد وفات حضرت کے حضرت عائشہ کے مہانے اور تاکید سے ماہرہ احوال ظاہر کر دیا۔ جب تین دن حضرت کی عمر شریف کے باقی رہے۔ سبب ضعف جسمانی کے جماعت میں حاضر ہو سکے اور تیرہ نمازیں گھر میں پڑھیں ایک روز عشا کے وقت بلالِ مؤذن نے دروازہ پر آن کر پکارا الصلوٰۃ یا رسول اللہ حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہہ دو کہ ابو بکر نمازِ جماعت کی پڑھاویں۔ حضرت عائشہ نے بی بی حفصہ سے جو حضرت عمرؓ کی بیٹی اور رسول اللہ صلعم کی زوجہ ہیں کہا میرا پانچم دل کثیر الحزن ہے اور عمر قویہ مزاج ہیں اگر تو حضرت صلعم سے عرض کر کے عمر کو حکمِ امامت کا دوا دے تو بہتر ہے حفصہ نے بموجب کبریٰ عائشہ کے حضرت سے یہ بات عرض کی حضرت صلعم بہت غصے ہوئے اور فرمایا کہ ابو بکر سے کہو امامت کراویں اور تم آئے عورتوں کی جنس سے ہو جو یوسف کو فریب دیتی تھیں۔ حفصہ نے اوداس ہو کر عائشہ سے کہا۔ کہ مجھ کو تجھ سے کبھی نہ خیر پہونچگی۔ تو نے ایسے نازک وقت میں حضرت کا مزاج مجھ سے مسخرف کر دیا۔ بلال نے جو یہ بات سنی فریاد کرنے لگے کہ داغواہ کا شکے ماں مجھ کو نہ جنتی جو یہ حالت پیغمبر خدا صلعم پر نہ دیکھتا۔ بعد اُس کے پنجم گریان و دل بریاں مسجد میں آکر حضرت صدیق کو حکم حضور اقدس کا پہونچایا۔ جب حضرت صدیق نے رسول اللہ کی جگہ کو خالی دیکھا بیطاقت ہو گئے۔ اور زار و زار روئے اور باقی حاضرین سب رونے لگے حضرت صلعم علیہ وسلم نے جو آواز اُن کے رونے کی سنی تو وضو کیا۔ اور عباس اور حضرت علی کے کا نہ صون پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نمازیں تھکے۔ چاہا کہ صف میں آلیں۔ حضرت صلعم علیہ وسلم نے

اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور ابو بکر صدیق کے دست چپ کی جلیٹھیے اور بسبب مصروف کے آواز حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو نہیں پہنچتی تھی۔ اس واسطے حضرت ابو بکر لوگوں کو اپنی آواز سے افعال و اقوال امام کا ظاہر کرتے تھے اس واسطے محدثین نے کہا ہے ابو بکر مقتدی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور لوگ مقتدی تھے۔ ابو بکر کے صبح کی نماز کی وقت آخر زین عمر شریف کے حضرت نے حجرے کا پردہ اٹھایا۔ اور اصحاب کو ابو بکر کے پیچھے نمازیں دیکھا۔ بہت خوش ہوئے بعد اُس کے جبرئیل امین حکم رب العالمین کے تشریف لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ تحفہ سلام سے منفر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر تمہارا دل دنیا میں رہنے کو راغب ہے تو جب تک چاہو رہو والا ہم تمہارے مشتاق ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **وَأَحْيَيْتَنِي بِالْقَوْنِ الْاَحْيٰی** بعد اُس کے ملک الموت اعرابی کی صورت میں آئے اور دروازے پر لکھا **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ** میں آؤں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دروازے کے قریب آنکر کہا کہ اے اعرابی اے شاق دیدار بنی عربی خدا تم کو اجر دے آج وقت طاعات کا نہیں ہے پیغمبر خدا اپنے حال میں مشغول ہیں ایسے حال میں حضرت کو تشدد یہ دینا مناسب نہیں۔ دوسری بار بدستور اول آواز کیا وہی جواب سنا فقیر سی بار ایسا آواز کیا۔ کہ تمام گھنٹے والوں کے اعضا لرزنے لگے۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ شاید یہ شخص کافروں سے اوجھا سکتا ہے۔ حضرت صلعم نے یہ باتیں سنکر فرمایا۔ کہ یہ کیا باتیں ہیں۔ خاتون جنت نے کہا ایک مرد غریب ساتھ صورت ہمیب کے اور وضع عجیب کے دروازے پر اذن مانگتا ہے۔ ہم نے ہر چند عذر کیا۔ قبول نہیں کرتا اس مرتبہ میں ایسا کرناک کے بولا کہ ہمارے اعضا کانپنے لگے اور دل ڈر گیا۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسے فرزند ارجمند تو نہیں جانتی یہ کون ہے یہ ہادم اللذات ہے اور مفرق الجماعات ہے۔ اور جوہ کرنے والا عورتوں کا اور عجم کرنے والا فرزندوں کا اور خراب کرنے والا گھروں کا اور آباد کرنے والا قبرستان کا ہے۔ اور چکھانے والا جسدِ مرہ فنا اور فوت کا ہے۔ اور قیدیہ یہ ملک الموت ہے کہو کہ آوے اس واسطے کہ اذن مانگ کر آنا اُس کا طریق نہیں۔ گھر پاس ادب سے اس خاندان کے اذن مانگتا ہے۔ جب اذن دیا اور حاضر ہوا اور حضرت صلعم کے حاضران مجلس پر غرت اور محرمت سے ناظر ہوا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے زیارت کے قدم رنج کیا ہے تم نے یا واسطے رنج کے اس گھر پر سایہ ڈال ہے تم نے۔ جواب دیا کہ مقصد اول کو یقیناً آیا ہوں۔ اور دوسرا مطلب آپ کی رضامندی پر موقوف ہے اگر فرمائیے تو جان پاک کو افلاک پر بھجواؤں اور اگر اس عالم میں توقف منظور ہو

تو میں بے توقف اپنے مکان کو پھر پاؤں حضرت صلعم نے پوچھا اے فرشتے مقرب میرے دوست جبرائیل کو کہاں چھوڑا۔ جواب دیا وہ آسمان پر ہے اور ملائکہ اُس سے آپ کی تعزیت کرتے ہیں یہ تو اپنی باتوں میں غصے کہ جبرائیل آپہونچے اور حضرت کے سرانے آ بیٹھے حضرت نے فرمایا کہ اس وقت غم بہت ہے اور دل بقیہ رہے۔ مناسب ہے کہ کچھ ایسی خبر سناؤ کہ جان میری بند غم سے آزاد ہو جبرائیل نے کہا اے رسول اللہ دروازہ آسمان کھلے ہیں اور ملائکہ روح مقدس کے استقبال کو صف باندھے کھڑے ہیں اور طباق نور کے لئے ہوئے روح پاک پر تیار کرنے کو مستعد ہیں پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسی خوشخبری دو کہ میری خاطر کو غم سے نکالے اور نقش اندوہ کا میرے دل سے بنادے جبرائیل نے کہا کہ اے انیل کے سردار و امیر و سرور و طاہر و انصار و دروازے بہشتوں کے کھلے ہیں اور حورین قصود عظیمین میں آپ کے تشریف لانے کی منتظر ہیں۔ پھر خداوند انبیاء مرسلین جوئے کہ اے رہنے والے سدرۃ المنتہی کے اور اے مورد رحمت بے انتہا کے میرے تئیں سناؤ شہدہ اس سے اٹھا اور خبر سرور افزا۔ روح الامین نے کہا کہ عالم غیب میں یوں مقرر ہوا ہے۔ کہ کل قیامت کو اُس میدان خوف و ندامت میں اول وہ شخص کہ جس کے سر پر تاج شفاعت کا رکھیں گے۔ اور پہلا شیعہ کہ چل قبولیت کا اُس کے درخت شفاعت سے جدا ہو گا۔ وہ تو سید دنیا و آخرت نے سن کر شکر خدا کا کیا۔ اور پھر فرمایا کہ اے روح الامین وہ بات سنا جو کہ غم کی دل سے کھلے۔ جبرائیل نے کہا کہ اے مقتداہ انبیاء و اے رہنماے اصفیاء تم کہو کہ کس غم میں ہو۔ اور فکر تمہاری کیا ہے۔ کہ ایسی خوشخبریاں تمہارے غم کو زائل نہیں کرتیں اور خاطر مقدس کو کسی طرف مائل نہیں کرتیں۔ جواب دیا کہ تمام غم و اندیشہ واسطے اہمیت کے ہے کہ بعد میرے سر انجام اُن کے کام کا کیا ہو گا۔ جبرائیل نے کہا کہ خاطر جمع رکھو کہ تم سے آگے کوئی پیغمبر بہشت میں نہیں جاویگا۔ اور خازنان بہشت دروازے فرودس کے تیری اہمیت عالی ہمت سے آگے کسی کے واسطے نہ کھولیں گے یہ اللہ علیہ السلام نے خوشی ہو کے فرمایا کہ اسی عزرائیل جو ہم تجھ سے متعلق ہے اُمیں مشغول ہو اور اس جہان فانی کی بندندگانی میرے فرخ روح کے پاؤں سے جیسے چاہیے ویسے کنول کہ معاذ خلق کا ہو آخر اور شوق خالق کا اب میرے گریبان کو گھنچتا ہے۔ تب عزرائیل کہ خدمت باندہ کو واسطے قطع کرنے تعالیٰ جسم و جان اُس سید الانس و الجنان کے مشغول ہوئے جبرائیل امین نے سید المرسلین صلعم سے رخصت ہو کر فرمایا۔ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَخْسَرِي اَنَا مِيرَادُنِيَا مِیْ یَہ تَہَا۔ پھر میں روئے زمین پر واسطے پہونچنے وحی مبین کے نہ آؤں گا۔ مقصد و مطلوب میرا تو یہ تھا۔ میری صرخ جو مرا یوسف نہ ہو۔ تو





یقین ہوا کہ حضرت نے وفات پائی اور ہر ایک اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھنے لگا۔ بعد اُس کے حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ اے مردان اہلبیت کرام تم بموجب وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجہیز و تکفین میں مشغول ہو اُس وقت حضرت علی اور حضرت عباس کے دو بیٹے فضل اور قثم بن عباس اور شقران حبشی حضرت کا آزاد کیا ہوا غلام غسل کی خدمت میں مشغول ہوئے اور بموجب سید العالمین صلعم کے تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ موافق ارشاد کے پڑھ کے حضرت عائشہ کے حجرے میں مدفون کیا صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم (جمعین) ۛ

### اذکر حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا

ام شریف اُن کا عبداللہ بن تحافہ اور کنیت اُن کی ابوبکر اور لقب اُن کا صدیق اور عتیق تھا جسدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اُسی دن سب اصحابوں نے اُن سے بیعت کی اور ہاجرین اور انصار نے اُن کو خلافت پر مقرر کیا بعد مقرر ہونے خلافت کے اپنی معاش کے مقدمے میں متفرک ہوئے کہ کس کام میں مشغول ہوں اصحابوں نے کہا کہ تم خلیفہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئے اور تعلق بیت المال کا تم سے ہے اُس میں سے جتنا چاہو صرف کرو۔ اور ہمیشہ حضرت تمام لوگوں سے تواضع اور حلم کرتے تھے۔ اور مقدمات دینی او ملکی میں ساتھ علماء صحابہ کے مشورت کرتے تھے اور ضعیفوں کے ساتھ نرمی اور مدارات کرتے تھے۔ پھر جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر غرب میں مشہور ہوئی تو اکثر عرب مرتد ہو گئے۔ اور زلوات دینا موقوف کیا حضرت ابوبکر صدیق نے اصحابوں سے اُن کے قتل کرنے کی مشورت کی حضرت عمرؓ نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ لوگوں سے نرمی اور تالیف کرو فرمایا کہ تو جاہلیت میں جبار تھا اور اسلام میں سستی کرتا ہے اُسے عمر وحی منقطع ہو گئی اور دین تمام اور کامل ہوا آیا دین میں نقصان ہوگا۔ اور میں زندہ ہوں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے اسامہ بن زید کو سات سو پہلوانوں کا امیر کر کے واسطے خرا کے ملک شام کی طرف بھیجا مقرر کیا تھا سپوز روانہ نہ ہوئے تھے کہ رُوح مبارک صلعم کی قبض ہوئی۔ اور عرب مرتد ہو گئے اصحابوں نے جمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ ان لوگوں کو بافضل ست بھیجو حضرت صدیق نے فرمایا۔ کہ اگر میں جانوں کہ درندہ ازواجِ مطہرات کے پاؤں کو دینے سے کھچیں گے یعنی اگر قتال کا درجہ یہاں تک پہنچے کہ ازواجِ مطہرات قتل ہوں اور کوئی اُن کے دفن کرنے کو نہ دے جب بھی میں اُس لشکر کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا ہے نہیں پھیروں گا اور وہ علم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے بانڈھا ہونہ کھو لوں گا پھر اسامہ کو مدہ فوج جرار اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم روانہ کیا۔ ابد نہ ریا۔

گرا گری مری ہو تو عمر کو چھوڑ کر جاجو میں اس سے استعانت کروں اور طبیعت کو کائنیت حاصل ہو۔ اسامہ نے قبول کیا اور روانہ ہوئے جو قبائل عرب کہ ارادہ ارتداد کا رکھتے تھے اُس فوج ظفر مومن کو دیکر کہتے تھے۔ کہ اگر اس قوم کو قوت نہ ہوتی تو ایسا لشکر انہیں کیونکر نکلتا غرض اسامہ گئے اور اہل روم سے مقابلہ کیا۔ اور اُن کو بھگایا۔ اور سلامت باغینت رجوع کیا حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق نے شمشیر برہنہ کی اور اپنے رادے پر سوار ہوئے تو حضرت علی نے اُنکی اونٹنی کی باگ پکڑ لی اور فرمایا کہ میں تم کو وہ کہتا ہوں جو جنگ اُحد میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تلوار کو میان میں کر دو۔ اور ہم کو اپنا ڈکھ مت دکھاؤ واللہ اگر تم کچھ مصیبت آئی تو بعد اُس کے اسلام کا ایک انتظام نہ ہوگا اور ابوسہرہ رمن سے روایت ہے کہ اگر ابوبکر خلیفہ نہ ہوتے تو کوئی اللہ کی عبادت نہ کرتا۔ **فصل** ہو کہ جب ابوبکر نے سعادت اسلام کی پائی تو چالیس ہزار درہم نقد رکھتے تھے یہ سب رضائے خدا اور رضائے رسول میں خرچ کئے اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہیں دیا نفع میرے تئیں کسی کے مال نے جیسا نفع دیا ابوبکر کے مال نے اور بہت مسلمان غلامی کی ذلت میں گرفتار تھے۔ اور کافروں کے ہاتھوں سے بسبب حد اسلام کے گرفتار آید اور اضرار تھے ابوبکر صدیق نے مال کثیر دیکر اپنی ملک میں لاکر فی سبیل اللہ آزاد کیا۔ اور اپنا خانہ عافیت آباد انہیں میں سے تھے عامر بن فہیرہ اور بلال کفار کی ایدلے ہو گیا تھا بدر اُن کا مانند بلال۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوبکر صدیق کے حق میں چہزہ بیتیں عالی مضمون صنعت تجنیس کی فرمائی ہیں اُن کو مترجمہ لکھتا ہوں۔ **سیرت بزرگانِ عربی**

ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم	وَأَعْتَقَ مِنْ حَبَائِدِهِ بِلَاكَ	وَقَدْ وَسَّيَ النَّبِيُّ بَيْتَهُ فِضْلًا +
وَأَسْرَعَ فِي حَبَائِدِهِ بِلَاكَ	لَوَانَ الْجَمْرَ أَعْضَاهُ حَفَقًا	لَمَّا بَنَى لَا إِلَهَ إِلَّا بِلَاكَ +

یعنی ابوبکر نے عطا کیا راہ خدا میں مال اور آزاد کیا اپنے سے بلال کو بے تحقیق غنچاری کی بنی کے ساتھ سب فضل کی اور شتابی کی بیچ اجابت حکم لگے بغیر لاکے یعنی بغیر تاکے اگر دیا غضب میں لائے یعنی آزردہ کرے ابوبکر کو جان بوجھ کے نہ باقی رکھے اللہ اُس میں مال یعنی بے غلے علمائے کہل ہے کہ پانچ فضیلتیں ابوبکر میں ہیں کہ دوسرا اُس میں شریک نہیں ایک تو ثانی اثین فی الغار دوسری ثانی اثین فی العرش اور عرش ایک برکان سایہ دار تھا کہ اصحابوں نے جنگ بدر میں دستے شدت آفتاب کے حضرت صدیق مہم جو اسطے تیار کیا تھا اور اصحاب کی مصروف تھی حضرت ابوبکر تنہا مسلح حضرت مسلم کی حفاظت میں موجود تھے تیسری ثانی اثین فی المدفن چوتھی

پنجمہ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کے پیچھے اقتدا مقرر نہیں کی اور پانچویں وہ اور اُن کے ماں باپ اور اولاد سب اصحاب تھے اور کسی اصحاب میں یہ فضیلت جمع نہیں ہوئی اور حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا ہے کہ غور سے سرِ شریعہ اور زیادہ شریعہ کے بغیر اس کے چارہ بھی نہیں اور فرمایا ہے کہ اُسے شخص اصلاح کرتو نفس اپنے کی اصلاح کینگے واسطے تیرے لوگ اور فرمایا ہے کہ نہیں ہے ساتھ صبر کرنے کے مصیبت اور نہیں ہے بیچ بیکاری کے فائدہ حضرت ابو بکر صدیق نے سالِ اول میں اپنی خلافت کے تمام مرتدانِ عرب پر فوج بھیجی۔ اور قتل و غارت میں کچھ صرف نہ کیا ملکِ بحرین کا علاؤ الحضر کی جانفشانی سے کہ اولیائے صحابہ تھے فتح ہوا۔ اور مرتدانِ قبیلہ کندہ و حضرموتِ نیا دین ولید اور عکرمہ بن ابی جہل کی جو اندری سے مسلمان ہوئے۔ اور خلافت کے دوسرے سال میں جو بارھواں برس ہجرت کا تھا۔ مثنیٰ بن حارث کہ بنی سہیلان کا بڑا رئیس اور لوگ عجم سے بسببِ قرب و جوار کے اُس کی قوم نے بہت ایذا پائی تھی حضرت ابو بکر صدیق کے پاس اُن کے مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہانِ عجم کا کام ضعیف اور بہت ضعیف اور پریشان ہیں تو میں ایک لشکر کو فے کے گرد نواح میں لیجاؤں اور جو شہر اُس طرف کا لوں اُسکی حکومت مجھ کو عنایت ہو۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اُس کو روانہ کیا اور فرمایا کہ ایک لشکر تیری مدد کو پیچھے سے روانہ کرونگا۔ مثنیٰ نے وہاں پہونچ کر اطراف کو فہ کو لوٹنا اور علمِ اسلام کے تیس قائم کرنا شروع کیا جب شوکت اور شجاعت کا آواز حضرت ابو بکر صدیق کو پہونچا تو ایک خلعت اور نشان اُس کو بھیجا اور عجم کی لڑائی پر اُس کو تیر کیا بعد اُس کے بمصلح اصحابِ خالد بن ولید کو مثنیٰ کی مدد کیواسطے مقرر کیا اور ایک خط مثنیٰ کے نام لکھا کہ میں نے خالد بن ولید کو تیری طرف بھیجا ہے۔ اُس کی تعظیم اور توقیر کیجو اور معشکر اُس کی مدد میں رہو جب خالد بن ولید دس ہزار سوار جہاز ہمارا لے کر واد کو فہ و عراقِ عرب میں پہونچے۔ اُس تک کو نہایت آباد پایا۔ وہاں کے سردار طاقتِ مقابلہ کی نہ لاسکے صلح طلب کی حضرت خالد نے بمقتضائے الصلح خیر کے مبلغِ کثیر ہر سال اُنکے ذمے مقرر کئے اور سببِ صلح کا یہ ہوا کہ خالد بن ولید وہاں پہونچے تو وہ سب اپنے قلعوں میں متحصن ہوئے اور خالد متعطل قلعہ کیے رہے۔ اور کہا کہ ایک مردِ عاقل کو ہمارے پاس بھیجو جو اُس سے کچھ باتیں کریں اُنہوں نے ایک مردِ سپہر کو کہ نام اُسکا عبدالمسیح اور زبان اُسکی فصیح تھی۔ بھیجا۔ اور گفتگو صلح کی کی اور اُسوقت عبدالمسیح کے پاس ہم الساعۃ یعنی وہ رہے کہ جسکے کھانسیے ایک ساعت میں آدمی مر جا ایک کاغذ کی ٹپریہ میں تھا۔ خالد نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جواب دیا کہ اگر میری بات تمہاری حضور میں مقبول نہوگی تو میں قوم کی مشرّم سے اس زہر کو پیکر مرہونگا خالد نے اُس کے

ہاتھ سے وہ زہر لیکر لیسیم اللہ الرحمن الرحیم لیسیم اللہ خلیل الامعاء لیسیم اللہ الذی لا یشتر مع اسمہ شیء فی الاذن ولا فی السماء پڑھ کر نذہر کے نوش کیا اور غش اور عرق آیا مگر کچھ آسب نہ پہنچا اٹھ کر بیٹھ گئے عبدالمعنے نے حیران و سرسبز ہو کر اپنی قوم سے کہا کہ اے یارو ان لوگوں کو جو چاہیں سو وہ یہ لوگ جنس النر سے نہیں ہیں اور خود اس نے دین نصرانیہ ترک کیا اور دین محمدی اختیار کیا خالد نے ایک لاکھ کئی ہزار روپے صلح کر کے حضرت ابوبکر کے حضور میں اطلاع دی اور آپ اٹھارہ ہزار مردان مرد بھڑکھڑ کسرے کی طرف متوجہ ہوئے اور ہرگز کے ساتھ جو کسرے کی طرف سے حاکم تھا ایسا مقابلہ کیا کہ چشم عقل خیرہ اور فضا کثرت

یہ وہاں شہر بہر سو کہ خالد جو رزم خواہ	بہاؤں کا دریا بہر رزم گاہ !	وہ آئے مثال نہنگ و رزم !
جلاتے تھے گویا زیں کو بدم -	یونہی تاخت کرتے فراز و نشیب	لگے مارنے گرز و تیغ و رکیب -

عاقبت الامر حضرت خالد نے اپنے دست زبردست سے ہرگز کو قتل کیا اور بموجب حکم شرع سلب یعنی سامان اسکا سب لے لیا۔ فقط تاج اسکا ایک لاکھ درم کا تھا۔ اور ہرگز کے لشکر سے جماعت کثیر قتل میں آئی اور غنیمت بیشمار اور ہندیاں ہزار مسلمان کو حاصل ہوئیں دوسرے دن خمس غنیمت کا حضرت خلیفۃ الاول کھدومت میں روانہ کیا اور باقی مال لشکر پر تقسیم کیا پھر ہرگز کے قتل کی خبر قارن کو جو امیر اہواز تھا اور کسرے کے حکم سے پچاس ہزار آدمی لے کر آتا تھا۔ پہنچائی۔ خالد یہ خبر سن کر مد لشکر اس طرف متوجہ ہوئے اور موضع مار میں پہنچے۔ اور

فی الفوج مار معادلہ کا مقابلہ پر ٹھہرا

بہ تیغ و بہ خنجر بہ پیراستہ	جو خالد نے دیکھا بس اس حال کو	اُسی دم کیا لشکر آراستہ
گھسنے لگات وہ دامن درخند	مساعداستارہ ہوا وقت سعد	وہ گستاخی قوم بد حال کو
لگے قتل کرنے نشیب و فراز	گرفتار قارن ہوا اس گھڑی	لے گرز و تیغ و سنان دراز -
		وہیں فوج اعدا میں بھاگ پڑی

قتل ہوئے کہ مسلمانوں نے اُس دن رات تک سپاہ عجم کو قتل کیا قریب تیس ہزار کفار کو قتل کیا اور بہت مال اور سامان اور ہزاروں ہندیوان مسلمانوں کے ہند میں آئے خالد نے خبر فتح کی اور خمس غنیمت کا مدینے کو بھیجا اصحاب خوش ہوئے اور خالد کے حتمیں دھا کی جب تیرہواں برس ہجرت کا شروع ہوا ابوبکر صدیق نے ایک روز مسجد نبوی میں خطبہ بیخ و فصیح پڑھا اور لوگوں کو واسطے جہاد کے رغبت دلائی اور فرمایا کہ روم کے غزا کی تیاری کرو اور چار امیر مقرر کئے ہر ایک امیر کو ایک ایک پر بھیجا عمر بن العاص کو فلسطین میں اور عبیدہ کو حمص میں اور زید بن ابی سفیان کو دمشق میں اور شریل کو اردن میں نامزد کیا اور

وصیت بقولی اور عدم خیانت کی بیچ امانت کے بیان فرمائی اور فرمایا جب تم سب ایک جگہ جمع ہو تو یہ راستہ تمام لشکر ابو عبیدہ سے متعلق رہو اور جو متفرق ہوں تو ہر ایک اپنے اپنے لشکر کا امیر ہووے سب امیر اپنے اپنے لشکر کا امیر ہوئے اور مکہ و مدینہ کے لوگوں کو روانہ ہوئے یہ تمام لشکر سات ہزار مرد و مقاتل تھے عمر بن العاص جب فلسطین کو پہنچے تو سنا کہ ہر قافلے نے اہل اسلام کی توجہ کی بنا پر نذرانہ لگا کر بھجائی تھا ساتھ پاس نہر فرج کے واسطے نذرانہ لگا کر بھجیا اور اپنا نکاحیہ میں جا کر لشکر کے اور اسباب جنگ جمع کرنے میں مشغول ہوا عمر بن العاص نے ایک کتبہ حضرت صدیق کو لکھا اور کثرت لشکر اور اسے اطلاع کی ابوبکر نے سعد بن وقاص کے بھائی کو تین ہزار صحابہ کے ساتھ روانہ کیا اور ابو عبیدہ بن الجراح سب آگے عمر بن العاص کے بھائی اور ہشام کو مع چند شرفاء کے بطریق رسالت کے ہر قافلے کے پاس بھیجا یہ گئے اور ہر قافلے کو عمل تک سوار چلے گئے اور ہر قافلے کے پیچھے کے سے اس جماعت کو دیکھتا تھا اور دل اس کا پتہ محتاج متصل پہنچنے تو جماعت مسلمین نے آواز کھڑی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی نکالی اس کلمہ کی آواز سے ایوان ہر قافلہ کے لوگوں میں آیا اور اس کے شوق سے ہونے کی آواز ادا کرنے اور اس کے کان میں پہنچی ہر قافلے نے آدمی ان کے پاس بھیجا کہ لوگو! ہمیں پہنچتا کہ میری بارگاہ میں اپنے دین کو اس طرح آشکارا کرو اگر کچھ پیغام رکھتے ہو پہنچاؤ جب یہ ہر قافلے کی مجلس میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ تخت پر بیٹھا ہے اور تاج مرصع اس کے سر پر ہے اس کے تخت کے آگے جا کر کھڑے ہوئے۔ یہ سب کچھ کیا نہ سخی ہوئے نہ سلام کیا ہر قافلے نے کہا کہ ٹھوگیا تمہارا آداب بجا نہ لائے ہمارا لے کہا کہ آداب ہمارا اسلام ہے اور وہ مخصوص اہل اسلام ہے ہر قافلے نے احکام شریعت محمدی اور آداب دین اُسے پوچھا اور بزرگترین کلمہ تمہارے دین میں کونسا ہے انہوں نے جواب دیا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کر کو شک اُس کی حرکت اضطراب میں آئی حضرت صدیق نے جب ہر قافلے کا لشکر جمع کرنا انطاکیہ میں سنا تو خالد بن ولید کو حکم لکھا کہ عراق کے لشکر کو وہاں چھوڑ کر آپ ساتھ اُس لشکر کے جو ضلع یمانہ سے ہمارا دیگیا تھا روانہ ہو کر ابو عبیدہ سے جا ملو اور تم اُس جماعت اسلام کے امیر ہو خالد بن ولید روانہ ہوئے جب لشکر اسلام کے جمع ہوئی کہ خبر فلسطین میں رومیوں نے پہنچی تو یہ کفار موضع اجنادین میں متعین ہوئے اور مسلمان بھی اجنادین کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فقیر میں مفادہ عظیم واقع ہوا روایت ہے کہ عدد لشکر کفار دو لاکھ تیس ہزار اور شمار فرج ابراہیم تیس ہزار تھا۔ خالد کے حکم سے سب لشکر نے ایک بارگی حملہ کیا۔ اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے جو جب مضمون کہ مِّنْ قِبَلِهِ قُلُوبُهُمْ غَلَبَتْ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ فَتَدْرِي بِأَذْرِ اللَّهِ کے شکست فاش لشکر کفار پر پڑی مسلمانوں نے تیغ بیدین سے خون کفار کا زمین ادبار پر بٹویا تیس ہزار کافر سوائے اُن لوگوں کے جو وقت بھاگنے کے مقتول ہوئے تھے

مارے گئے غنیمت بیشمار اور خود عادی اور زیریں داؤدی اور گھوڑے بادپا اور سرسریہ نقرہ و  
 طلا خارج از حد اصحاب مسلمانوں کے ہاتھ آئے بہت نہ سرمایہ کا اتنا شمار کہ پائے ہندس کچھ اسکا شمار  
 متاع گرانیہ اور چارپاؤ پھرے تین فرسنگ تک جا بجا خالد نے اس فتح کی خبر عبدالرحمن عجمی کے  
 ہاتھ حضرت ابو بکر کے پاس بھیجی ابو بکر صدیق نہایت خوش ہوئے اور مہاجر اور انصار خوشی سے الامال ہو  
 کہتے ہیں کہ جب یہ خبر قتل کو پہونچی کئی سردار نامدار واسطے مقابلے صحابہ کبار کے روانہ کئے جب خالد  
 بن ولید نے یہ خبر پائی دمشق سے اٹھ کر اُن کے مقابلے کو گئے اور موقع یرموک میں فریقین کی ملاقات ہو  
 سپاہ روم تین لاکھ سے زیادہ تھی اور لشکر اسلام چھتیس یا چالیس ہزار تھا ایک شخص نے خالد سے کہا کہ  
 لشکر روم بہت ہے۔ اور لشکر اسلام کم ہے خالد نے کہا اگر نصرت الہی ہو ہم تو کثرت اعدا کا کیا غم خالد  
 لشکر اسلام میں منادی کروائی کہ جس کسی نے شرف محبت رسول اللہ صلعم پایا ہو وہ لشکر سے جدا ہو کر جمع  
 ہوں ہزار اصحاب جمع ہوئے خالد نے اُن کو جمع کر کے انکو جو دبا جو دو واسطے طلب فتح و نصرت کا وسیلہ  
 کر کے حقتعالیٰ سے استمداد کیا۔ اور اُن میں سے سوجوان مہاجر و انصار کے جو بدر کی لڑائی میں موجود تھے  
 علیحدہ کیا اور کہا کہ میرا مطلب نہیں ہے تم سے مقابلہ اعدا بلکہ تم بغیر و الحاح کرو جناب الہی میں دعا اسی عرصہ  
 میں ایک قاصد مدینے سے پہونچا اور خالد کے کان میں کہا کہ ابو بکر نے وفات پائی خالد نے اندیشہ کیا  
 کہ اگر یہ خبر فاش ہوئی تو مسلمانوں کو شکست ہو جاوے گی قاصد سے جماعت نے ابو بکر صدیق کی بیماری کا حال  
 پوچھا اُس مرد وزیر نے خالد بن ولید کے مطلب کو پا کر کہا کہ بہتر ہے اور بارہ ہزار مرد تمہاری مدد کو عنقریب پہونچے  
 ہیں مسلمانوں کو مسرت اور قوت ہوئی پھر خالد نے تنہا قاصد سے پوچھا کہ خلیفہ کون مقرر ہوا کہا کہ عمرو بن الخطاب  
 خالد نے کہا شاید میں امارت سے معزول ہوں قاصد نے کہا ہاں تم معزول ہو اور امارت اس لشکر کی ابو عبیدہ  
 بن الجراح پر مقرر ہوئی خالد نے کہا کہ تو نے بہت اچھا کیا جو یہ خبر جمع عام میں نجی پھر خالد روکا اور کہا کہ خداوند  
 تو واقف ہے کہ میں نے یہ لڑائیاں واسطے خلق کے اور طلب مال و عزت دینے کے نہیں کیں۔ بلکہ خاص واسطے  
 رضا مندی تیری کے کیں پھر خالد نے قلب لشکر سے حملہ کیا اور عمرو بن العاص نے سینہ سے اور یزید بن ابی  
 حنیان نے میسرہ سے موافقت کی آخر الامر بعد جنگ و جدل بیشمار کے نیم نصرت الہی نے الطاف نامتناہی  
 سے بہنا شروع کیا اور ایک بارگی کفار پر حملہ کیا روحی بھلگے اور مسلمان پیچھے روانہ ہوئے اور شام ملک قتل کیا  
 ایک سو دس ہزار کفار فجار دارالبوار کو پہونچے۔ اور تین ہزار اہل اسلام شہید ہوئے اور روایت ہے کہ

تیس ہزار چھ دہائی کے اور تین ہزار برسے اور نقود و جواہر وافر اور متاع متکاثر غنیمت مسلمانوں کی ہوئی خانہ بن و بید نے غنیمت کو جمع کر کے بروقت قسمت ابوعبیدہ ابن الجراح کو بٹلایا اور ابوبکر صدیق کی وفات کا اہل حضرت عمر کی خلافت کا اور اپنے معزول ہونیکا اور ابوعبیدہ کے منسوب ہونیکا اعلام کیا جب انکا اسلام نے حضرت صدیق کی خبر وفات سنی تو بہت روئے اور خالد بن ولید کے تئیں دعا کی کہ اللہ تجھ کو جزا دے کہ تو نے اسلام کو گرامی کیا اگر یہ خبر کوئی دوسرا میرا سنتا تو اس لڑائی کو تمام نکرتا اور دشمن ہم پر فتح پاتا۔ فائدہ خالد بن ولید کے معزول ہونیکا سبب یہ تھا کہ حضرت صدیق کی خلافت میں خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کو قتل کیا تھا اور حضرت خالد پر باطن ہوئے تھے کہ تو نے مالک بن نویرہ کو باوجود اظہار اسلام کے بگینا قتل کیا اور حضرت صدیق سے خالد کی ناش کی لیکن حضرت صدیق کے نزدیک خالد کا قصور ثابت نہ ہوا اسکو بدستور بحال رکھا حضرت عمر کو یہ بات ناگوار تھی اسواسطے خلیفہ ہوتے ہی خالد کو معزول کیا۔ اے مسلمانو! اصحاب بخیر نیت کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے دین محمدی کو چمکا یا خدا ان کو سب مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے

### بیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو برس اور چار مہینے بعد واقع اصحاب فیل کے دو شبنے کو پیدا ہوئے اور جبہ کے دن دوسری یا تیسری جمادی الاخری تیرہویں برس ہجرت کے وفات پائی عمر انکی تریٹھ برس کی تھی ایام مرض میں اصحاب کبار کو جمع کر کے خلافت عمر بن الخطاب کو سونپی اور جناب الہی میں دست بدعا ہو کہ خدا با عمر کو میں نے خلیفہ مسلمانوں پر بنایا اور میری غرض سوائے اصلاح حال مسکین کے کچھ نہیں اور بیٹے اپنی ذات میں بہترین صحابہ کو والی کیا آہلی اسکو خلفای راشدین سے کہ حضرت عمر نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ہجرت مجھ سے دور رکھ کہ مجھے خلافت کی حاجت نہیں حضرت صدیق نے فرمایا اگر تمکو خلافت کی حاجت نہیں تو خلافت کو تجھ سے حاجت ہے، القصد صدیق اکبر نے وصیت تمام کی اور کہا کہ اسان بنت عیسٰی جو میلہ قبیلہ جو غلہ و اور عبد الرحمن اسکی مدد کرے میں نہیں چاہتا کہ سوائے اُنکے کوئی مجھکو برہنہ دیکھے رات کی وقت دینا سے رحلت کی اور نماز جنازہ کی حضرت عمر کو وصیت کی حضرت عائشہ کی حجرے میں پہنچو قبر مطہر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفن کیا کہتے ہیں جو خبر انکی وفات کی ابو قحافہ کو جو انکے باپ کے پہنچے کچھ جزع فزع نہ کی اور بولے۔ **يَللہ مَا اَخَذَ**

ذکر قدوة الاصحاح المومنین من عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ملو

انیت انکی ارجفص ہو اور لقبہ امیر المومنین اور فاروق ہے اور اشراف قریش سے ہیں اور اتفاق

علم کا ہوا اور کثرت علم اور غایت زہدان کے اور تواضع اور نرمی ساتھ مسلمانوں کے اور شدت اور غلظت کا فوں پر اور کمال عدل و انصاف پر اور فرمانبرداری پر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور معرکہ بدر اور احد اور فتح مکہ اور جنگ خیبر اور حنین اور تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے اور اُن کے زمانہ خلافت میں ایک ہزار اور چھتیس شہر فتح ہوئے اور چار ہزار مسجدیں بنائیں اور چار ہزار کلیسیا خراب کئے اور ایک ہزار نو سو منبر واسطے منخلہ جسے کے منصوب کئے اور دمشق اور روم اور قادیسیہ حص تک فتح کیا اور ررقہ اور نصیبین اور عسقلان اور طرابلس وغیرہ سواحل سے فتح کیا اور بیت المقدس اور آیرموک اور امواز اور مصر اور تسترا اور بناوند اور رے اور اصفہان اور فارس اور مہر اور فوجہ اور بربر وغیرہ سب اُس جناب کے عہد دولت میں فتح ہوا۔ اور اتفاق علم کا ہے کہ ماخذِ عمر کے نہ ہوا۔ بیتے نہ ہو گا۔ اور باوجود اس فتوحات کے اور رعب اور ہیبت کے کہ لوگ فارس و روم رزتے تھے حضرت عمرؓ نے اُس احوال سے جو ولایت اور حکومت سے آگے تھا لباس اور ہیبت میں اور افعال میں اور تواضع میں تغیر نہیں کیا ایک حال پر ہے سفر اور حضر میں بغیر حوکی اور پہرے کے اور حاجب اور چوکیدار کے باوجود کثرتِ اعدا کو پھرتے تھے اور کسی مسلمان پر زبان درازی نہیں کی اور امر حق میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرے اور باوجود اس حشمت اور جا کے بیت المال سے برابر ایک مہاجر کے لیتے تھے۔

### بیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا

ردایات اُن کے ایمان لانے کے مختلف ہیں نقل ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ میں ایکرات اپنے گھر سے واسطے قرض کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلا و کچھا ہوں کہ مسجد الحرام میں نماز کرتے ہیں میں اُن کے پیچھے کھڑا ہوا اور سورہ فاتحہ انہوں نے پڑھی اُسکی تابلیف و نظم سے متعجب ہوا اور میں نے دلیس کہا کہ واللہ یہ شخص شاعر نہ مجنون ہے نہ کاہن جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُمْنُونَ وَلَا يَقُولُ كَا هِنَ قَلِيلًا مَّا تَدَّ كُونُ اَمْرٍ اِيَّ كے سننے سے حالات ایمان کی میرے قلب میں آئی اور رقت اور تفسیر میرے مزاج میں ظاہر ہوا اور کہا میرے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْكَ رَسُولُ اللّٰهِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عمر بنو اسلام کو پوشیدہ رکھیں غرض کی یاد رسول اللہ اس توحید کو آشکارا کر دیا گیا جس کو آشکارا کیا تھا۔ اور روایت دوسری میں ارادہ کرنا حضرت عمرؓ کا واسطے قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اشلے راہ میں اپنی بین



ہن اور بھنونی کے ایمان لانے سے خبردار ہو کر گھیریں آنا اور انکو خون آلودہ کرنا۔ اور قرآن کا سننا اور وہاں سے رقت دلی حاصل کرنا اور زید بن ارقم کے مکان میں جہاں حضرت علیؓ مدینہ و سلم پوشیدہ تعلیم دین کرتے تھے جانا اور اسلام لانا یہ سب مشہور ہے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہو کہ کسی شخص نے مکے سے بر ملا ہجرت نہیں کی مگر حضرت عمرؓ نے جب ارادہ ہجرت کا کیا تو شمشیر کو حائل کیا اور کمان کا دھڑے پر ڈالی۔ اور ترکش ہاتھ میں لیکر مسجد الحرام میں آئے اور مجمع قریش فہار کبے میں بیٹھے تھے بد طواف اور نسا کے اُس حلقے کے گرد آئے اور کہا کہ جو کوئی اپنے ماں باپ کو لاولد اور فرزندوں کو یتیم اور اپنی جوروں کو بیوہ کرنا چاہے۔ وہ اس وقت آن کر مجھ سے ملاقات کرے کسی نے دم نہ مارا۔ اور متعرض نہ ہو سکا۔

**نقل ہے** کہ حضرت عمرؓ نے جب ملک شام کو اپنے قدم بہت لزوم سے زینت بخشی اعیان اربکان اُس ملک کے واسطے استقبال اُس صاحب اقبال کے مقابل ہوئے اس وقت سامان کی اونٹنی پر سوار تھے خاص اصحاب نے عرض کیا کہ اکابر و اشرف شام کے آپکی شرفِ ملازمت سے مشرف ہونگے۔ اگر سواری گھوڑے کی اختیار فرماویں تو شوکت و ہیبت حضور کی قلوب اعیان میں تمام و کمال نظر آوے گی۔ فرمایا۔

اَنَا قَوْمٌ اِيَعِزَّنَا اللَّهُ بِالْاِسْلَامِ يَنْهَمُ وَهُ قَوْمٌ هُنَّ كَعِزَّتِ دِي هِي هَامَا تَيْنِ اللّٰهُ تَعَالٰی نے اسلام کے ساتھ اور درجہ پائے متبرہ تھا کہ جب غازیان اسلام واسطے غزائے ملک شام روانہ ہوئے۔ تو عبد اللہ بن عمرؓ نے عرض کی کہ واسطے فضیلت ثواب جہاد کے میں چاہتا ہوں کہ غازیوں کے ساتھ جاؤں فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ تو بلاے زنا میں گرفتار نہ ہو عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا یا امیر المؤمنین مجھے ایسا گمراہ کرے ہو فیما احتمال ہے کہ مسلمانوں کو فتح ہو اور کوئی لونڈی بندیوں میں معرض نہ ہو میں بکے اور نسبت نسبت نبوت کے تیرے ساتھ قیمت میں وہ لوگ رعایت کریں اور تو حکم ظاہر عقیدہ کے اُس کینرک سے محبت کرے۔ اقد

وہ فی الحقیقت زنا ہوگا اس واسطے یہ مصلحت ہے کہ تو بہت کو اور جہاد نفسانی کے جو عبارت ہو اصلاح نفس سے متعلق کرے **نقل ہے** کہ جب حضرت عمرؓ پر مقرر ہوئی تو ایک بی بی اُن کی نہایت جمیلہ تھیں اور بمقتضا

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ اُنے نہایت محبت رکھتے تھے تو اُسکو طلاق دیا بعد ایک مدت کے جو امر خلافت میں قوت اور رسوخ کامل حاصل ہوا تب اُس بی بی کی تلاش کی کہ پھر اُس کے ساتھ نکاح کریں۔ لوگوں نے عرض کی یا امیر المؤمنین سبب طلاق کا کیا تھا اور اب سبب نکاح کا کیا ہے۔ فرمایا کہ۔

بعد خلافت میں بخود اُس کے کہ مبادا وہ کسی کی سفارش امور شرعی میں برخلاف شرع کے اور میں سبب

محبت کے قبول کروں طلاق دیا تھا اور اب میں اپنے نفس پر اپنی قوت رکھتا ہوں کہ کسی کی خاطر سے سب کو  
تجاوز نہ کروں گا اس واسطے نکاح کرتا ہوں۔ گردہ بنی بی بی مہجی تھی۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت عمرؓ کو مدینہ میں  
واسطے خبر داری کے پھرتے تھے آدھی رات کے وقت سنا کہ ایک عورت اپنی بیٹی سے کہتی تھی۔ کہ اٹھ کر دودھ پیر  
پانی ملا دے بیٹی نے ماں سے کہا نہیں جانتی کہ امیر المؤمنین نے منادی کی ہے کہ کوئی دودھ میں پانی نہ ملا دے  
ماں نے کہا اس وقت نہ امیر المؤمنین ہیں نہ منادی ہے جواب دیا کہ والدہ کہ لائق نہیں کہ ہم ظاہر میں فرمانبرداری کر  
اور خلوت میں بیفرمانی کریں حضرت عمرؓ اس بات کو شکر بہت خوش ہوئے اور اپنے غلام سے کہا کہ اس گھر پر  
ایسی نشانی کر کہ کل باسانی معلوم ہو دوسرے دن اُس لڑکی کا عاصم بن عمرؓ کے ساتھ جو آپ کا بیٹا تھا۔  
نکاح کیا اُس لڑکی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور اُس لڑکی سے دوسری لڑکی پیدا ہوئی۔ کہ وہ عمر بن  
عبد الغیز کی ماں تھی۔ جب حضرت عمرؓ کسی ملک پر عامل بھیجتے تھے ایک دستور العمل اُسکو لکھ دیتے تھے۔ اس  
مضمون سے کہ تجھ اور تم سے دور رہو اور سب تر کی پر سوار مت ہو جو اور جامہ کراں بہا اور باریک مت  
پہنیو اور نان میدہ نہ کھاؤ اور اپنے دروازے پر چوب دار مت بٹھائیو تا لوگ آسانی سے اگر عرض حاجات  
کیا کریں۔ اور حکم سے برخلافی اور عدل سے عدول مت کیجیو مہرند کہ حضرت عمرؓ کے عدل کا اور فتوحات  
نامتناہی اور انتظام امور دین و دنیا کا اور ایجاد امور خیر کا لکھنے کو محمد بن عظیم چاہیے۔ لیکن بطریق نمونہ کے  
تبتہ احوال نوشتہ دانیوں کا جو حضرت صدیق کی خلافت میں کچھ بیان ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حیرت  
افزائے عالم ہے۔ علمائے تاریخ لکھتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ زینت بخش خلافت ہوئے پہلا حکم خالد بن ولید  
کی مسزولیت کا نافذ کیا اور اس حکم سے قلوب اہل اسلام کے منموم و محزون ہوئے اس واسطے کہ خالد کی  
جائش لیاں اور ساعی حمید واسطے تقویت دین محمدی کے ظاہر تھیں لیکن حضرت عمرؓ کے دل میں مالک بن  
نیرد کا خالد کے ہاتھ سے بے گناہ قتل ہونا منظور نہ تھا۔ اس سبب باوجود شجاعت اور اخلاص اور انتظام  
کے خالد بن ولید سپہ سالار کو مسزول کیا۔ اور فتح اور نصرت کو خدا کے قبضہ اختیار میں سمجھے اور اُسی  
لشکر میں ابو عبیدہ کے زیر حکم رکھا۔ اس پر بھی خالد نے اعتراضات نہ کیا اور بموجب حکم امیر المؤمنینؓ  
کے ابو عبیدہ کی تابعداری کی کہ جو تدبیریں کہ اپنی عمارت میں کرتے تھے اُس میں سر مو برابر تصور نہ کیا۔ اور  
بکنادہ پیشانی کا رجہاد میں کمر باندھ کر دقتہ باقی نہ رکھانے میں حارث جو پہلے حضرت صدیقؓ سے جہاد  
کی اجازت لے کر ساتھ اہل فارس کے گئے تھے انہوں نے پھر مدینے میں آن کر حضرت فاروقؓ سے

چاہا کہ ایک جماعت ہجاء و انصار کی میرے ساتھ روانہ کرو۔ جو باتفاق اُنکے عجم کا جہاد کریں۔ حضرت عمرؓ نے اصحاب کو خطے میں واسطے جہاد اہل عجم کے تحریریں کی اور فوجہ فتح و نصرت کا اور تقسیم خزانہ کر کے کا بہوجب حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمایا ابو عبیدہ ثقفی اور سلیط بن قیس نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ کہ یا امیر المؤمنین ہم از روئے صدق اور اخلاص کے قبول کرتے ہیں۔ امیر المؤمنین نے اصحاب میں سے ایک نہار مرد مقابل اختیار کئے اور اُن کے کفایت جہات کا سامان تیار کیا اور ابو عبیدہ کو اُس لشکر کا امیر کیا۔ یہ دونوں کوٹنے کی طرف روانہ ہوئے اور رستم بن فرخ زاد نے جو سپہ سالار عجم تھا بعد جانے شتے کے خالد بن ولید کے علمداروں کو نکال کر بعضے دیہات پر سواد کوفے کے عمل کیا تھا اور آگے بڑھنے کا ارادہ تھا۔ کہ خبر شتے کی مراجعت سن کر متوقف ہوا اور رستم بن جابان کو جو بڑا دہقان تھا معہ فوج کثیر شتے کے مقابلے کو روانہ کیا اور پیش نہار مرد جنگی اُس کی مدد کو اپنے پاس سے بھیجے اور ابو عبیدہ یہ لشکر شتے کے پاس پہنچے۔ شتے نے بموجب حکم امیر المؤمنین سردار سی لشکر کی ابو عبیدہ کو سپہر کی دو تین روز آسودہ ہو کر معہ لشکر رستم جابان کی طرف روانہ ہوئے وہ بھی مستعد ہوا اور جنگ عظیم اور مقاتلہ شدید واقع ہوا صبح خون ایسی تھی۔ گویا شفق آسمان سے باہر نکل پڑا۔ اور سواروں کی گرد سے آفتاب چھپ گیا یہ مقتضائے **وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقِيْنَ** کے اہل اسلام نے نصرت پائی اور جابان اسیر ہوا اور لشکر کچھ بھاگا۔ کچھ دست گہر ہوا۔ بعد انہزام لشکر جابان کے ابو عبیدہ نے چاہا کہ مال غنیمت کو تقسیم کرے وہیں خبر پہنچی۔ کہ نرسی نام سپہ سالار عجم نے رستم کے حکم سے لشکر عظیم جمع کیا ہے۔ جب جابان کا احوال سنا اور رستم سے مدد مانگی رستم نے جالینوس نام سردار کو معہ بیس نہار فوج کے نرسی کی مدد کو بھیجا ابو عبیدہ قسیم غنائم کی موقوف کر کے نرسی کی طرف متوجہ ہوئے جب صفیں اعدا کی مقابل ہو کر مقاتلے میں مشغول ہوئیں۔ خون رہانی سے لشکر عجم پر نہایت بڑی نہاروں مقتول ہوئے اور نہاروں پر مجروح ہونے کی مصیبت پڑی۔ اور نرسی بھاگ کر رستم کے پاس جا ملا قلعہ سقاط اور خزانے اور مال نرسی کا اہل اسلام کے تصرف میں آیا۔ اور جالینوس نے نرسی کی خبر سن کر راہ میں توقف کیا اور ابو عبیدہ نے بلا توقف جالینوس کی طرف عنان غریمت کو پھیرا لشکر کفار بعد جنگ عظیم کے زمام بہت کو نہایت پھیر کر مانند زال کے رستم سے ملا ابو عبیدہ نے دونوں لشکروں کی غنیمت اور بندی جمع کر کے خمس اول مال کا امیر المؤمنین کے حضور میں بھیجا اور باقی لشکر طفرسپیک پر تقسیم کیا تمام علاقہ سواد کا اور عراق عرب کا اہل اسلام کے تصرف میں آیا۔ جب جالینوس بھاگ کر رستم

رتھ سے ملا تو ران وخت نے جو بادشاہ عجم تھا یہ حال سکر بہن جادو کو تیس ہزار مرد اور تیس ہاتھی کہ انہیں ایک  
 نیل سفید نامی تھا دیکر ابو عبیدہ کی طرف روانہ کیا اور ایک علم کہ درفش گاویا بی کہتے ہیں۔ اور فریدوں کے  
 زمانے سے ملک عجم کے خزانے میں تھا اور اسکو رایت اور آیت نصرت جانتے تھے اور جو اہر آبدار سے  
 مکمل اور یا قوت نامدار سے مرصع تھا ہر کا ہمراہ کیا بہن جادو معہ حکمانہ توران وخت کے رتھ پاس پہنچا  
 رتھ نے بموجب حکم کے لشکر جمع کر کے بہن کو ابو عبیدہ کی طرف روانہ کیا ابو عبیدہ بھی اپنا لشکر مستعد کر کے  
 نوہار دلا اور ان سے بہن کی طرف متوجہ ہوئے اور پانی کے کنارے آن کر معلوم کیا کہ لشکر کفار نے اُس  
 پار قرار کیا ہے ابو عبیدہ نے بخیال اسکے کہ فرات کا پانی اُنپر بند کروں فرات سے عبور کر کے مکان تنگین  
 ڈیرہ کیا اور ایک شب لڑائی سے آگے ابو عبیدہ نے کہا تھا کہ اگر مجھ کو شہید کریں تو فلاں نے کو امیر کرنا وہ بھی  
 شہید ہو تو فلاں نے کو ایسے ہی کئی شخصوں کا نام لیا اس عرصہ میں دلاوران عجم فیلان جنگی پر سوار ہو کر  
 متوجہ لشکر اسلام کے ہوئے اور تیروں کے زخم سے بہت مسلمانوں کو مقتول و مجروح کیا عرب کے کھوڑوں  
 نے کبھی ہاتھی نہ دیکھے تھے ایسی عجیب شکلوں کو دیکھ کر بھاگے اور مسلمانوں پر کام تنگ ہوا۔ ابو عبیدہ  
 کو بعض عقلانے صلاح دی کہ ہاتھی سونڈ کے قطع ہونے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ فوج اصحاب نے پیادہ ہو کر  
 تلواریں کھینچ کر فیلوں پر حملہ کیا۔ ابو عبیدہ نے فیل سپاہ کا قصد کیا اور اپنی شمشیر آبدار سے اُس کی سونڈ  
 کو قطع کر کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے ہاتھی نے کمال غضب سے دوڑ کر ابو عبیدہ کو پکڑا اپنے ہاتھ پاؤں کے  
 تلے مانند عود ضعیف کے مگر شہید کیا اور اہل اسلام کا نشان بموجب حکم ابو عبیدہ کے سات جوانوں نے  
 بیا ساتوں شہید ہوئے اور اسی حال میں عبداللہ مرتد نے مسلمانوں میں جا کر وہ پُل جو ابو عبیدہ  
 نے واسطے عبور کے باندھا تھا اپنی جہالت سے توڑ ڈالا تاکہ کسی کے تئیں بھاگنے کا ٹھکانا نہ رہے۔  
 اور بضرورت مقاتلہ میں کوشش کریں مسلمانوں پر ہجوم کفار کا ہوا۔ اور مجال مقابلے کی نہ رہی وہاں  
 سے نہ ہمت کھا کر جو پُل پر پہنچے خوف سے اپنے تئیں فرات میں ڈالا بعضے ڈوب گئے۔ اور بعضے  
 بحال تباہ خراب ہوئے آخر الامراہل اسلام کا نشان مٹنے لیا اور حکمت علی سے جنگ کرتے  
 رہے باقی فوج کو بتدیرج تہلکے سے باہر کیا اور کافروں کے قلوب میسوب پر ایسی نامردی آئی کہ باوجود  
 ضعف اہل اسلام کے بھاگے مسلمانوں نے اس فرصت کو عنایت جانا اور پانی کے کنارے اگر بہر  
 نوع ایک پل تیار کر کے عبور کیا اور دشمنوں کے تعاقب کے خوف پر پُل توڑ کر موضع لیس میں ارادہ کیا

حضرت یحییٰ بن خضرؓ نہایت ملول ہوئے اور اُن کو دلاسا اور تسلی کی اور ثنی موضع لیس میں توقف کر کے مجروح ہو کر  
 معالجہ میں مصروف ہوئے چار ہزار مسلمان مقتول و غریق ہوئے دو ہزار مدینے کو پھر گئے تین ہزار ثنی کے ساتھ  
 رہے امیر المومنین نے جبر بن عبد اللہ بن جلی کے تئیں ساٹھ ہزار جوانوں کے ساتھ مرتب کر کے شنے کی مد  
 کو بھیجا اور لکھا کہ جبر بن عبد اللہ بن جلی کو کمال تجلیل اور تعظیم کر کے امیر بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس جگہ  
 پر تعظیم کرتے تھے کہ اپنی ردائے مبارک اسکے واسطے بچھائے تھے شنے نے بموجب حکم کے عمل کیا۔  
 سپاہ عجم نے یہ خبر سنکر لشکر عظیم تیار کر کے مہران بن باذان ہمدانی کو اُس کا امیر بنا کر روانہ کیا ثنی نے یحییٰ  
 امیر المومنین کو کی حضرت عمرؓ نے برسبیل عجلت لشکر عراق کو اُن کی مدد کو واسطے بھیجا شنے نے بھی اپنے علاقے سے  
 لشکر جمع کیا سب قریب بیس ہزار اور لشکر کفر اور اسلام کا مقابلہ ہوا۔ جب صفیں مقابل ہوئیں۔ تو مہران  
 اپنے گھوڑے پر پا کر ڈال کر زرو پہن کر میدان میں نہایت غرور سے جولانی کرنے لگا ناگاہ لشکر اسلام  
 سے ایک غلام لڑی نے اُس کی طرف تیر فصائب چلایا وہ تیر تقدیر الہی سے اُس بے بصیرت کی بصیرت پر ایسا  
 لگا۔ کہ جانب مقابل سے پار ہو گیا مہران حیران سر کے بل گر اسپاہ عجم نے بے سرو کر اپنی راہ لی مسلمان نا  
 شیر عزان کے اُن کے پیچھے ہوئے اور قریب ایک لاکھ کے قوم کفار سے جہنم رسید ہوئے غنیمت اور ہندی اس  
 اہل اسلام کو میسر ہوئی کہ کسی لشکر سابق میں میسر نہ ہوئی تھی۔ لَعَلَّ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ بَعْدَ اُس کے تقدیر الہی  
 سے اہل اسلام نے خبر پائی کہ اس ضلع میں ایک بازار ہو کہ کفار اشرار ہر سال بہ جمع کثیر و جم غفیر جمع ہوتے ہیں۔  
 فوج اسلام ناگاہ اُس جماعت نابکار پر پہنچی۔ بعضوں کو قتل اور بعضوں کو قید کیا باقی بھاگے اور اس قدر  
 مال و متاع اور زو جواہر ہاتھ لگا کہ تمام لشکر اسکے لیجانے سے عاجز ہوا ثنی نے حکم کیا۔ کہ سوائے زر و رخ  
 اور نقرہ و جواہر کے اور متاع نفیس کے اور کچھ نہ اٹھاویں ایک ہزار سچ کر ب لیا غنائم منقسم و منقسم  
 فتح ہوئیں۔ و نصرت بربار کمال یسر و آسانی سے مراجعت کی لَعَلَّ لِلّٰہِ۔ نقل سے۔ کہ اہل عجم بازار  
 کے لٹنے کی خبر نہایت ملول ہوئے اور نذران و خست کو تخت سلطنت سے اٹھا کر نیر و جرد کو بٹھایا۔ شنے  
 نے یہ خبر بوسیدہ عرضی کے پایہ پر خلافت میں معروض کی امیر المومنین نے سب عالموں کو نامے لکھ  
 کہ اپنے علاقے سے سواران مسلح تیار کر کے مدینہ کو روانہ کرو اور ثنی کو لکھا کہ عجم کی حد سے اٹھ کر اپنے علاقہ  
 میں آکر لشکر کو بحفاظت سے آرام دو۔ اور دشمن سے خبردار ہو۔ اور جب تناک یہاں سے حکم نہ ہوا اہل عجم  
 سے متعرض مت ہو جب لشکر قبائل عرب کے مدینہ میں جمع ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اشراف ہاجر اور اکابر۔

انصار اور اعیان اہلبیت کو جمع کر کے اپنی ذات سے ملک عجم میں جانے کی مشورت کی بعد اختلاف اقوال حضرت مرتضیٰ علی کی مشورت سے اپنا عزم موقوف کیا اور سعد بن ابی وقاص کو اس لشکر آراستہ کے ساتھ واسطے حجاز عجم کے روانہ کیا۔ ثلثے اور حضرت جریر کو لکھا کہ تم دونوں سعد کے امر میں رہو۔ حضرت سعد بعبادت و برکت عجم کے ساتھ ہزار مرد لیکر روانہ ہوئے اور موسم سرما کی شدت سے ایام بہار تک حدود سواد میں انتظار کیا۔ جب آفتاب بروج شرف میں پہنچا۔ تو بشارت و سعادت قادسیہ میں داخل ہوئے اور اتنے عرصے میں شئی جوار رحمت الہی میں داخل ہوئے رحمۃ اللہ علیہ والکل یرجع الیہ امیر المؤمنین نے پے درپے منیر بن شعبہ کو اور عمرو بن معدی کرب کو اور عاصم بن عمیر کو روانہ کیا۔ اور ایسے ہی ہر ایک قبیلے کو جو مدینہ میں پہنچتے فراروانہ کرتے تھے۔ جب یزید جو کو مسلمانوں کی فوج پے درپے آنے کی خبر پہنچی رستم ابن فرخ زاد کو ساتھ ہزار سوار سے روانہ کیا سعد نے امیر المؤمنین کو نامہ لکھا اور کثرت اور شوکت اعدا سے خبر کی حضرت عمرؓ نے سعد کو جواب لکھا کہ دغدغہ اپنی خاطر میں مت لاؤ۔ اور فتح اور نصرت منجانب اللہ سمجھ کر کثرت اعدا سے ہر اس امن مت ہو اور لڑائی میں جلدی مت کرو۔ اول ایک جماعت عقلا کو یزید و جرد کے پاس بھیجو اور راہ حق کی دعوت کرو۔ سعد نے لعان بن مقران اور منیر بن شعبہ وغیرہ عقلا و فصحا کو یزید و جرد کے پاس بھیجا۔ جب یہ لوگ یزید و جرد کی مجلس میں آئے تو ترجان نے حسب الحکم یزید و جرد کو کہا کہ اس ملک میں آنے کا کیا سبب ہے۔ اس سبب سے کہ ہم تم سے تغافل کرتے ہیں تم دلیہ ہوتے ہو۔ منیر بن شعبہ نے جواب دیا کہ ہم اول از راہ جہالت گئے اور نہایت فضالت کے بتان ترجان کو اپنے ہاتھوں سے تراش کر معبود بناتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے پیغمبر دین پرورد کو ہم پر بھیجا۔ کہ ہمارے تین بہت پرستی سے چھوڑ کر خدا پرستی سکھائی اور افعال شنیعہ سے ہنی فرمائی اور معجزات واضح سے اس کی نبوت ہم پر روشن کی اور بعد تکمیل دین کے اس دار فانی سے کوچ کیا اور ہم کو یہ حکم فرمایا کہ جو لوگ ایمان قبول کریں دنیا پس مخلصی اور عقبے میں سعادت ابدی پاویں گے اور جو کوئی حکم کی اجابت نہ کرے تیغ بیزینغ قتل کرو یا جزیہ بزدلت و خواری اُن پر رکھو اب ہم آئے ہیں کہ تنگو بھی راہ حق پر لاویں اور فضالت سے باز رکھیں ترجان نے حسب الحکم کہا کہ اے گروہ عرب تمہارے برابر کوئی دنیا پس شقی اور حقیر اور ذلیل نہیں بیشہ مشقت اور نصیبت تمہاری شامل حال تھی اور تمہارا مقدر نتحا کہ ہمارے ملک میں قورم رکھتے۔ اب تم چاہتے ہو کہ ہمارا ملک کو۔ شاید مقبوک اور بربخ تم کو اس ملک میں آیا ہے اب کے سال تم چلے جاؤ کہ تمہارا فساد و یہ ملک خراب

ہو گیا۔ پھر آیتوں کو گویوں اور خردا دینے اور تمہارے اشرافوں میں سے تمہارے امیر کرینگے نعمان بن مغیرہ نے کہا  
 تو اس منہ خرافات و اہیات سے ہمارے دامن عصمت پر عیب لگاوے یہ گمان خطا ہے جو مشتتیں اور عیبیتیں  
 تو نے بیان کیں ہم اُس سے بھی بدتر تھے بلکہ افضل ہم میں وہ تھا جو چچا کے بیٹے کو قتل کر کے اُسکا مال کھانا  
 اور سردار اور خون کو مباح جانتا تھا جب حقتعالیٰ نے اپنی احسان سے ہم پر مغیرہ بھیجا۔ اور توفیق اسلام دے  
 پیغمبر نے ہکویوں خبر دی ہے کہ جو کوئی تم میں سے راہ حق میں شہید ہوگا۔ اُسکو بہشت ملیگی اور جو زندہ رہے  
 وہ مخالفوں پر غالب ہوگا اور بہت ملک ہمارے ہاتھ سے فتح ہونگے اور تیرا ملک اور خزانہ اور ولایت اسے  
 ہے اب تجھ کو دعوت کرتے ہیں کہ ایمان لا اور اپنے طریقہ ناپسندیدہ کی قباحت چشم عبرت سے دیکھ دو  
 اہدی تجھے نصیب ہوگی اور تیرے ملک میں تیری اجازت بغیر کوئی قائم نہ رکھیگا۔ والا اصرار قبول  
 اور جزیرہ بذلت و خوار دی دے نہیں تو تیرے ساتھ کلام شمشیر و تیرے حقتعالیٰ ہمارے اور تیرے پیغمبر  
 بنے نیرہ جزو نے جو یہ کلام سنا نہایت غصے میں آیا اور آتش غضب اُس کے سر پر دوڑی۔ اور بولا  
 کہ تمہارے تئیں یہ مقدور ہوا کہ شمشیر ان عجم سے اس طرح کے خیال فاسد دل میں رکھتے ہو اگر رسول کا  
 کرنا بے مناسب نہ ہوتا تو میں زخم شیخ سیاست سے تمہارا سر کاٹتا اور کہا کہ ایک جمال خاک سے بھر کر اُس  
 سردار کے سر پر رکھ کر یہاں سے باہر کر دو۔ ابھی میں رستم کو سپہ سالار کر کے تمہارے مقابلہ کو بھیجتا ہوں عا  
 عمر تمہیں اُس جمال خاک کو اپنے گاندھے پر رکھ کر بارگاہ یزد و جد سے باہر لینگے وہاں سے سعد کے پاس آ  
 اور وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ واللہ انہوں نے اقلیم مملکت کی کیدیاں اپنے ہاتھ سے ہکودیں نہ  
 یے۔ کہ نیرہ جزو رستم کو واسطے جنگ عرب کے تاکید کرتا۔ اور وہ مصستی کرتا تھا اس واسطے کہ اُس کو علم نجوم میں  
 تھی اوضاع فلکی سے اُس پر روشن ہوا تھا کہ اس سال دولت سعادت عرب کی اور نکتہ ادر فلک عجم کی  
 اور نہیں جانتا تھا اس تہذیب حقیر سے خداوند قادر کی تقدیر نہیں رد ہوگی رباحی - تعظیم پر نجوم کو ایدل نہ کرے  
 جز خلق کے کام آوے نہ کچھ جدی بچل | ہر وہ سبید دیوے سعادت جو خدا | تاثیر کچھ نہ کرے کہ مرتخ نہ زحما  
 رستم آہستہ آہستہ بکمال شوکت و عظمت لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا۔ جالینوسس کو مقدمہ  
 جالینس نہار سوار سے اور ہرنز کو مسینہ اور بہرام کو سپہ رہمتیں کیا اور خود ساٹھ ہزار دلاوران  
 سے قلب میں قائم ہوا کہتے ہیں کہ رستم نے راہ میں سعد کے لشکر کے ایک عرب کو اسیر کیا اور پوچھا کہ تمہارا  
 ہمارے ملک میں آنے سے کیا ہوا؟ وہ بولا کہ ہم اس واسطے آئے ہیں کہ حقتعالیٰ نے اپنی پیغمبر کی نبائی ہم کو وعدہ

کہ اگر اسلام دلاؤ گے تو تمہارے ملک کی حکومت اور عورتوں کی بندی اور خزانے کی تقسیم ہم کو ہوگی رستم نے کہا اگر اس آرزو سے آگے تم مقبیل ہو جاؤ گے تو کیا کرو گے عربی نے کہا کہ جو آدمی ہم میں سے تمہاری تیغ ظلم سے مقتول ہوگا وہ بے شک جنت جاوید میں خداوند رحیم کے نقاسے موصول ہوگا اور جو ہم میں سے باقی رہے گا مقتول نہ اُن کے ہمیں اُس وعدے کو وفا کریگا رستم نے نہایت غضب سے اُسکو قتل کیا۔ اور اُن کو روانہ ہوا اور باہشتی چلنے لگا چنانچہ دامن سے قادیسیہ تک چار مہینے میں پہنچا۔ اور مقصود اُس کا یہ تھا کہ شاید عرب صلح کر کے اس سال میں چلے جاویں جو عجم کے طالع کی نحوست بدل جاوے اور چیشہ ایچی بھیجتا تھا وہی جواب پاتا تھا کہ جو ریزہ جو دے سے کہا تھا۔ یعنی اسلام یا جزیہ جنگ طلب کرتے تھے آخر اسلام نہایت غصے سے کہا کہ مجھ کو یہ گمان نہ تھا۔ کہ میں اتنی عمر پاؤں گا۔ جو تم سے یہ خبر ملت سنو لگا تم سے ماہ اور ستارہ کی کہ کل جو نیر اعظم طلوع کریگا تو میں اتنے شیران عجم کو بھیجوں گا کہ سر کشان عرب کا سامانہ گنبد کے خاک پر ڈالیں گے اور حکم دیا تا تمام لشکر نے راتوں رات نہر عشق پر پل تیار کیا فجر کو جب پل سے عبور کیا ایک پشتہ بلند خیمہ مارا اور واسطے لشکر کے مکان مقرر کیا اور ریزہ جو دے حکم دیا تھا کہ طاق کسے سے لشکر ہم تک بقدر مسافت آواز پہنچنے کے ایک ایک آدمی مقرر ہوتا کہ رستم کے لشکر کا احوال بہر آن پہنچتا رہے اور حضرت سعد نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور بحسب تقدیر اسی ایام میں سعد کے بدن پر کثرت و نبل کی۔ اور غلبہ مرض عرق انسا کا اس قدر تھا۔ کہ بیٹھنا گھوڑے پر و سوار تھا اور اس اطراف میں ایک کو شک بلند تھا اُس کے صلح پر تجبہ و مسند بچھا کر بیٹھے کہ تمام احوال لشکر کا نظر آتا تھا وہاں اعیان لشکر کو بیکار عذر اپنے غیر حاضری کا بیان کیا اور جو بھپوڑے اور زخم دکھانا ممکن تھا دکھائے سب پر ظاہر ہوا کہ تخلیف انکاس کہ عرب سے واسطے ضرورت کے ہے اور خالد بن عروہ کو نائب کر کے قلب لشکر میں قائم کیا **نقل ہے** کہ ابو مجن ثقیفی ایک روز صبح کیوقت غمور بیٹھے تھے اور صبحوی پیکر اشعار پڑھتے تھے۔ اتفاقاً حضرت سعد بنے دیکھا اُسکو اسی شک میں قید کیا بعد اُس کے خالد بن ولید کو اپنے قائم مقام کر کے روانہ کیا۔ اور اعیان لشکر کو بیکار واسطے جہاد کے رغبت دلائی اور مذمت بھل گئے کی کی اور ملامت دنیا اور خجالت عقبی بیان کی اور وہ آئیں اور مدینہ میں کہ جس میں مقتول نے وعدہ فتح کا اور عنایت کرنا ملک مجسم کا اور فتح پانا فارس اور شام کا کیا تھا سنا تیس اور کہا کہ تم یقین جانو۔ کہ جو کوئی شجاعت کرے گا۔ اعلیٰ کلمہ ابد اُسکو منظور ہوگا۔ اگر شہید ہوا۔ تو بہشت جاویدان اور رمضان رحمان پاوے گا۔



اور غُوبِ جان کو کہ جو کچھ پیشانی پر لکھا ہے۔ ظہور میں آویگا۔ اگر آج دستِ بُرد اور پانہِ مودی کرو گے۔ تو حقیقتاً مالِ نفیس اور نفسِ خیس اُنکے تمہارے تصرف میں لاویگا اور اگر حینِ دنا مودی کرو گے۔ تو دولتِ دنیوی اور سادتِ اخروی ہارو گے اور جو لوگ کہ شعر کے فن میں جہارت رکھتے تھے اُن سے فرمایا۔ کہ جو اشعار کہ غازیوں کی کُندیِ طبیعت کو تیز کریں اور میدان میں مستعد بخون ریز کریں سناؤ ورنہ شاعر اس مضمون کے شعروں سے غازیوں کو تسوّر دلانے لگے اور آیات و احادیثِ فصائلِ جہاد کے سنانے لگے۔ ترغیظ

وہ جہنم سے بچا نار سے ہے وہ آزاد ہے نہ  
باغِ فردوس ہے تلواروں کے سائے تلے  
بلکہ جیتے ہیں وہ جنت میں خوشی کرتے ہیں  
ایسے صدموں سے شہیدوں کو نہیں ہر کچھ ڈر  
کام کس دن کو پھر آوے گی تمہاری جرات  
دونو صورت میں جو سچو تو تمہیں ہو بہتر۔  
اور گئے مارے تو پھر خاص شہادت پائی

جس کے پیروں پہ پڑے گردِ صفتِ جنگِ جہاد  
اے برادر تو حدیثِ نبوی کو سن لے  
جو روحِ حق میں ہوئے ٹکڑے نہیں مرتے ہیں  
فتنہِ قبر و غمِ صور قیامِ محشر۔  
اے جوانانِ اسلامِ ورستمِ قوت !  
اُن کا سر کاٹ لیا یا کہ کٹا اپنا سر  
یہیے گر مار لیا اُن کو تو پھر بن آئیے۔

اور فرمایا جاؤ اپنے مکان پر قرار پکڑو اور بعد نمازِ ظہر کہ ہر وقت نزولِ رحمت کا اور نشرِ حوزِ نسیمِ نصرت کا جب تجسّسِ اولِ کروں تو تم مستعد ہو جاؤ اور تجسّسِ دوم میں جوشن و سلاح اور آلاتِ جنگِ درست کیجیو اور تیسری تکبیرِ ردِّ لاؤ کو رغبت اور نشاطِ لطائف کی دلاؤ۔ اور چوتھی تجسّسِ احوال سنئے ہی لا حول و لا قوۃ الا باللہ کہتے ہوئے متوجہ دشمن ہو

### بیانِ شروع ہونے جنگِ عجم کا۔

سوارانِ عجم نے اپنے لشکر کی بہارِ آراستہ کی بدوی کھوڑوں پر طلا اور نقرے کی زینیں رکھیں اور پاکھیں زربفتی ڈالیں اور لباسِ یاتریش اور قمشہ رنگین اور خودِ وزرہ اور چلتے ارغوانی اور پٹکے صبح اوتھیں یا پانی حائل کیں اور تیر اندازانِ تیز سہارا اور پیادہ جراتِ تیز رفتار ہاتھیوں کے گرداگردِ مستعد کو غاب بن عبد اللہ اور عامر بن عمرو لشکرِ اسلام سے سبقت کر کے میدانِ جنگ میں آئے ہر مزان کہ حاکمِ دیارِ عجم اور صاحبِ ممل و علمِ فقا غالب کے مقابل ہوا۔ اور آپس لوک جھوکِ نیرو بازی کی ہوئی غالب نے ایک نہر اُسکی کمر مارا اور اُسکا پیوند ٹوٹا تو دوسرا عجم کا عامر سے مقابل ہوا وہ شیرِ غران کی ہیبت سے بے جنگ بھاگ کر لشکر میں داخل ہوا مہر ان حاکمِ آذربائیجان کا کہ جبکہ لباس اور سلاح کی قیمت سے محاسبہ عجم عاجز تھا بارِ پاپر سوار ہو کر کمالِ غرور اور استکبار کو میدان میں آیا منذ بن حسان کو اُس کے ہذیان و غیرتِ دین کی

غضب میں لائی قلب لشکر سے مانند برق کے ٹٹکا اور نیزہ زہر دار کہ بھال اُسکی مانند زبان مار تھی ہاتھ میں  
 لیکر ایک حملہ سے اُسکے پہلو میں مارا اور بدن کو لیکر گھوڑے کے تن سے بھی گزارا اور اُسکے وہ پشت سے  
 آیا بٹاک چہرہ غول آلودہ زہرہ چاک چاک پر مندر نے فی الفور گھوڑے سے اتر کر خنجر کشنے کو اُسکے حلق سے  
 سیراب کیا اور بدن ناپاک سرخیز کے بار سے ہلکا کیا۔ کہتے ہیں کہ اُسکے پٹکے کی قیمت پچاس ہزار درہم اور باقی  
 سامان کی دس ہزار تھی۔ کفار عجم نے جو اپنے سردار کو خاک و خون میں دیکھا ایک بارگی لشکر اسلام پر حملہ کر کے  
 متفرق کیا حضرت سعد نے طلحہ بن خویلد اسدی کو معہ فوج مدد کو بھیجا اور اُسکے تفرقہ کو جمع کیا ایک عجیب سردار  
 طلحہ کا مقابل ہوا طائر روح اُسکا ایک ہی نیزے سے دو اسپر جنم واصل ہوا غازیوں نے طلحہ کے حکم سے  
 اصحاب الفیل پر تیارے ہاتھی بھاگے سوار پیادے ہوئے سارے سعد قیس کنسی نے دیکھا کہ دلاؤ  
 بنی اسد نے مانند شیر کے فیل سواراں عجم کا کارزار کیا آتش دلاوری کے جوش سے اپنی جوانوں کو متعدد پرکار  
 کیا انہوں نے بھی اپنے مقابل ذالوں سے مقابلہ کیا جمعیت اہل عجم کی متفرق ہوئی۔ جالینوس نے یہ  
 حال دیکھ کر معہ لشکر و فیلوں کے حملہ کیا مسلمان چوتھی تکبیر کے منتظر تھے۔ کہ حضرت سعد نے زبان لٹا  
 بیان کو کلمہ اللہ اکبر سے حرکت دی اہل اسلام نے کلمہ لا حول ولا قوۃ کی قوت سے حملہ کیا۔ روئے زمین  
 خون سے غرق اور اُس کے عکس سے فلک میں شفق ہوا۔ عجم کے فیل سوار جسطرف توجہ اختیار کرتے۔  
 تھے تو اہل اسلام کے گھوڑے فرار کرتے تھے عاصم کے حکم سے دلاوراں نے پیچھلائے اور ہاتھیوں نے  
 رستے کاٹ کر ہودے گرائے سوار زمین پر گرے کچھ بجال تباہ بھاگے کچھ مرسے دوسرے دن جب  
 آفتاب نے اپنا نیزہ چمکایا ہر ایک پہلوان مسلح ہو کر میدان میں آیا۔ قتلع بن عمر جو عبیدہ بن الجراح نے مکہ  
 شام سے حکم امیر المومنین سعد کی مدد کو بھیجا تھا ڈیڑھ ہزار فوج سے نمودار ہوئے ادیاروں سے کہا کہ تم اپنی فوج کو  
 کئی غول بناؤ اور ایسا آگے پیچھے چلو کہ جو اگلا غول سعد کے لشکر میں پہنچے تو پھٹلا نمودار ہو۔ قتلع مسلح  
 اور مکمل بہ کمال شوکت و ہیبت لشکر اسلام میں ملے اور جوانوں کو قتال کفار پر پھینک کر کے لشکر عجم  
 سے مبارز طلب کیا اور علی بن ابی طالبؓ کو ہال المیدان گھوڑے کو جولان دیا اُدھر سے ذوالحاجب سپہ سالار  
 عجم میدان میں آیا ہر ایک نے اپنا کرتب اور شجاعت جاننا زوں کو دکھلایا آن کی آن میں ذوالحاجب  
 کی روح کو بے مانع و حاجب جہنم کے گوشے میں بٹھایا لشکر عجم سے دوسرا تہور شعار دو چار ہو حضرت  
 سارث قتلع کے مدد کار ہوئے اُن کی دست برد سے دونو کا فر نے انبار ہوئی اور لشکر کھٹنے ان دوسرا در

قتل سے کسر اعظم پائی اور اہل اسلام کے دل میں عجم کے باقعی بھگائی کی تدبیر معقول ہاتھ آئی پُرانی جوتیاں اور کہنہ کسل اور ٹاٹ اپنے اونٹوں پر ڈالے اور بڈیاں باندھیں کہ فیل کے جسم سے اونٹ کا طول و عرض زیاد نظر آیا اور جو انان پیر انداز اور نیزہ باز کو ان پر سوار کیا اور سواران جانا باز کو گردان شتران فیل نما کو حصا کیا جطوت یہ لوگ اس شکل غیر سب سے حملہ کرتے تھے جو کام کہ چیلے عجم کے ہاتھبوں نے عرب کے گھوڑوں سے کیا وہ کام شتران عرب نے اہل فارس کے فرس کو دکھایا ققاع نے تیس حملوں میں تیس کا فرارے مسلمانوں نے تیر جانتانی اُنکے سینوں سے گزارے دوپرتک یہی حال رہا تیغ یمانی سے شہر افشانی کی اور گزگوپال سے دشمنوں کے سروں نے تن پر گرانی کی نقل ہے کہ ابو محجن ثقفی جو حضرت سعدؓ نے اُنکو بعلت شرب خمر کو شک میں قید کیا تھا یہ تماشا جنگ کا دیکھتے تھے اور محرومی ثواب جہاد سے افسوس کرتے تھے آخر الامحافظان قید سے یہ عہد کیا کہ اگر میں لڑائی سے زندہ آیا۔ تو پھر بدستور قید میں رہوں گے اور حضرت سعدؓ کی بی بی سے زرہ اور ہتھیار اور گھوڑا اُن کا پوشیدہ مانگا اور چپ چاپ کو شک سے نکل کر میدان میں آیا اور ایسی کارزار کی۔ کہ دشمن اور دوست نے اُس کی تحسین و آفرین میں زبان کھولی حضرت سعدؓ کی نظر کو شک کے سطح سے ایک جوان اہلق سوار پر پڑی اور اُس کی تیز دستی اور چالاکی پر توجہ فرمایا کہ گھوڑا اس جوان کا میرے اہلق کے مانند دکھائی دیتا ہے اور سوار کی وضع مانند ابو محجن کی سواری کے ہے ابو محجن تو میرے پاس مقید ہو اور اہلق طویلے میں ہے۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ یہ حضریہ کیسے یہ گمان تھا کہ یہ فرشتہ آسمانی ہے ہماری مدد کو آیا ہے۔ جب آدھی رات ہوئی اور ابواب جنگ سدود ابو محجن بموجب اپنے عہد کے کو شک میں آیا اور اپنا پاؤں قید میں ڈال کر صبح تک آرام فرمایا صبح کے وقت حضرت سعدؓ کو ابو محجن کے حال سے خبر ہوئی بنفس نفیس خود اُس کے پاس گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے اور کوئی چشم بدتیرے دست و بازو کو نہ پہونچے۔ کل پھر دشمنوں کے معرکے میں جو اندری کے دے اور فتح کے دروازے دوستوں کے منہ پر کھول دے اور بہت خند کیا اور قید مخلصی دیکر وہ گھوڑا اور ہتھیار اُس کو انعام کیا۔ ابو محجن نے میخواری سے توبہ کی رات کو ققاع بن نے اپنی فوج کو لشکر سے جدا کیا اور دس ٹولیاں بنائیں اور فرمایا کہ کل تم بدستور سابق آگے پیچھے لڑو سے ملیو اگر اس عرصہ میں ہاشم تمہاری مدد کو پہونچیں تو فہو المراء والا تمہارے اسطر حکے پہونچنے سے غازیوں کی قوی ہو جاوے گی ققاع کی تجویز سے سوائے اُس کے رفیقوں کے اور کوئی خبردار تھا جو وقت کہ دونوں طرفی صف

مقابل ہوئیں تو فوج اول قحطاع کی میدان کے کنارے سے نمودار ہوئی مسلمانوں کو گمان ہوا کہ ہاشم ہمارے مدد کو پہنچے قوت اور شوکت انکی زیادہ ہوئی اور گمان مضبوطی سے میدان میں جولانی کرنے لگے ابھی پچھلی فوج داخل نہیں ہوئی تھی کہ ہاشم بھی مدد کو آن پہنچے اور قحطاع کی تدبیر کو پسند کر کے انہوں نے بھی اپنی فوج ڈالیاں بنائیں ہاشم نے لشکر کے قریب پہنچتے ہی تکبیر کی اہل اسلام نے بڑے سرور سے غلغلہ تکبیر کا فلک تک پہنچایا ہاشم نے مینہ عجم پر حملہ کر کے انکی صفوں کو متفرق کیا اور موضع عقیق تک کافروں کا پیچھا کیا وہاں سے پھر لشکر اسلام میں توقف کیا مشرکوں نے شب گذشتہ میں شج مک ہاتھیوں کے پالان و سامان درست کر کے فیل سپید کو قحطاع کے مقابل اور فیل اجرب کو جمال بن مالک کے مقابل سے فوج کیا حضرت سعد نے اعدا اور اجربا کے لشکروں کو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ وہ دونو فوجیں فیل سفید اور اجرب کی لشکر کو بہم کرتی ہیں اہتمام و کوشش کر کے ان دونو فیلوں کے شر کو دفع کر دو۔ قحطاع ایک تیر دو شاخہ درست کر کے متوجہ فیل ابیض کا ہوا اور جمال بن مالک نے اسی طرح سے فیل اجرب کا قصد کیا۔ قحطاع نے دونوں کے تیروں کو دونو ہاتھیوں کے پدف ختم پر برابر پہنچایا۔ فیل ابیض کی آنکھوں سے سیاد پانی نکلا۔ اور سرد ہلا کر اپنی سواروں کو زمین پر ٹپکا قحطاع نے فیل ابیض کی سونڈ کو قطع کیا۔ اور جمال نے اجرب سے بھی درست برد کی فیل ابیض کافروں کی صفیں چیرتا ہوا بھاگا اور باقی فیلوں نے اس کی متابعت کی ایسے بھاگے کہ مدائن تک دم نہ لیا مسلمان فیلوں کے شر سے محفوظ ہوئے اور ات تک جہاد میں رہے۔ اور بد مذہب عشا کے پھر دونوں طرف سے شمع اور شعلیں روشن ہوئیں اور جنگ میں مصروف ہوئے قحطاع نے اپنے لطفِ قدیم سے اہل اسلام کے دلوں میں صبر القا کیا وہ رات ایسی کٹی کہ کوئی ایسی رات نہ کٹی ہوگی۔ اور عرب اور عجم کو ایسا امر ورنش آیا کہ مانند اس کے کبھی نہ آیا ہوگا۔ سعد مرتبہ بتشرع و زاری مشغول ہوئے۔ صبح صادق ہوتے آثار قبولیت کے ظاہر ہوئے اور یہ ندا کی آواز آئی کہ اے اہل اسلام چند روز سے رنج اٹھاتے ہو ایک ساعت اور بھی صبر کرو کہ النصرۃ الصبیہ لازم و موزوم ہیں حضرت سعد کے کلام سنتے ہی ان سعادتمندوں کو جوش و خروش آیا اور اکیبارگی کفار پر حملہ کیا رستم کا آفتاب سعادت و اقبال سے میل کر کے زوال میں پہنچا۔ اتفاقاً اس روز رستم اپنا تخت نہر عقیق کے کنارے رکھ کر سا بان کے تلے بیٹھا تھا باد و بور اس وقت اتنی چلی کہ اسی میدان میں خاک مذلت انکے سروں پر ڈالی اہل اسلام کے نیزے اور شمشیر کی ضرب سے کفار عجم کا سرع روج دار ابھار کو اڑ گیا اور رستم کے خیم کی ٹانہیں زمین سے اکھڑ گئیں وہ دھوپ میں رو گیا اور آفتاب

کی حرارت سے خزانے کے اونٹ کے بوجھ تلے پناہ لے گیا قتل کی پہلو انوں کو ہمراہ لے گیا اور اپنی اُس بد بخت کے تخت تک پہنچایا۔ اور بلال صاحبِ اقبال نے اونٹ کے بوجھ کی رسی کو جسکے تلے بیٹھا تھا کا باؤہ بوجھ ایک بارگی رستم کی پیچھے پرگرا اور اُس کے صدمے سے پانی میں اپنی تین ڈال بال کو اُسو معلوم ہوا کہ رستم ہے۔ پاؤں اُس کا پڑ کر پانی سے کیچھا اور سر کو تن سے جدا کر کے نیزے پر چڑھا دیا۔ اور تاجدارِ علم کے سر کو تاجدارِ سولی کیا سپاہ عجم کو جو قتل ہونا رستم کا محقق ہوا پاؤں قرار کا جگہ سے ہل گیا۔ اور طریقہ فرار کا ناپا بہادرانِ اہل اسلام نے کفار کے لشکر کا پیچھا کیا۔ جالینوس ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا۔ امیرِ لشکر اسلام سے تین سو سوار لے کر دوڑا اور اُس کو قتل کیا اور سب سامان لے لیا۔ حضرت سعد نے رستم کا تین ناپاک دیکھ کر سجدہ شکر کیا اور رستم کا سلب یعنی سامان بلال کو عنایت کیا روایت ہے۔ کہ اُس کا شتر ہزار دینار کا اور تاج سو ہزار دینار کا تھا۔ اور وہاں سے مال وافر اور خزانہ بے شمار اور تیغیں کافی کمائیں دمشق اور نیزے خطی غنیمت مسلمانوں کو ہوئی۔ اور دولتِ اہل اسلام کی بڑھی اور شوکت کفار کی گھٹی بعد اُس کے سعد نے ایک مکتوب مفصل کیفیتِ جنگ کا اور مدد پہنچنے کا اور ظفر پانے کا اور قتلِ رستم کا۔ امیرِ المومنین کی حضور میں لکھ کر شتر سوار تیز رفتار کو روانہ کیا مالِ غنیمت اتنا جمع ہوا۔ کہ محاسبانِ بیع الحساں مالکے حساب سے عاجز تھے۔ کہتے ہیں کہ رستم کے ساتھ اُس لشکر میں چھ کروڑ درہم دینار تھے۔ سو نے سب مال کا خمس نکال کر مدینے کو بھیجا اور باقی غازیوں پر قسمت کیا کہتے ہیں۔ کہ ساتھ ہزار مرد تھے۔ ہر ایک سوار کو بارہ بارہ ہزار درہم یا دینار حصہ میں ملے شتر سوار جب مدینہ میں پہنچا۔ اور وہ خبرِ فتح و اثر سردارِ انجمنِ اصحابِ نبویؐ عمر بن الخطابؓ کے سماعِ مبارک میں پہنچی شکرِ خدا کا بجالائے نہایت خوش ہوئے اہل مدینے نے تہنیت اور مبارکبادیاں دیں سعد نے پھر ایلچی دوسرا مع خمس و نقود و احوال کے اور مدد خزانہ قلعہ قادسیہ کے بھیجا جہا جریں اور انصارِ مخطوط تھے اور سعد کو تخمین و آفرین لکھی اور فرمایا جب تک حضور سے حکم جدید نہ پہنچے تب تک لشکر کو قادسیہ میں آرام دو۔ واللہ خیر الناصیرین

یہ ایک معرکہ سدہا معرکوں کا نمونہ ہے اس واسطے احوالِ شہادتِ امیرِ المومنین رضی اللہ عنہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

### بیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا

روایت ہے کہ جب امیرِ المومنین رضی اللہ عنہ حج سے تشریف لائے ایک درمیدہ میں حضرت زبیر بن عوفؓ لگا بیٹھے کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام کہ جس سے یہ روز کا نام فرید اور کینیت ابو لوطی آیا اور کہا یا امیرِ المومنین

مغیر وہ شب نے میرے ذمہ ہر روز دو دم ٹھہرائے ہیں اور میں اُسکے ادا کرنے سے عاجز ہوں اگر آپ کے فرمانے پر کچھ تخفیف کرے تو بہتر ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا تو کیا پیشہ رکھتا ہے کہا بخاری اور حدادی اور نقاشی جانتا ہوں حضرت امیر نے فرمایا اتنے پیشوا لے سے دو دم لینا نہایت انصاف ہے فیروز کے تیس وہ بات نہایت سنگین معلوم ہوئی اور بغض امیر المؤمنین کا اپنے سینہ پر کینہ میں بھرا حضرت عمرؓ نے کہا میں نے شاہد کہ تو ایسی پن چکی بنانا ہے کہ پون پر چلتی ہے اگر تو بناو لگا تو اہل مدینہ کو بہت فائدہ ہوگا۔ فیروز نے کہا میں آپ کی واسطے ایسی پن چکی بناؤں گا کہ جب تک آسمان کی چکی گردش میں رہے گی مشرق اور مغرب تک اُسکا ذکر باقی رہے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس غلام نے میرے تئیں قتل کی تہدید دی قصہ فیروز نے اس بات کو دل میں رکھا اور ایک خنجر دو دھارا کہ جب کا دستہ درمیان میں تھا نہرا ہر دیکر تیار کیا اور منتظر فرصت کا رہا ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر میں کھڑے ہوئے اور صفوں کو برابر کرنا ارشاد کیا اور تکبیر تحریر لکھ کر نماز میں مشغول ہو ابولولونے صف اولیٰ سے پاؤں بٹھا کر تین فرسہ کہ ایک انہیں سے زیر ناف تھی ماری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خوش آگیا اور اصحابوں نے عبدالرحمن بن عوف کو امام کر کے جلد نماز پڑھی اور ان کو گھر پہنچایا اور ابولولونے اٹھارہ آدمی زخمی کئے ایک جوان عراقی نے اپنا طاقہ یعنی پھینٹا اُسکی گردن میں ڈال کر زخمیں پر کر لیا ابولولونے جب دیکھا کہ جبری طرح مارا جاؤں گا۔ اُس خنجر کو اپنے طلق پر رکھ کر کھینچ دیا۔ اور جنم رسید ہوا حضرت نے اصحاب کبار کو جمع کر کے فرمایا کہ اگر موت شتابی کرے تو ان چھ آدمیوں سے جس پر سب کا اتفاق ہو خلیفہ کیجیو۔ عثمانؓ و علیؓ و سعدؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم سب نے اتفاق و مشورت سے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ کیا جب رُوح خلیفہ پاک کی عالم افلاک پر گئی بعد تجہیز و تکفین جنازہ مسجدیں لائے اور مہیب نے نماز پڑھائی حضرت عائشہؓ کی اجازت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا۔ زبیرؓ سعاد و زبیرؓ قسمت ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

**ذکر چار مع القرآن امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا**

اسم مبارک عثمان اور کنیت ابو عمر اور حضرت عثمان اعیان قریش سے تھے۔ اور تمام قبیلے سے خوش عیش تھے۔ محبوب القلوب تھے۔ اور کرم بخشش میں معروف تھے اور بخل سے دور تھے۔ اور سابق الاسلاموں میں تھے صاحب ہجرت میں مصالٰی الی القبلتین تھے صاحب حلم و حیا تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم فرماتے تھے۔ اور ان کی خلافت میں بہت سے ملک اور شہر اہل اسلام کے تصرف میں آئے

ہم ان آذربائیجان - افریقیہ اسکندریہ کا ذرون مانزدان نیشا پور طوس ہرات بلخ قسطنطہ وغیرہ نقل  
 کہ حضرت عثمان کے عہد میں بسبب کثرت فتحوں کے استعدال وافر ہوا کہ ایک لونڈی انہیں کی ہوزن زر سے  
 بکتی تھی۔ اور ایک گھوڑے کی قیمت لاکھ درہم اور ایک درخت خرما کی قیمت ہزار درہم کو پہنچتی تھی۔ اور  
 ذیہ التورین اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ رقیہ اور کلثوم دو صاحبزادیاں کہ ثمرہ نور نبوت تھیں۔ اُنکے  
 نکاح میں آئیں تھیں کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں کسی شخص کے تئیں یہ سعادت یعنی نکاح دو بیٹیوں  
 پیغمبر کی حاصل نہیں ہوئی اور اکثر اوقات کے وقت مقام ابراہیم میں تمام رات قرآن فوافل میں پڑھتے تھے  
 کبھی ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کرتے تھے صائم الدہر قائم اللیل تھے۔ سخاوت اور لفقہ فی سبیل اللہ  
 اس درجہ پر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت اور مغفرت گناہوں اولین و آخرین کا  
 جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک کا عزم کیا۔ تیس ہزار لشکر ابرار اصحاب کا استعداد ہوا اور لشکر پر  
 خراج کی تنگی تھی۔ اسی واسطے اُس لشکر کو حبش عسرت کہتے ہیں۔ حضرت عثمان نے اُس لشکر  
 کی امداد میں چھ سو چاس اونٹ نصف غلے کے بھرے اور نصف غازیوں کے سواری کے۔ اور کئی  
 ہزار دینار حضور میں گدراں دیئے۔ حضرت کمال خوشنودی سے بھلتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ الہی  
 عثمان کے اگلے اور پچھلے اور پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے۔ روایت ہے کہ جب ہاجرین  
 مدینہ میں آئے تو پانی شہیریں بہت دور تھا۔ اور شورہانی سے صحابہ کو پُری تکلیف تھی ایک یہودی کا  
 بیٹا کنواں جس کا نام بیرومہ مدینہ میں تھا۔ حضرت نے فرمایا جو کوئی بیرومہ کو واسطے خدا کے سبیل کریگا  
 تو میں ضامن ہوں کہ کل بہشت بریں میں چشمہ آب معین اُسکے نصیب ہوگا حضرت عثمان نے اُس کنوئیں  
 کو یہودی سے قیمت گراں دیکر خرید لیا اور سید کائنات میں جا کر اُس کنوئیں کو سبیل کیا۔ اور  
 عسرت حبش ہاجرین کو تسہیل کیا اور مدینہ کی مسجد جب حضرت کی وقت میں تنگ ہوئی اسی طرح ایک شخص  
 کے گھر کے عوض میں مضاعف قیمت دیتے تھے۔ جب قبول نہ کیا تو حضرت عثمان نے اُس گھر کو سنگین ہا  
 دیکر مسجد نبوی میں داخل کیا اور حضرت عثمان کو زمانہ میں جب لوگ تنگی سے بہت تنگ تھے تو بہت حویلیاں جو  
 مسجد کی اپنے مال سے خاطر خواہ مالکوں کو قیمت دیکر مسجد میں داخل کیں اور کمال تکلف سے مسجد کی نقل  
 سے کہ ضیفہ ابن الیہاں نے حضرت سے عرض کی کہ ایک جماعت اصحاب کی قرآن میں اختلاف فاحش کرتی ہے  
 ہمارے کہ نسبت تکفیر ایک دوسرے پہنچتی۔ اس آیت کو تیس قرآن میں اختلاف پڑنے سے سمجھا لو نہیں تو

مانڈیہود و نصاریٰ کے اختلاف قرآن میں بھی ہو جاوے گا۔ حضرت عثمانؓ نے صحابہ اعیان سے شورت کر کوئید بن ثابت اور سعد بن العاص و عبدالرحمن بن عوف کو امر کیا کہ موافق نعت قریش کو جمع کرو اختلاف لکھاؤ۔ اس طرح سے جب مرتب ہوا تو ان کی نقیص اور مقابلہ کر کے ایک ایک ملک میں بھیج دی تفصیل حوادث اور فتحوں کی مدت خلافت حضرت عثمانؓ کی دفتر عظیم چاہتی ہے اس واسطے شہادت کے احوال پر اکتفا کرتا ہوں۔

### بیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا

سعید ابن مسیب سے پوچھا کہ لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو واسطے قتل کیا اور اصحابوں نے کس واسطے ان کی مدد نہ کی جواب دیا کہ عثمانؓ مظلوم قتل ہوئے اور اصحاب مدد کرنے میں معذور تھے۔ اس واسطے کہ جب حضرت عثمانؓ سیر خلافت پر بیٹھے چھ سات برس تک بہت خوب گذران کی اور کسی نے اُنہیں حرف نہ رکھا بعد اُس کے اصحابوں کو مغزول کیا اور اپنے چچا کے بیٹوں کو اور اقربا کو ملک کی حکومت دینا شروع کیا یہ بات لوگوں کو بہت شاق گذری اور عبداللہ بن سرح کے تئیں والی مصر کیا اُس نے ظلم کا طریق جاری کیا اس واسطے اہل مصر کی ایک جماعت نے ان کو اسکی شکایت کی حضرت نے ایک خط مشعل ناکید اور تہدید کا عبداللہ بن سرح کو لکھا کہ جماعت داد طلب کو راضی کر اور ظلم سے دست بردار ہو۔ ابن سرح نے پروانے پر عمل نہ کیا بلکہ بعضے فریادیوں کو جو مدینے گئے تھے مارا اور قتل کیا اس سبب سے سات سو آدمی مصر کے مدینے میں آئے اور ظلم ابن سرح کے اعیان اصحاب سے بیان کئے مصریوں کے اتماس کرنے سے حضرت مرتضیٰ علی حضرت عثمانؓ پاس گئے اور فرمایا مٹا ان لوگوں کا مغزولی عبداللہ بن سرح کی ہے اگر اسکو حکومت مصر سے مغزول کرو اور مظلوموں کی داد دو۔ فی الجملہ اس فتنہ کی تسکین ہوگی حضرت عثمانؓ نے کہا تم ایک شخص کو تجویز کرو میں اُس کو حکومت مصر پر بھیج کر عبداللہ کو مغزول کروں سبھوں نے کہا محمد بن ابی بکر اور سب وجہ کے لائق اس کام کے ہے اس واسطے فرمان مصر کی حکومت کا محمد بن ابی بکر کے نام لکھ کر ایک عہد مہاجرین و انصار کی اُنکے ساتھ بھیجی جو معاملہ مصریوں کا اور عبداللہ بن سرح کا دریافت کر کے بموجب عدل کے فیصل کریں۔ جب یہ لوگ تین منزل پہنچے ایک غلام سیاہ اونٹ پر سوار سراسیمہ ویرشا ایسا جلد ہانکے جاتا تھا۔ گویا کسی کا طالب ہے یا کسی سے ہار ہے یہی بجا کا جاتا ہے کبھی کہتا تھا میں مرگا کا غلام ہوں اور کبھی بولتا تھا کہ میں عثمانؓ کا غلام ہوں۔ حاکم مصر کے پاس جاتا ہوں جب اسکی تلاشی کی تو ایک خط سببہر نکلا جس کا مضمون یوں تھا یعنی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے عبداللہ



کتاب حلیہ میں ابو بکر صدیق سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جماعت پڑھتے اور سجدہ میں ہوتے اور امام حسن صغیر اسن تھے اگر کبھی آپ کی پیٹھ پر اور گردن پر سوار ہو گئے۔ حضرت اسن انہیں بزم طح سے اٹھائے رہتے۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تو لوگ کہتے یا رسول اللہ آپ ان کے ساتھ جو کرتے ہیں کسی کے ساتھ نہیں کرتے۔ حضرت صلعم فرماتے یہ میرا بچاں ہے۔ اور اسید جو کہ صلعم کو اوی اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کے دو گروہ میں اور حاکم نے زبیر بن ارقم سے روایت کی ہے کہ امام حسن کھڑے ہوئے خطبہ پڑھتے تھے۔ اتنے میں ایک ایک شخص قید از دستنورہ سے کھڑا ہو گیا۔ اور کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ انہیں اپنے کونے پر سوار کئے ہوئے تھے اور فرماتے تھے جو مجھے دوست رکھتے وہ اسے دوست رکھتے اور جو حاضر ہیں غائبوں کو یہ بات پہنچاویں اسی طرح بہت حدیثیں آئی ہیں۔ اور امام حسن دو ازادہ امام میں دو سے امام ہیں۔ اور جناب امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ اور فقر اور طریقت میں بہت نکتے اور اشارے آپ سے منقول ہیں۔ چنانچہ فرمایا محفوظ رکھو اپنے باطن کو کہ حقائق کے ظہرات دل کو دیکھتا ہے اور کسی نے ذکر کیا کہ حضرت ابوذر بخاری کہتے ہیں کہ میرے نزدیک فقیر تو نگہی سے محبوب تر ہے اور بخاری تندرستی سے خوب تر۔ امام نے فرمایا کہ حقیقی ابوذر پر دم کے میں تو پکیتا ہوں کہ جو شخص اپنے حق میں اللہ کے ہر اختیار پر توکل کر لگا وہ شخص سوا اُحسانت کو جو اللہ نے اُس کے لئے مقرر کی ہے اور کچھ تمنا نہ کر لگا۔ اور جناب حسن نہایت کریم اور رحیم اور تواضع اور زابد اور عابد اور سخی اور صلیم اور برادر اور کمال باوقار تھے۔ نہد کا یہ حال تھا کہ ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں آپ سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ میں شہنا ہوں اپنے رب کے اُس کے سامنے جاؤں اور پیادہ پا اُس کے گھر تک نہ گیا ہوں۔ پھر پیادہ میں حج کرتے۔ اور حاکم نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ امام حسن نے عیسٰی حج پا پیادہ کئے اور گھوڑے آپ کے آگے قتل چلتے تھے اور خیرات کا یہ حال تھا کہ ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں نقل کیا ہے کہ جناب امام حسنؑ نے دوبارہ سالانہ اپنا اللہ کی راہ میں ٹٹایا اور تین بار آدھا مال بشد دیا یہاں تک کہ ایک ایک فصل اور موذ دیا اور ایک ایک رکنا۔ صواعق میں لکھا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ سے دس ہزار دیم مانگتا تھا۔ حضرت امام حسنؑ نے سنا دس ہزار درم اُس کے پاس بھیجے اور صواعق میں لکھا ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اپنی تکلیف بید تو نگہی کے بیان کی آپ نے فرمایا۔ تیرا حال حق ہے۔ اور میرے نزدیک تجھے بہت دینا چاہی اور تیرے لئے لائق دینے سے عاجز رہے اللہ کی راہ میں بہت دینا بھی تمہارا ہے۔

اور میری ملک میں اتنا نہیں ہے کہ تیرے شکر کو وفا کرے لیکن اگر تو قبول کرے جو کچھ میرے اور ہاتھم زائد کی ملکیت  
میں سے تیرے خدمت کر دینے کے عوض کی کہ اسے اسے رسول اللہ کو میں حضور اہی قبول کروں گا اور تمہاری عطا کا شکر  
کروں گا اور تمہیں معذور رکھوں گا پھر اپنے اپنے وکیل کو بلایا اور جمع خرچ خانگی کا حساب کیا اور فرمایا۔ جو مال بچ رہا  
لے آؤ وہ پچاس ہزار درم لے آیا پھر فرمایا تیرے پاس پانچ سو دینار بھی تھے۔ وہ بھی لے آؤ کیل وہ بھی لے آیا۔  
پھر اپنے وہ پچاس ہزار دینار اور پانچ سو درم سب اس شخص کو عطا کئے اور فصل الخطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن  
جناب امام حسن کھانا کھاتے تھے ایک شخص آیا اور کہا میں ہزار درم مجھے قرض ہیں آپ اللہ ادا کر دیجئے حضرت نے  
دس ہزار درم اسے عنایت کر دیے اور یہ نہ کہا کہ کھانا کھائے جب وہ چلا گیا لوگوں نے عرض کی کہ پانچ دس ہزار  
درم بخشے اور کھانے کی تواضع نفراتی امام نے فرمایا کہ تم مجھ کو خدا کی جسے میرے جد کو سچا دین دیکر خلق میں بھیجا کہ مجھ  
جو تک معلوم تھا کہ کھانے کے وقت اس کلام کی بھی حاجت ہے کہ آؤ اور کھاؤ اور ایک دن اپنے درواز پر تشریف رکھتے تھے ایک  
اعرابی آیا اور آپ کی اور جناب امیر کھد مت میں کلمات بے ادبانه کہنے لگا امام نے فرمایا شاید تو مجھ کو کاہنوں اس سے جواب  
نہ دیا اور اسی طرح گستاخی میں مشغول رہا تب آپ پر غلام کو ارشاد کیا کہ ایک توڑا دس درموں کا لاکر اسے دے۔ غلام نے  
توڑہ لاکر دیا۔ اور امام نے فرمایا کہ اے اعرابی معذور رکھ اس وقت ہی موجود تھا اعرابی نے جو یہ کرم دیکھا  
فدا ہوا اور کہا گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول خدا کے بیٹے ہیں اور میں نے تمہاری خدمت اور بردباری آزمائے کہ  
یہ حرکت کی تھی۔ اور صواعق میں لگتا ہے کہ جناب امام حسن کا سایہ ایک سال معاویہ کے پاس سے نہ آیا اور  
آپ کو خرچ کی تکلیف ہوئی۔ جناب امام حسن فرماتے ہیں کہ میں نے دوات و قلم منگوایا کہ بطور یاد دہی لکھ بھیجوں پھر رک رہا  
اتنے میں نہیں خدا صلعم کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ حسن تیرا کیا حال ہے میں نے عرض کی کہ بخیر ہوں اور سالانہ نہ  
آنے کی شکایت کی فرمایا تو لکھا چاہتا ہے ایسے کو وہ بھی تیری طرح مخلوق ہیں میں نے عرض کی کہ ہاں پھر کیا کر  
فرمایا وہاں ہاں۔ اللہم اقدت فی قلبی رجاء واقظم رجاء عن من سوا الحق لا ارجو احدًا غیرک

اللہم ما ضعت عنہ قوتی وقصوت عنہ علی ولم ینتہ الیہ رغبی ولم یتلجہ فسیلتی ولم یسجن علی السانی  
فی اعطیت احدًا من الاولین والآخرین من الیقین فخصنی بہ یا ارحم الراحمین

امام حسن فرماتے ہیں کہ واللہ ایک ہفتہ میں نے یہ عاپر بھی نہ ہوگی کہ معاویہ نے میرے پاس ہزار درم اور پانچ سو درم  
بھیج دیے میں نے اللہ کا شکر کیا کہ وہ اپنے یا ور کہنے والے کو نہیں بھجھو تھا ہے۔ اور اپنے دعا کرنا ہو کہ وہ  
نہیں کرنا پھر غیر خدا کو خواب میں دیکھا فرمایا حسن کیا حال ہے میں نے عرض کی کہ بخیر ہوں اور یہ حال۔ فرمایا

ایسا ہی ہے جو خالق سے امید رکھتے اور مخلوق سے التجا نہ کرے اور علم آپکا اس امر میں تھا کہ بناؤں وراثت کی جو  
 کرامتیں جب خلیفہ روزی بن کے ہوئی کہیں نماز پڑھتے تھے کہ ایک شخص آپ پر چڑھ بیٹھا اور منہ چھو دیا پھر  
 آپ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے عراق والو! اللہ سے ڈو ہمارے حق میں ہم امیر ہیں تمہارے اور وہاں تمہارے  
 اور ہم اہمیت میں ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں فرمایا اِنَّا بَرَزْنَا بِكَ لَكُنَّا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَىٰ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَصَلِّ عَلَىٰ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَصَلِّ عَلَىٰ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ  
 کہ مدینہ کا حاکم تھا آپ کے درستی کی آپ خاموش رہے پھر اُس نے ناک چھکی دینا ہاتھ لگا تب امام حسن نے فرمایا افسوس  
 تجھ پر کیا نہیں جانتا کہ سید ہاتھ نہ دھوئے کہ ملے ہوا دھواں ہاتھ غلط دھو کر نیکو۔ اُن سے تجھے پھر مروان  
 ساکت ہو گیا اداس بن عمار نے جو یرین بن اسماء سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسن کا انتقال ہوا۔ مروان آپ کے  
 جنازے پر رونے لگا۔ امام حسین نے فرمایا کہ اب تو اُن پر رونے سے اور زندگی میں کیا کیا کر لو گھونٹا نہیں پلاتا  
 تھا۔ تب اُس نے بہار کھیرف اشارہ کر کے کہا کہ میں وہ باتیں ایسے کیساتھ کرتا تھا۔ جو اس پہاڑ سے حلیم زیادہ  
 اور جناب امام حسن سے کراماتِ حلیمہ اور خرق عبادت علیہ ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ شواہد النبوة میں لکھا ہے کہ ایک  
 جناب امام حسن اور ایک بیٹے حضرت نبیر کے ہمسفر تھے ان کے راہ میں کسی باغ میں پہنچے ایک خرے کے درخت کو نیچے  
 آپ کا فرش لگا اور دوسرے کے تلے حضرت نبیر کا بستر بچھا نبیر نے کہا کاش! اس پیڑ میں خرے لگے ہوتے کہ ہم  
 کھاتے امام نے پوچھا کہ تم خرے کھایا چاہتے ہو نبیر نے کہا ہاں۔ امام حسن نے ہاتھ اٹھایا اور ہونٹوں میں کچھ  
 پڑھا اسی وقت درخت پھٹ گیا۔ اور پتے لکھلکھ اور طب پھلے شربان نے کہا یہ سحر ہے امام نے کہا یہ سحر نہیں ہو  
 بلکہ پیغمبر خدا کے فرزند کی دعا سحباب ہوئی۔ پھر اُس پیڑ پر چڑھ کر خرے توڑ دی اور سب کھاتے اور امام حسن عورتوں کو  
 بہت طلاق دیتے تھے اور انہیں کو چھوڑ دیتے تھے جو آپ کو بہت چاہتی تھیں صواعق میں لکھا ہے کہ آپ نے  
 نوے عورتوں سے نکاح کیا ہو ابن سعد محدث نے جناب امیر سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اے اہل کوفہ امام  
 حسن سے اپنی لڑکیوں کا نکاح نہ کرو کہ یہ بڑے طلاق دینے والے ہیں اسی وقت قبیہ ہمدان کو ایک شخص نے کہا  
 واللہ ہم اپنی لڑکیوں کو انہیں دیا کرینگے پھر یہ جسے پسند کیا کرینگے رکھیں گے اور جسے ناپسند کرینگے اُسے طلاق  
 دینگے امام حسن نے یہ کلام سنا فرمایا کہ اگر میں جنت کے دروازے پر ہوں گا اسکے قبیلے کو پہلے بہشت میں لیجاؤں گا بعضوں  
 لکھا ہے کہ اذلبکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام طفولیت میں جناب امام حسن کی ناف پر بہت بوسے دیئے  
 تھے عورتیں اس امید سے کہ بدن انکا موضع سانس خیر البشر سے مس ہوا اور انکی برکت سے آتش و فرخ سے

نجات پائیں جناب امام حسنؑ کے نکاح کی طرف بہت راغب تھیں اور آپ کو بھی یہی منظور تھا کہ اسی یہاں نے بیٹو کی نجات ہو اور جب شب یکشنبہ انیسویں تاریخ رمضان شریف کی سہ چالیس بجری میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت ہوئی امیر المومنین امام حسنؑ کو ذمہ میں مسند خلافت پر بیٹھے اور چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نے آپ کی حیات کی۔ اور چھ مہینے اسلام کے خلیفہ رہے اور خلافت راشدہ پر غیر خدا کی جانب مستبدانہ البشہ کے بعد مطابق حدیث صحیح کے تیس برس تک تھی۔ اُس میں سے بد جناب امیر کے چھ مہینے باقی رہے تھے۔ سو وہ چھ مہینے آپ کے عہد دولت میں ختم ہو گئے۔ پھر معاویہ بن ابی سفیان نے جناب حیدر کرار کی شہادت کی خبر سنکر ساڑھے ہزار سپاہ جمع کر کے عراق کی طرف کوچ کیا۔ امیر المومنین امام حسنؑ نے جاکر ہزار کی جمیت سے ہجرت فرائی۔ صواعق میں لکھا ہے کہ جب دونوں فوجیں سامنے ہوئیں۔ امیر المومنین امام حسنؑ نے دیکھا کہ انیس سے ایک لشکر نہ غالب ہوگا بلکہ دوسرے اکثر لوگ مار دی جائینگے تب آپ نے معاویہ بن ابی سفیان کو ٹانگ اور سفلت سرور کرنے کا پیغام فرمایا ان شرطوں پر کہ بعد معاویہ کہے آپ ہی خلیفہ ہوں اور اہل مدینہ اور حجاز اور عراق سے آپ کے والد ماجد کے مخالفوں کی طرح کامیاب نہ ہوگا اور جناب پر قرضہ نہ آدا سو جا پھر حیدر رو بدہل کے امیر معاویہ نے سفید کاغذ بھیج دیا۔ اور کہا اسمیں لکھ دیجئے جو چاہیے کہ میں قبول کر دوں گا۔ یہ تو تاریخ میں لکھا ہے۔ اور صحیح بخاری میں خواجہ حسن بصری سے روایت ہے کہ امام حسنؑ نے ہزار سے فوجیں لیکر معاویہ کا سامنا کیا۔ تب عمرو بن عاص نے کہا میں فوجیں دیکھتا ہوں کہ زمین کی جنگ اپنی برآمد واپس کرتی نہ کریگی معاویہ نے کہا اور وہ دائرہ دو فوجیں بہتر ہے اگر ادا انہوں نے انہیں ادا انہوں نے انہیں پھر کون مسلمانوں کے کام آویگا۔ کون انکی عورتوں کا متکفل ہوگا۔ کون ان کے مال زمین کی خبر لیگا۔ پھر دو شخص بنی عبد شمس بن عبد مناف سے ایک عبدالرحمن بن ثمرہ دوسرے عبداللہ بن عامر کو مقرر کیا۔ اور کہا تم دونوں امام حسنؑ علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ اور ان سے عرض کرو اور کہو کہ صلح کی رغبت ہو۔ پھر دونوں حضرت کی خدمت میں آئے اور باتیں کیں اور مصالحت کی غیبت لائی تب امام نے فرمایا کہ ہم نبی عبدالمطلب ﷺ سے قطع ہوئے اعمال سے ادب کر رہے اپنے کہو میں ڈوبے موت میں انہوں نے کہا کہ معاویہ پیشکش کر نیچے اور مصالح پر راضی ہیں۔ امام نے فرمایا کون ان باتوں کا متکفل ہوگا وہ دونوں فوراً دوبارہ پھر جواب سے سوال کئے انہوں نے کہا ہم ذمہ دار ہیں پھر امام نے مصالحت کیا اس واسطے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے معاویہ بن ابی سفیان مسلح طاعت کے لئے علم رکھ بھی لکھا تھا الغرض مصالحت پھر امام حسنؑ فرما کر محمد بن ابی بکر کے ساتھ مذاقیہ زبانی کے یہ صلح نامہ لکھا یا کہ صواعق پر ببینہ ترجمہ کیا گیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وہ ہے جسے صلح کی حسن بن علی نے معاویہ بن ابی سفیان سے اُسپر کر سپرد کر دیں۔  
 اُسے مسلمانوں کی ولایت ان شرطوں پر کہ وہ انہیں موافق کتاب اللہ اور سنت پیغمبر صلعم اور سیرت خلفاء راشدین و  
 ہدیین کے عمل کرے اور معاویہ کو نہیں پہنچتا ہے کہ اپنے بعد کسیکو ولیہد کرے بلکہ بعد خلافت اس کے مسلمانوں کو  
 مشورہ پر ہو اور لوگ اللہ کی زمین کہیں ہوں شام میں خواہ عراق میں خواہ حجاز میں خواہ یمن میں خواہ جہاں کہیں ہو  
 سب اس دہان سے ہمیں اور اصحاب علی اور گروہ انکا کہیں ہوں اپنے جان مال و زن و بچہ سمیت ماں میں ہیں۔ ان  
 شرطوں پر معاویہ کا عہد اور میثاق ہے اور حسن بن علی اور بھائی ان کے حسین اور کسی اہلبیت رسول صلعم کے  
 حق میں شہرہ چاہے اور کسیکو انہیں سے کہیں ہو تکلیف نہ ہو گواہ کرتا ہوں انپر فلا نے فلا نے کو اور کافی ہو  
 اللہ کی گواہی الخضر بعد اس کے جناب امام حسن نے ملک و سلطنت معاویہ کو سپرد کیا اور حجت کی اور پیغمبر کا منہ  
 ظاہر ہوا کہ حضرت فرمایا کہ یہ بیامیر اُس کے عقیدے صلح کرو اور یگانہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کے دو بڑے  
 گروہ نہیں یہ صالح مسند ہجری ربیع الاول کے مہینے میں واقع ہوا اور ہفتوں کے لکھا ہو کہ پندہوں جہادی الاول کی  
 تھی۔ اور اس سال کا نام عام جماعت ہوا۔ اور امام حسن نے فرمایا کہ یہ صلح میں نے جب کر نہیں کی بلکہ مسلمانوں کا خون  
 بجایا اور فرمایا کہ عرب کے کھوڑیاں سیرانہ میں جس کی صلح کروں صلح کریں اور جس سے میں لڑوں وہ لڑیں میں نے  
 اس سلطنت کو اللہ کی واسطے اور مسلمانوں کے خون بچانے کو چھوڑ دیا بعد اس کو آپ ینہ میں آئے اُمتاخر عمر تک میں ہو

### بیان شہادت شریف امام عالی مقام علیہ السلام کا !

اور شہادت آپ کی اس طرح ہوئی آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس مہمدی کو زیندہ بچھایا کہ کہہ کہ اگر تو امام حسن  
 کو نہر کو تیس تجھ سے نکاح کرونگا اُس نے آپ کو نہر دیا چالیس دن بچا رہا اسہال کہدی ہو گیا کلیجہ اور آنتیں  
 کٹ کر دستوں میں لگتی تھیں پھر انتقال فرمایا تب جعدہ زید سے چاہا کہ وعدہ وفا کرے اُس نے کہا کہ میں امام حسن  
 کے پاس پھر نہ پہنچاؤں نہ تہا اپنے پاس کب دار ہونگا پس دین اور دنیا اُس کی دونوں برباد ہوئیں۔ عمر  
 بن اسحاق سے روایت ہے کہ میں امام حسن کی خدمت میں گیا فرمایا کہ میرے کلیجہ کے ٹکڑے کٹ کر دستوں میں آ گئے  
 اور مجھے کئی بار نہر دیا مگر ایسا تیز کبھی نہیں دیا پھر میں آپ کی خدمت میں گیا آپ کا دم ٹوٹا تھا اور جناب امام حسین  
 سرانے بیٹھے تھے اور پوچھتے تھے کہس نے آپ کو نہر دیا فرمایا اگر وہ ہر جس پر لگایا ہو۔ تو اللہ بڑا منتقم ہے۔ لا  
 میں نہیں چاہتا کہ میرے لئے کوئی بے گناہ مارا جاوے واللہ نہ کوں گا کس نے دیا۔ اور ایک روایت میں ہے  
 کہ فرمایا ام المہجرت نبوت ہیں بدگمانی کرنا ہمارا طریقہ نہیں ہے۔ اور وفات کے وقت امام حسن ۴۵

جناب امام حسین کو وصیت کی اور فرمایا کہ واللہ میں نہیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم میں نبوت اور خلافت جمع کرے سو فرشتے کو اناستہاے کوفہ سے کہتے ہیں ابھاریں اور خروج کروائیں اور دشمنوں میں پھینکنا میں دیکھتا ہوں کہ اور بچاؤ کا وقت نہ رہیگا۔ اور فرمایا۔ کہ میں نے حضرت عائشہؓ کو زمین مانگی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہوں انہوں نے قبول کیا تھا تم میری وفات کے بعد ان سے مانگیو اور میرے گمان میں ہے کہ لوگ رکھیں گے پھر اگر روکیں اُن سے رو بعد نہ کرنا اور قبضہ غرض میں دفن کر دینا کہ مجھے وہاں والوں کی اقتدار اور مہر بن عبد اللہ بن طلحہ سے روایت ہے کہ جناب امام حسنؑ نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپ کی دو فوج آپ کے مابین میں قتل ہوئے اور ادا کر گئے ہیں گھر والے خوش ہوئے سید بن مسیبؓ سنا اور کہا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو آپ کی اصل میں بہت کم باقی رہا ہے اور ویسا ہی ہوا کہ کئی دن کے بعد آپ انتقال کیا۔ اور وفات شریف آپ کی لشکر مشہور صفحہ کی اٹھائیسویں تاریخ یاربیع الاول کی پانچویں تاریخ سنہ ہجری میں واقع ہوئی۔ لیکن وقادی کو نزدیک تحقیق یوں ہے کہ وفات آپ کی سنہ ہجری میں ہوئی اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں اسی کو لکھا ہے کیا ہے اور تحریر شہادتین میں لکھا ہے کہ قول اس جہی ہے میں قبول مشہور میں مبارک آپ کا چھپا لیں برس پانچ ہینے چند روز اوپر تھا اور مطابق روایت مختار شہادتین پنیائیش برس چھ ہینے کچھ دن اوپر ہوا۔ اور جب وفات ہوئی امام حسینؑ اور محمد بن حنفیہ اور عباس بن علیؑ نے آپ کو غسل دیا اور صحنہ بن الحارم حاکم مدینہ نے آپ کے جنازہ پر نماز پڑھی اور جناب امام حسینؑ نے موافق وصیت کے امام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے مقبرہ نبوی میں دفن کیلئے جگہ مانگی انہوں نے اجازت دی اور فرمایا ید مصبا و کرامۃ یہ خبر مانگو پھر آپ نے کہا یہ جھوٹ ہے کبھی وہاں دفن نہ ہونے پائینگے حضرت عثمانؓ کو وہاں دفن نہ ہونے دیا اور حسن بن علیؑ کو دفن کیا جاتا ہے میں یہ خبر جناب امام حسینؑ نے سنی آپ سے پھر ایہوں کے مسلح ہو کر اور مروانؓ بھی اختیار سنبھالے ابوہریرہؓ نے یہ حالی سنا کہا واللہ یہ سلسلہ ظلم ہے امام حسنؑ تو بیٹے رسول اللہؐ کے ہیں سو بیا باپ کے پاس دفن نہ ہونے پائے پھر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں گئے اور کہا کہ آپ کو بھائی یہ بھی تو فرما گئے ہیں۔ کہ اگر لڑائی جھگڑے کا کھٹکا ہو تو مجھے مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا پھر آپ کے جاز کو بیعت میں لائے۔ اور آپ کی وادی فاطمہ بنت اسد علیہ الرحمۃ کی قبر کے قریب دفن کیا اور حضرت عباسؑ کو طلب کی قبر بھی مدینہ

اور اولاد امام کرام علیہ السلام کا

حافظ ابو کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جناب امیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام کے پندرہ بیٹے تھے جن میں تین تھے

حسین عبداللہ عبدالرحمن عبداللہ اسمعیل محمد یعقوب جعفر طحہ حمزہ ابوبکر قاسم اور پانچ بیٹیاں تھیں امام حسن زینب ام عبداللہ ام سلمہ فاطمہ اور حسن ثنی اور زید بن حسن سے اولاد باقی رہی اور کسی صاحبزادے کی اولاد باقی نہیں اور اسماء الرجال مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ حسن شہنے کی پانچ بیٹیوں سے اولاد باقی رہی \* عبداللہ محض کہ سو برس کے ہوئے اور حسن مثلث اور ابراہیم یہ تینوں فاطمہ بنت حسین بن موسیٰ سے پیدا ہوئے چوتھے جعفر پانچویں داؤد یہ دو نوام ولد سے پیدا ہوئے تھے اور زید بن حسن کی اولاد فقط ایک بیٹے سے باقی رہی انکا نام حسن بن زید بن حسن تھا!

ذکر شریف جناب سید الشہداء امام حسین شہید کربلا علیہ السلام و علی آپا سہ الصلوٰۃ والسلام کا نکیت آپ کی ابو عبداللہ اور لقب حمید اور سید الشہداء اور سبطا صغیر اور نقش آپ کے خاتم کار اللہ بالغ امیرہ تھا آپ تیسری خواہ پانچویں تاریخ شعبان کی سترہ ہجری میں پیدا ہوئے اور پیغمبر خدا نے آپ کا نام حسین رکھا اور عقیقہ کیا روایت ہے کہ آپ کو ام الفضل بنت حارث حضرت عباس بن عبد المطلب کی بی بی نے دودھ پرایا ہے اسی سبب سے عبداللہ بن عباس اور فضل بن عباس آپ کے دودھ شیر کی بھائی ہوتے ہیں جناب امام حسینؑ ناف سے قدم تک جناب سائب کد کمال الشبہ تھے اور پیغمبر خدا نے آپ کے اور جناب امام حسنؑ کے فضائل میں بہت حدیثیں فرمائیں چنانچہ ترمذی نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حسن اور حسین بہت کد جو انہوں کے سمر دار ہیں اور ترمذی نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ دو نو میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اہلی میں انہیں دوست رکھتا ہوں تو بھی انہیں دوست رکھ اور اُسے جو انہیں دوست رکھو اور ترمذی میں انس بن مالک سے روایت لکھتے کہ حضرت سے پوچھا گیا کہ تمام اہلبیت میں آپ کو کس سے محبت زیادہ ہے فرمایا حسن اور حسین سے اور آپ حضرت فاطمہ علیہا السلام کو فرماتے تھے کہ میرے دونوں بیٹوں کو ملے آجہ آپ دونوں کو سونگھتے اور سینے سے چٹا لیتے۔ اور جناب امام حسینؑ کے حق میں بھی حدیثیں آئی ہیں چنانچہ ترمذی میں یحییٰ بن مرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے دوست رکھو اللہ اُسے جو حسین کو دوست رکھے حسین سے بہت ہے اسباط سے اور صحیح بخاری میں روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سے ایک عراقی نے پوچھا کہ حالت احرام میں کبھی بارنا درست ہے انہوں نے کہا اہل عراق مجھ سے کبھی بارنیکو پوچھتے ہیں جہاں تک رسول اللہ کے نواسے کو شہید کیا اور پیغمبر خدا صلعم فرماتے تھے کہ حسنؑ میں سیخ دُنیا کے ریحان ہیں اور مشکوٰۃ میں

ام الفضل بنت حارث سے روایت ہے کہ وہ پیغمبر خدا کی خدمت میں گئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آج کی رات میں نے خواب دیکھا ہے فرمایا کیا دیکھا ہے کہا میں نے دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے بدن مبارک کا میں نے کانٹے اپنی گود میں رکھ لیا حضرت نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ کا بیٹا ہوگا۔ وہ تیری گود میں رہے گا۔ جب حضرت امام پیدا ہوئے وہ میری گود میں رہنے لگے پھر ایک روز میں حضرت کی خدمت میں انہیں لے گئی اور گود میں دیا حضرت کی آنکھوں کے آنسو بہنے لگے میں نے پوچھا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ آپ کو کیا ہوا فرمایا جبرائیل میرے پاس آئے اور خبر دی کہ میری امت میرے اس بچے کو قتل کرے گی تب میں نے پوچھا یہ ہوگا انہوں نے کہا کہ ہاں پھر میرے پاس لالہ مٹی لے آئے یعنی گرہلا کی نشانی سارے شواہد النبوة میں لکھا ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا کے دانے زانو پر حضرت امام حسین اور بائیں زانو پر حضرت ابراہیم آپ کے ساجد دی بیٹھے تھے حضرت جبرائیل آئے اور کہا کہ حق تعالیٰ دو نو کو آپ کے پاس رکھے گا۔ دو نو میں سے ایک کو اختیار کیجئے حضرت نے فرمایا کہ اگر ابراہیم ہوگا تو علی اور فاطمہ کا دل رنج پائے گا اور اگر ابراہیم ہوگا تو میری جان ہی جان پر رنج گذرے گا۔ میں نے اپنا رنج اختیار کیا پھر تین دن تک حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا پھر جب حضرت امام حسین پیغمبر خدا کی خدمت میں آئے آپ بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے۔

اَهْلًا وَ سَلامًا وَ قَدْ بَرَّيْتَنِي بِرَبِّكَ يَنْفَعُكَ رَبِّي بِمَا يَشَاءُ

دن حضرت علی پیغمبر خدا کی خدمت میں آئے دیکھا کہ جناب امام حسین آپ کی پیٹھ پر سوار ہیں اور حضرت ایک دوری دہن مبارک میں بیٹھے ہیں کہ سرس کا باگ کی طرح جناب امام حسین کے ہاتھ میں ہے۔ جناب امام حسین نے ہاتھ میں اُصا آپ ناف کے بل چپے ہیں اور حضرت عمرؓ نے عرض کی کیا ابھی سواری ہے حضرت نے فرمایا اور کیا غلب سوا ہے اور جناب امام حسین بہت خوبصورت اور نہایت باجمال تھے چہرہ مبارک ایسا روشن تھا کہ اندھ بھیر میں بیٹھے ہوتے تو پیشانی اور چہرے کی چمک سے صاف معلوم ہو جاتے تھے اور آپ تیسرے امام ہیں وعاذہ امام میں سے اور جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ اور ایسے حقائق اور معارف آپ سے منقول ہیں ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ بندگی کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بندہ وہی ہے کہ اپنے اختیار کو چھوڑ دے کشت المحبوب میں لکھا ہے کہ ایک دن ایک شخص جناب امام حسین کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ بہت دراندہ اور محتاج ہوں اور عیال و اطفال رکھتا ہوں آپ نے اُسے ٹھیرایا اتنے میں پانچ سو روپے دینا دل کے مہار میں ابی سفیان نے بھیجے امام نے پانچ سو



فرے اس فقیر کو غایت کئے اور عذر کیا کہ مجھے انتظار میں بہت تکلیف ہوئی اور فضل الخطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ ہمانوں کے ساتھ کھانگو بیٹھے خادمہ آتش گرگرم کا سے میں بھرا ہوا مجلس میں لائی۔ اتفاقاً اسکا پاؤں لگا اور کاسہ آپ کے سر مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا۔ امام نے تاویب کی نظر سے اُسے دیکھا اُسے کہا والکافین الغیظ امام نے فرمایا میں نے غصہ روکا اُسے کہا والکافین عن الناس آپ نے فرمایا میں نے سعادت کیا۔ اُسے کہا واللہ عجیب الخسین آپ نے فرمایا میں نے تجھے اللہ کی راہ میں آزاد کیا

یزید کا جناب امام حسین سے بیعت طلب کرنا اور امام کا کلمہ معظّمہ کو سدا ہارنا اور حضرت مسلم بن عقیل کو کوفے کی طرف بھیجنا اور اُن کا شہید ہونا بیان اسکا بطریق اجمال یہ ہے کہ سنہ ہجری میں آٹھ دن رجب کے باقی تھے کہ معاویہ بن ابی سفیان بیٹا کیا اور یزید بن معاویہ تمام ممالک اسلام پر مسلط ہوا اور ولید بن عقیقہ کو کہہ بیٹے کا حاکم تھا۔ لکھا کہ میری بیعت امام حسین وغیرہ عاید دینے سے دے ویسے آپ کو طلب کیا جناب امام حسین تیس جوان مسلح ہمراہ لیکر تشریف لے گئے اُسے حکم سنایا۔ امام نے فرمایا کل مسجد میں جب معاویہ بن ابی سفیان کی وفات اور یزید کی سلطنت کی خبر لوگوں کو سناؤ گے اوقت جو مصلحت ہوگی عمل میں آئے گی ولید چپ رہا مروان نے کہا ابھی انہیں روکنا مناسب ہے پھر قابونہ بلگا امام نے افروختہ ہو کر فرمایا جو میری طرف قصد کرے گا۔ زمین کو خون سے تر کر دوں گا اور اُسے چلے آئے اور شب کو روضہ منورہ خیابان میں بسکر کی حضرت کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ عقیقہ تم تین شہید ہو گے اور بہشت میں رہو رہے ہیں کہ بدول شہادت کی انہیں پانہیں سکتے امام میدان ہوتے اور سامان سفر تیار کیا۔ اور چوتھی تاریخ شعبان کی صبح ال وعیال اور خدام اور موالی کے کو معظّمہ کو کوں کیا۔ وہاں پہونچ کر عقیقہ شعبان اور تمام رمضان اور شوال اور ذیقعدہ امن امان سے رہے اور کوفے کے لوگ معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے سے ہمیشہ آپ کو طلب خلافت اور خروج کی تحریں کیا کرتے تھے۔ لیکن آپ اُن کے قول و فعل پر اعتماد نہ کرتے تھے۔ جب انہوں نے یزید کی سلطنت اور آپ سے بیعت طلب کرنا اور آپ کا انکار کرنا اور کہ میں شریف الانسا متواضع الیض آپ کی طلب میں لکھے اہل قیس بن عمرہ اور محمد بن عیمر وغیرہ ریشان کوفہ نے انواع و اقسام کے حمدا و پجاریں اطاعت اور جانفشانی کے اپنی عرایض میں منسج کئے امام نے احتیاطاً اولیٰ مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو مہر کچھ لوگوں کے کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ روضہ الصفا میں

لکھا ہے کہ حضرت مسلم مدینہ منورہ کی راہ سے تھا اور حرم نبویؐ میں پہنچ کر مسجد شریف میں دو گانہ ادا کر کے دو راہبر  
 بنی قیس بن غیلان سے ساتھ لیکر وہ کی راہ چھوڑ کر شباشب آگے بڑھے راہبر اندھیری رات میں راہ  
 بھٹکے دن کو نماز آفتاب اور نایابی اب سے کمال تکلیف اٹھائی آخر ان راہبروں نے ایک راہ بتائی  
 کہ ادھر سے چلے جاؤ اور دونوں کہ جان بلب سیدہ فاطمہ ہلاک ہوئے حضرت مسلم نے وہ مصاب جناب امام  
 کی خدمت میں لکھے اور یہ بھی لکھا کہ آٹھ سو بیس سفر نامبارک سلیم ہوتا ہے اگر ارشاد ہو پلٹ کر آؤں کسی  
 اور کو اس کام پر مامور فرمائیے امام نے لکھ بھیجا کہ ایسے خیالات علامتِ حین اور نبودی کے ہیں۔ ہمت  
 بند کرو اور جس کام پر مامور ہوا انجام دو۔ مسلم مطابق حکم کے کوثر کو روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر سخت اہل  
 ابی صبیہ کے گھر میں اترے خلعت جمع ہوئی حضرت مسلم نے جناب امام کا نام سنایا بارہ ہزار مردوں  
 زیادہ نے امام عالی مقام کی بیعت حضرت مسلم کے ہاتھ پر کی یہ خبر نعمان بن بشیر صحابی کو کہ حاکم کوثر  
 انہوں نے ظاہر میں لوگوں کو دھمکا یا پر فط دھمکی پرٹالا اور کچھ تفرس نہ کیا پھر مسلم بن یزید حضرمی اور  
 حماد بن ولید بن عقبہ نے یزید کو یہ خبر لکھ بھیجی یزید نے سرخون رومی کی صلاح سے کہ اُس کا وزیر تھا نعمان  
 بن بشیر کو منزل اور عبید اللہ بن زید کو کہ بصرہ کا حاکم تھا۔ کوثر پر مامور کیا ابن زیاد بصرہ سے کوئی میں آیا  
 اور ان دونوں جناب امام حسین کی آمد آمد کی خبر کوثر میں شہر تھیں اسلئے مجھیں بدلا سیاہ عمامہ باندھا اور  
 چادر اٹھادی اور بصرہ کی راہ لے کر حجاز کی راہ رات کو کوثر میں داخل ہوا اور دھوکا دیکر اپنے تئیں جناب امام  
 حسینؑ ظاہر کیا اہل کوثر سمجھے کہ امام عالی مقام تشریف لائے استقبال کو نکلے اندھیری رات میں امام  
 دھوکے سے اُسے سلام کیا اور کہا۔ مَدْحًا يَا بْنَ رَسُولِ اللَّهِ قَدِمْتَ خَيْرًا مَّقْدَمًا یعنی خوب آ کر آپ اور فرزند  
 پہنچے خیر آپ کا آنا مبارک ہو۔ ابن زیاد کیا وچپکارا یہاں تک کہ حاکم نشین مکان میں داخل ہو گیا اس وقت تک  
 رخصت کر دیا اور صبح کو اکابر کوثر کو جمع کر کے اپنی حکومت کا فرمان سنایا اور سب کو بہت دھمکایا اور یزید کی  
 سے ڈرایا اور فریستہ مسلم کی جماعت کو توڑ دیا مسلم مضطر ہوئے اور ہانی بن عروہ کی گروہ میں چھپ  
 رہے ابن زیاد نے محمد بن اشعث کو کچھ لوگ لیکر بھیجا ہانی کو پکڑ لائے پھر ہانی اور تمام ریشاں کوثر کو اپنے  
 پاس قید کیا یہ خبر حضرت مسلم کو پہنچی انہوں نے جوہ کیا قریب چالیس ہزار آدمی کے جمع ہوئے اور مکان  
 حاکم نشین کا گھیر لیا تب ابن زیاد نے ریشاں کوثر و کثیر بن شہاب اور محمد بن اشعث اور بن یزید اور شمر بن ذی الجہش  
 وغیرہ ان کو حاکم دیا کہ انکو فہامش کر کے مالی دواہنوں سے بھا کر سب کو ستر کر دیا شام کا پہنچا آدمی بن گئے جنہیں

دوبھی چل دیے اور حضرت سلم اکیلے رو گئے جب حضرت سلم نے اُس گروہ کوئی لائیوئی کی بیوقوفی اور جو فروشی گنہگار  
 ہائی کا یہ انجام دیکھنا ناچار وہ بھی چل کھڑے ہوئے راہ میں ایک عورت کو گھر پہنچے اُس سے پانی مانگا۔ اُس  
 نے بلایا اور گھر میں چھپا رکھا اتفاقاً اُس عورت کا بیٹا محمد بن اشعث کا چچہ تھا اُس نے اپنے آقا کو یہ خبر پہنچائی۔  
 اُس نے ابن زیاد کو سنائی ابن زیاد نے عمرو بن حارث کو وال شہر اور محمد بن اشعث کو معین سو سپاہی کو  
 بھیجا انہوں نے آکر وہ گھر گھیر لیا تب حضرت سلم تلوار بیکر باہر نکلے اور خوب تھپتھپا کر کیا اور بہت لوگوں کو فی السار  
 کیا آخر زخمی ہو کر گرے دشمنوں نے گرفتار کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہند زخمی ہو نیكے محمد بن اشعث  
 نے ان دی پھر ابن زیاد کے پاس لیگئے حبیب حضرت سلم آپ دینا آفتم بیدنا قوماً بالحق و انت خیر  
 الناس پڑھتے ہوئے ابن زیاد کے مکان میں جھگڑے سپاہیوں نے کہ پہلے سے حاکم کے اشارے پر لگے  
 تھے آپ کو شہید کیا یہ حادثہ تیسری تاریخ ذالحجہ کی سنہ ہجری میں واقع ہوا۔ پھر ابن زیاد نے ہانی کو سولی دیا  
 اور دونوں کے سر یزید کے پاس بھیج دیئے اور حضرت سلم کے ہمراہ محمد ابراہیم و دو نو صاحب زادے  
 اُن کے کو ذمہ آئے تھے اُن معصوموں پر یہ مصیبت گذری کہ روضۃ الشہداء وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ حبیب  
 حضرت سلم شہید ہوئے قاضی شیعہ نے کہ کوئی کے قاضی تھے اُن و دو نو معصوموں کو کہ سات آٹھ برس کا سن سال انکا  
 تھا۔ نادراہ دے کر مدینہ کے طرف روانہ کیا قضای الہی سے وہ راہ بھٹک گئے اور کو توال کے ہاتھ لگے اُس نے انہیں قتل  
 کیا داروغہ مجلس نوحہ کھا کر دوسری شب انہیں قید خانہ سے نکال کر قادیسیہ کی راہ پر پہنچا دیا۔ تقدیر سے اُس  
 رات کو بھی راہ بھٹک گئے جب دن ہوا ایک درخت کے کول میں جھپے رہے اتفاقاً ایک لونڈی سے دیکھا۔ اپنے  
 گھر سے گئی بی بی اُس کی دیکھ کر خوش ہوئی اور لونڈی کو آماد کیا رات کو خا وند اُس کا کہ نام اُس کا حارث  
 بن عروہ تھا۔ گھر میں آیا اور کہنے لگا کہ ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ جو سلم کے لڑکوں کو پکڑ لاؤ کر لے انعام دوں گا  
 اس نے میں آج تمام دن انکی تلاش میں سرگرداں رہا اور گھوٹا ماندہ ہو گیا عورت اُس کو خوف سے لڑکوں کو چھپا  
 رکھا اور بتایا پھر اُس نے کھانا کھایا اور صبح کا حسب تقدیر شب کو لڑکوں نے خواب دیکھا۔ اور اُسٹے اور حارث  
 جاگ پڑا اور انہیں دیکھا اور پہچانا اہم مضبوط باندھا اور دروازے میں قفل لگایا۔ صبح کو دونوں کو گھوڑے پر  
 بٹھایا اور سے چڑھا اسکی بی بی روضے لگی پیچھے دھڑکی اور بٹھا اور غلام اُس کا بھی آن کر اُس بی بی کی تائید کرنے  
 کے اُس رشتی نے چپٹے اور غلام کو قتل کیا اور دو نو معصوموں کا سر کاٹ کر توڑے میں رکھا۔ اور ابن زیاد  
 کے پاس سے گیا۔ اُس نے کہا انہیں کیوں قتل کیا۔ کہا لوگوں کے خوف سے۔ ابن زیاد جہنم دے

کہا کیوں زندہ نہ لے آیا اللہ مجھے خبر نہ کی وہ جناب میں عاجز بنا پھر ابن زیاد نے اس کی قتل کیا۔

## تشریف لیا جناب سید الشہداء کا مع اہلبیت طہارت کے کفن کی طرف اور میدان کربلا میں شہادت پانا

جب حضرت مسلم نے کوفہ میں آنکر خلیق سے اطاعت امام عالی مقام کی حیثیت لی اور مذہب و رجوعات خلق زیادہ تر ہونے لگی تب یہ حال منفصل جناب امام کی خدمت میں لکھا افسانہ کہ تشریف لانے کی استدعا کی۔ امام ذوالاثرام نے بعد دریافت حقیقت حال کے کوفہ کی طرف غیرت مصمم کی اور غریزوں اور رفیقوں کو سامان سفر کی تیاری کی لئے فراخ حال نقد و جنس عطا فرمایا اللہ عز و جل جناب عصمت کی واسطے عمل آراستہ کئے۔ جب سامان و دست ہوا اور چلنے کی تیاری ہوئی یہ خبر شہر میں پھیلی عبد اللہ بن عباس نے سنا آئے اور منع کیا اللہ کو فیوں کے کفریب اور بد عہدیاں اور آپ کے والدہ جہ کو شہید کرنا اور جناب امام حسن سے دغا کرنا سب منفصل بیان کیا آپ نے پذیرا نہ کیا اہل دعیال کے لیجا نیکو رو کا آپ نے وہ بھی ٹانڈا تب ابن عباس نے خبر دکر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی عورتوں میں شہید ہونگے جیسے حضرت عثمان شہید ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضرت زبجھے ایک حکم کیا ہو میں آپ کے حکم کو بجالاؤں اور رضا الہی اللہ کی رضا ہو وہ اپنی ملک میں تصرف کرتا ہے جو چاہتا ہو اور اس طرح عبد اللہ بن ریسر نے منع کیا آپ نے فرمایا کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک بیٹے کے سبب کہ میں خوزیری ہوگی وہ میٹر ٹھا میں نہ بنو لگا۔ اسی طرح ابوسعید اور حدری اور ابو راقیشی اللہ جابر انصاری وغیرہ نے بھیایا لیکن آپ نے عنایت پر اصرار کیا محمد بن حنیفہ نے کہ آپ کے علاقائی بھائی عمرو یہ حال سنا اتنا روئے کہ تمہ و صویکا طشت بھر گیا اور تمام مکہ کے لوگوں کو رنج اور غم ہوا پھر آپ نے انھیں تاریخ ذیحجہ کی کہ یوم ترویہ کہا تا ہے خواہ تیسری تاریخ کہ حضرت مسلم کی شہادت کا دن تھا معہ اہل دعیال اور غریزہ اور رفیقوں کے کہ ان میں شتر حمار تھے اور باقی پیادے تھے کوفہ کی طرف کوچ کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے اہلبیت اور اصحاب اور عوامی سے پیاسی مر۔ آپ کے ہمراہ تھے اور جن وقت آپ نے کوچ کیا عمرو بن سعد نے کہنے کا حکم تھا سپاہی بھیجے کہ آپ کو پھیر لادیں امام عالی مقام نے پھیر جائیسے اگا کیا قریب تھا کہ نہاد ہوتا کہ فتنہ سے ڈرا اور لوگوں کو بولایا آپ نے آگے کوچ کیا جب موضع بطن رملہ میں پہنچا ایک نامہ اپنی رفاہی کے مضمون کا اہل کوفہ کے نام لکھ کر روانہ کیا قاصد قادیسیہ میں لیگیا وہاں سے حصین بن نمیر نے اسے کوفہ میں پہنچایا ابن زیاد نے اسے قتل کیا اور شہسب سے روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عمر

میں نے اسے گھسے اتنے میں سنا کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف کوچ کیا۔ تب ابن عمر وہاں سے  
 چلے اور موضعِ ربہد سے دو منزل اُدھر امام امام سے جلتے اور بچایا۔ کہ قتالی نے اپنے پیغمبر کو دُشمن اور اُتار  
 میں حمار کیا تھا۔ آپ نے آخرت اختیار کی اور دُشمن چاہی اور آپ حضرت مسلم کے جگر پار سے ہیں۔ واللہ  
 نہیں سے کسی کو دُشمن نہ کی۔ اور اللہ نے اسے تم سے باندھ نہیں رکھا۔ مگر تمہاری بہتری کے لئے مناسب  
 ہے کہ آپ پھر چلیں جناب امام نے انکار کیا تب ابن عمر گئے لگ کر گئے اور کہا۔ کہ تمہیں اللہ کی سپرد کرنا  
 ہوں اسے شہید ہونے والے اور سختی یہ ہے کہ پہلے حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں پہنچے اور  
 اس کے آپ منزل منزل کوچ کرتے ہوئے بطنِ رملہ میں تشریف لائے اور عبد اللہ بن قیس کا ہاتھ کہ آپ  
 دو دھستیر کی بھائی تھے کو فیوں کے نام نہ بھیا اور اس عرصہ میں ابن زیاد و فاطمہ کی خبر سنکر حسین بن علی  
 مدینہ کے نفاذ کیا تھا۔ اس نے قادیسیہ کو گرد و پیش کی راہیں روکیں تھیں اس سے حضرت عبد اللہ بن  
 یحییٰ بکڑے گئے آخر ابن زیاد نے شہید کیا انقض جب آپ بطنِ رملہ سے آگے نہ بڑھے نہ پیرن تھیں بھی  
 کوچ سے پھرے تھے آپ کو لے اور اہل دعیال کو چھوڑ کر چلائے ہوئے جب منزلِ ثعلبیہ میں پہنچے مگر اسی  
 کو دے آتا تھا اُس نے عبد اللہ بن زیاد کا گولے میں آنا اور کو فیوں کا اُس سے مل جانا اور حضرت مسلم  
 بن عقیل اور ہانی کا شہادت پانا مفصل عرض کیا تب لوگوں نے مراجعت کی صلح دی آپ نے چاہا کہ پلٹ  
 چلیں حضرت مسلم کے بھائیوں نے کہا کہ اللہ ہم جب تک مدد لائے لیکن پاد سے نہ جائینگے نہ پلٹیں گے امام نے  
 فرمایا تمہارے بعد زندگی بے نفع ہے پھر جو لوگ طمع دنیا سے ہمراہ ہوئے تھے متفرق ہو گئے اور فریق اور غرر  
 بانی رہ گئے اور آپ نے آگے کوچ کیا پھر فرزدق شاعر آپ کو بلا اور کو فیوں کی بیوفائی اور حضرت مسلم کی  
 شہادت مفصل عرض کی آپ حتم پڑا آب ہوئے اور فرمایا شہر فلان لکن اللہ یتصدق فیہ قتادہ و قاب  
 اللہ اعلیٰ و اکبر و انزل و انزل لکن لا بد ان للموت انشئت و قتل امرؤ بالسیف و اللہ افضل و پھر آگ  
 سے جب ہالہ میں پہنچے عبد اللہ بن قیس کی شہادت کی خبر سنی بہت افسوس کیا اور آگے بڑھو جب منزل  
 کوئے سے ریمِ حرمین پر ریاحی نزار سوار کی جمیعت سے حبسِ حکم ابن زیاد کو آہوئے۔ اور عرض کی۔ کہ ابن  
 زیاد نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو اس کے پاس بھیجوں اور وہ اللہ میں مجھ پر حملہ امام نے فرمایا کہ کھینچے  
 ال کوئے کا اصرار سے ادھر کا قصد کیا اور تم بھی اہل کوئے ہو۔ اگر تم اپنے چہرے پر قائم رہو تو میں تمہارے شہر  
 میں چورنگا نہیں تو پلٹ جاؤ لگ پھر اہل کوئے کے خلوط و کھارو خرنے قم کھائی کہ بکھے اسکی خبر نہیں اسی

۱۰  
 پہلے حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں پہنچے اور  
 ان کے ہاتھ کہ آپ کو دُشمن نہ کی۔ اور اللہ نے اسے  
 تم سے باندھ نہیں رکھا۔ مگر تمہاری بہتری کے لئے  
 مناسب ہے کہ آپ پھر چلیں جناب امام نے انکار کیا  
 تب ابن عمر گئے لگ کر گئے اور کہا۔ کہ تمہیں اللہ کی  
 سپرد کرنا ہوں اسے شہید ہونے والے اور سختی یہ ہے  
 کہ پہلے حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں پہنچے  
 اور اس کے آپ منزل منزل کوچ کرتے ہوئے بطنِ رملہ  
 میں تشریف لائے اور عبد اللہ بن قیس کا ہاتھ کہ آپ  
 دو دھستیر کی بھائی تھے کو فیوں کے نام نہ بھیا  
 اور اس عرصہ میں ابن زیاد و فاطمہ کی خبر سنکر  
 حسین بن علی مدینہ کے نفاذ کیا تھا۔ اس نے قادیسیہ  
 کو گرد و پیش کی راہیں روکیں تھیں اس سے حضرت  
 عبد اللہ بن یحییٰ بکڑے گئے آخر ابن زیاد نے شہید  
 کیا انقض جب آپ بطنِ رملہ سے آگے نہ بڑھے نہ  
 پیرن تھیں بھی کوچ سے پھرے تھے آپ کو لے اور  
 اہل دعیال کو چھوڑ کر چلائے ہوئے جب منزلِ ثعلبیہ  
 میں پہنچے مگر اسی کو دے آتا تھا اُس نے عبد اللہ  
 بن زیاد کا گولے میں آنا اور کو فیوں کا اُس سے  
 مل جانا اور حضرت مسلم بن عقیل اور ہانی کا  
 شہادت پانا مفصل عرض کیا تب لوگوں نے مراجعت  
 کی صلح دی آپ نے چاہا کہ پلٹ چلیں حضرت مسلم  
 کے بھائیوں نے کہا کہ اللہ ہم جب تک مدد لائے  
 لیکن پاد سے نہ جائینگے نہ پلٹیں گے امام نے  
 فرمایا تمہارے بعد زندگی بے نفع ہے پھر جو لوگ  
 طمع دنیا سے ہمراہ ہوئے تھے متفرق ہو گئے اور  
 فریق اور غرر بانی رہ گئے اور آپ نے آگے کوچ  
 کیا پھر فرزدق شاعر آپ کو بلا اور کو فیوں کی  
 بیوفائی اور حضرت مسلم کی شہادت مفصل عرض  
 کی آپ حتم پڑا آب ہوئے اور فرمایا شہر فلان لکن  
 اللہ یتصدق فیہ قتادہ و قاب اللہ اعلیٰ و اکبر و  
 انزل و انزل لکن لا بد ان للموت انشئت و قتل  
 امرؤ بالسیف و اللہ افضل و پھر آگ سے جب ہالہ  
 میں پہنچے عبد اللہ بن قیس کی شہادت کی خبر سنی  
 بہت افسوس کیا اور آگے بڑھو جب منزل کوئے سے  
 ریمِ حرمین پر ریاحی نزار سوار کی جمیعت سے حبسِ  
 حکم ابن زیاد کو آہوئے۔ اور عرض کی۔ کہ ابن  
 زیاد نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو اس کے پاس  
 بھیجوں اور وہ اللہ میں مجھ پر حملہ امام نے فرمایا  
 کہ کھینچے ال کوئے کا اصرار سے ادھر کا قصد کیا  
 اور تم بھی اہل کوئے ہو۔ اگر تم اپنے چہرے پر  
 قائم رہو تو میں تمہارے شہر میں چورنگا نہیں  
 اسی

کتاب میں آپ کو چھوڑ نہیں سکتا جب تک ابن زیاد کے پاس نہ لیجاؤں پھر اپنے چاہا کہ کسی گاؤں کے قریب پانی کے قتل اتریں نہ مانا۔ تاچار امام عالی مقام مد سے ہٹ کر دوسری تاریخ محرم کی سترہ ہجری میں میدان بے آب و گیاہ میں اترے اور لوگوں سے اُس کا نام پوچھا عرض کی کہ کہلا کہتے ہیں فرمایا یہ کرب و بلا کا مقام ہے ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین کربلا میں پہنچے خُرنے بطریق خیر خواہی عرض کی کہ فوجیں متواتر چلی آتی ہیں آپ شباط کی سمت کو کوچ کر جائیے حضرت نے شب کو کوچ کیا۔ اور نام شب قطع مسافت کی۔ اور تھک سے صبح کو دیکھا کہ وہی میدان کہلا ہے اور بعضی روایت میں ہے کہ سات دن برابر یوں ہی اتفاق ہوا۔ آخر الامریہ فوت پہنچی کہ اونٹوں کو مارتے تھے اور وہ جگہ سے نہ ہلتے تھے۔ اور چھال میخ گاڑتے تھے۔ یا لکڑی توڑتے تھے۔ وہاں سے خون نکلتا تھا۔ تب آپ نے فرمایا کہ معلوم ہوا۔ کہ یہی قتل جہاں ہے۔ الخضر جب آپ نے کربلا میں نزول فرمایا۔ ابن زیاد کا خط بعیت یزید کی طلب میں آپ کی خدمت شریف میں آیا۔ آپ نے پڑھ کر پھینک دیا اور فرمایا کہ میرے پاس اسکا جواب نہیں ہے ابن زیاد دُسن کر غیظ میں آیا اور فوج جمع کی اور پھر سوار کو کہ حکومت دے یعنی ولایت خراسان کی امدت اُسے بھیجی اس مہم کا سردار کیا ابن سعد نے جناب امام کے مقابلہ سے انکار کیا اُس نے کہا یا فوج لیکر جا۔ یا حکومت سے باز آ اور اپنے گھر بیٹھ رہ۔ اُس نے باخوائے شیطان دنیا کو اختیار کیا۔ اور فوج لے کر کربلا میں آیا۔ پھر آپ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ کیوں نہیں لاتے ہیں آپ نے فرمایا کوفیوں کی طلب سے آیا تھا جب انکی یوفائی معلوم ہوئی۔ چاہا کہ پلٹ جاؤں خُرنے روک رکھا یہ تو اگر قرابت کا پاس کرے اور مراہمت سے باز رہ تو وطن کو چلا جاؤں ابن سعد نے ابن زیاد کو انکی اطلاع دی۔ اُسے سوا بعیت یزید کے پیرانہ کیا اور شمر ذی الجوشن اور شیبث بن ربعی وغیرہ مشقیا کو فوج لے کر بھیجا اور پانی بند کرنے اور ہر طرح کی اذیت دینے کا حکم دیا اور برابر فوج پر فوج بھیجتا چلا جاتا تھا۔ کہ پہنچا کہ بائیں نہر سوار و پیادے جمع ہوئے اور دیائے فرات کے کنارے اترے۔ اور آپ کے لوگوں کو پانی سے مانع ہوئے اور اکثر ان میں وہی لوگ تھے جنہوں نے عر ایض لکھ کر اور عہد و پیمان کر کے آپ کو کئے سے بلوایا تھا۔ اور حضرت مسلم کے ہاتھ پر بعیت کی تھی۔ روایت سے کہ جب امام عالی مقام نے دیکھا کہ یہ لوگ یوفائی پر مصر ہیں اور اب لڑائی سے چارہ نہیں تب آپ نے خمیہ گاہ کی گرد ایک کھائی کھدوائی۔ اور ایک راہ رکھی۔ اُس کھائی میں آگ جلا دی تھی۔ تاکہ کوئی شقی وہاں تک نہ جاسکے الخضر ساتویں تاریخ سے کریمان بے ایمان نے قلعے کو آب فرات سے روکا حضرت کے لشکر میں تلاطم مٹا۔ اور العطش کا غل

مجا آپ نے حضرت عباس کو تیس سوار اور بیس پیادے کی جمیعت سے بھیجا وہ اشقیاء سے جنگ کر کے غالب آکر شکستیں بھڑلائے آٹھویں تاریخ پھر پانی نہ رہا آپ نے ایک جگہ کو کھدوایا تھوڑی دور چرچہ نہ نکلا سب سیراب ہوئے پھر خشک ہو گیا سر ولایت ہے کہ جب پیاس سے دم بھول پڑے یزید بھائی حضرت کی اجازت سے ابن سعد کے پاس گئے اور کہا دے اس مسلمان پر کہ گتے اور مؤذرات کا پانی پیس اور تو اہلبیت رسول م کو اس سے مانع آئے ابن سعد نے کہا سچ ہے پر حکومت سے کی تجھ سے چھوڑی نہیں جاتی۔ روایت ہے کہ جب پیاس سے کسی کو طاقت بات کرنے کی نہ رہی جناب امام حسینؑ نے کچھ لوگ لیکر پانی لانے کو بھیجا یزید والوں نے پانی لینے نہ دیا اور حضرت عباسؑ کو زخمی اور ہمارہیوں کو شہید کیا۔ روایت ہے کہ آخر امام مظلوم نے ابن سعد کو بھیجا کہ تین کام میں ایک کر یا مجھے چھوڑ دے کہ وطن کو جاؤں یا کسی اور ہی طرف جانے دے یا یزید کے پاس بھیجے ابن سعد نے یہ حال ابن زبیر کو لکھ بھیجا اس مایہ ناز نے ابن سعد کو دھمکا کر لکھ بھیجا کہ اگر امام حسینؑ یزید کی بیعت کریں تو بہتر نہیں تو میدانِ قتل کر کہ میں نے تجھ کو لٹنے کو بھیجا ہے۔ صلح کرنے کو اور جو تو نے اس میں سستی کی تو اپنی جگہ دوسرے کو پہنچا جان ابن سعد نے اس نلے کو دیکھتے ہی لشکر تیار کیا۔ اور امام عالی مقام کی خدمت میں کہنا بھیجا کہ میں نے ہر چند چاہا کہ آپ یزید کی بیعت کر لیں اور میں آپ کے خون میں مبتلا نہ ہوں پر آپ نے نہ مانا اب سراجِ نام لٹائی کا کیجئے۔ آپ نے اُس روز ٹالا اور دوسرے روز چوالہ کیا۔ روایت ہے کہ شہداء کو امام عالی مقام نے خواب میں دیکھا کہ کتوں نے آپ پر حملہ کیا۔ اور ایک انہیں کہ سپید داغ رکھنا تھا۔ وہ زیادہ تر آپ سے پھڑا اس کی تصویر امام نے یہ فرمائی کہ قاتل میل سپید داغ رکھتا ہوگا اور ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا جب راتِ نقابِ دشمنوں کی جماعت کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دشمن میرے مارنے کے درپے ہیں قیامت میں میری شفاعت سے محمد دم رنگی اور عنقریب تو شہید ہوگا بغیر تیرے لئے سچی جاتی ہے مالِ باپ میرے منتظر ہیں پھر دستِ مبارک آپ کے سینے پر پھیرا اور فرمایا **لَا تَمُوتُ حَسَنٌ وَصَبْرٌ وَآجِرٌ** یعنی خدایا! حسین کو عبرے اور اُس کا اجر عطا کر کہ دسویں تاریخ ماہِ محرم کی تھی ابن سعد نے فوج تیار کی اور میدان میں آیا امام عرشِ مقامِ نغشیا بلین بسام سے آگاہ ہوئے اور صلح ہو کر باہر تشریف لائے اور شجاعانِ بنیِ ہاشم اور اصحاب اور مولیٰ آپ کے کمالِ شجاعت اور جلاوت کے ہمراہ کابِ سعادتِ انتاب ہوئے اور حضرت عباسؑ اُس گری فلکِ شکی کے پیشِ پیش علم لے کر چلے جب خیمہ گاہ سے باہر نکلے آپ پہلے اتامِ حُجَّت کے لئے اونٹ پر سوار ہو کر میدانِ محرم میں تشریف لائے اور اپنی

حقیقت کے دلائل اور پھر بھی اور مظلومی کا حال اور ظالمین کا حال اور عہد شکنوں کا وبال کمال نصاحت اور بلاغت و بیان فرمایا لیکن کسی سے سراسر کسی اندیشائی کے حجاب یا صواب نہ پایا ناجار گھوڑے پر سوار ہو کر اور مقابلہ کا ارادہ کیا واپسنگان رکاب کراست انتساب نے عرض کی کہ جب تک ہم لوگ زندہ ہیں آپ کو مقابلہ نہ کرنے دیں گے پھر آپ کے اصحاب و لشکار ایک ایک نکلے اور دشمنوں سے مقابل ہو کر ضحاک کو داخل جہنم کیا آخر خود بھی سبیل شہادت سے سیراب ہوئے جب قریب پچاس چابند و طرز کے شہید ہوئے تب جناب سید الشہداء نے باواز بلند ندا سے فرمایا کہ ہے کوئی فدا کر پوچھنے والا ہمارا فریاد کو اللہ کی واسطے سے کوئی بچائیو الا کہ بچائے حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جبر شکر خربن یزید ریاحی گھوڑا بڑا کھڑا حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے فرزند رسول اللہ میں نے پہلے آپ پر فوج کشی کی تھی اب میں بھی آپ کے گردہ میں آپ کو بچاؤ ارشاد کیجئے کہ آپ پر فدا ہوں اور قیامت میں آپ کے ہاتھوں کی شفاعت پاؤں پھر اُن کا بھائی اور اُن کا بیٹا اور غلام آزاد چاروں نے فوج ادا پر حملہ کیا اور نہایت ہتھیار کو تلوار کے گھاٹ اتارا آخر کار سوجہ شہادت نے چاروں کا بیڑا پار کیا پھر باقی اصحاب جان ستارہ اور شیران نامدار اہلبیت اطہار ایک ایک روئی بخش میدان کا رزار ہوئے اور تیغ نئی اور دشمن کشی میں عزت و رستم و اسفندیار ہوئے ہزاروں اعدا اطمینان سے فدا ہو گئے اور صبا صید اعلیٰ گرفت تیر و نیز سے شکار کے آخر رفتہ رفتہ جام شہادت سے سیراب اور چشمہ کوثر و تسنیم سے کامیاب ہوئے چنانچہ کتب مصائب اہل قریب میں اکثروں کا حال اور اُن کا نہر و قتال مفصل مذکور ہے اس مختصر میں تبرکات انکساری کے ذکر پر اکتفا کی روفتہ الصفا میں لکھا ہے کہ بہتر ہے کہ متعلقوں سے مرکہ کر ملا میں شہید ہوئے ظاہر استغفار ہے یہی لوگ مراد ہیں کہ انہوں سے باٹھ کا نام مذکور ہوتا ہے و

ذکر اسامی اصحاب شہادت مآب جناب سید الشہداء خاتم آل عبا علیہ و علیہ السلام و ذریتہ و اصحابہ النجیۃ و الشہداء کا کہ محدث کہ کر ملا میں راہ خدا میں فدا ہوئے  
 مسلم بن عویض اسدی شہید بن عبد اللہ حنفی بشیر بن عمر خضرمی بربر بن خضیر ہمدانی نعیم بن عجلان الصمدی  
 زہیر بن قیس بجلی حبیب بن مظاہر اسدی عبد اللہ بن عمر کلبی ہلال بن تافع بجلی انس بن کامل اسدی  
 قیس بن مہر صیدادی عبد اللہ اور عبد الرحمن دو بیٹے عروہ بن حراق غفاری کے جو غلام آزاد ابو ذر غفاری  
 کاشع بن عبد اللہ بن قنط اور کردوس دو بیٹے رہبر ثعلبی کے کہ انہوں نے عقیقہ غامدین  
 مالک جویر بن مالک عمر بن صفینہ صعی یزید بن ثبیت قیس عبد اللہ اور عبد اللہ دو بیٹے





لیکھ کر چڑھا اذان علیہ خیر بزائل ہا شہید	لَفَاتِيهِدُ الْمَضْجِ حِينَ افْتَدَرَ	خَدِي رَسُولَ اللَّهِ الْكَرِيمِ مِنْ مَتْنِي
وَقَاتِلَةُ الْحَا مِجَا سَلَامَةَ أَحْمَدَ	عَمِي يَدْعِي ذَا الْحَنَاءِ حِينَ جَعْفَرَ	
وَفِيْنَا كِتَابَ اللَّهِ أَنْزَلَ صَادِقًا	وَفِيْنَا الْهَدْيَ وَالْوَحْيَ وَالْخَيْرَ يَدْلُو	

پھر صحت اعدا پر حملہ فرمایا اور جو مقابل ہوا قہر جہنم کو پہنچا یا جبرہ وار کیا ایک ہی ہاتھ میں نے النار کیا اور جہنم گاہ پٹی صفت کی صفت انہی اتنے میں شمر دی الجوش شقی ایک نگر می فوج کی لیکر آپ کے حرم سرا کے درمیان میں حال سوجھا تا امت مآبے لگا کر فرمایا اے گروہ شیطان میں تم سے رفا ہوں عورتیں تو نہیں روتیں پھر حرم سرا سے تفرق کرنا تھا بے جا سے غم کرنے لوگوں سے کہا کہ عورتوں کی طرف نہ جاؤ انہیں پر حملہ کرو پھر وہ شیاطین امام مظلوم کی طرف چکے تڑپا کی بوجھل اور نینروں کی مار شروع کی اور تمام جہم مبارک زخموں سے چور ہوا۔ آخر وہ شیریشہ کبریائی گھوڑے سے جدا ہوئے پھر نظر بن خوشہ نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا مگر ہیبت سے ہاتھ پکارتا۔ تب خولی بن یزید اُترا اور سر اُفوز کو جہم سے جدا کیا۔ اور ایک روایت میں یوں تفصیل ہے کہ ایک یحییٰ کا تیر حضرت کے نالو سے پار ہو گیا تب آپ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور شمر نے چہرہ مبارک پر تلوار ماری جس سے روح مقدس گلشن فردوس کو سدھاری پھر سان بن انس نخعی نے نیزہ مارا اور خولی بن یزید سر ہالون فر کاٹنے کو اُترا اُس کے ہاتھ رعب سے کانپنے لگے تب بھائی اُس کا شبل بن یزید اُترا اور اُس ملعون نے سر فور آئین تن نازنین سے جدا کیا۔ اور خولی کو دیا۔ شمر الشہادتین میں لکھا ہے اگرچہ امام حسین علیہ السلام کے قتل میں بہت ملعون شریک تھے پر پرواز رُوح مبارک شمر کی تلوار اور سان بن انس کے نیزہ لگنے کے ساتھ واقع ہوا۔ اسی جہت سے یہ دونو قاتل مشہور ہیں پھر وہ شیاطین حم شریف میں گھسے اور بارہ صاحبزادے کہ اہیت نبوت سے یہ ہمراہ تھے اور مخدرات حجاب عصمت کو اسیر کیا اور شمر اور ابن سعد کے حکم سے سواروں نے لاش کرامت پاش پر گھوڑے دوڑا دیے اور سر اُفوز کا گتر معہ سر ہالے شہدائے نامدار اور مظلومان اہیت اطہار کے مطابق ایک روایت کے اٹھتے سر تھے بنیر بن مالک اور خولی بن یزید کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس بھیج دیئے سر اہیت ہے کہ جب کوفہ میں پہنچے خلقت وہاں کی دیکھ کر رونے پٹنے لگی جناب امام سجاد علیہ السلام نے با داہ حزین فرمایا کہ یہ لوگ ہمارے لہو نوہ کرتے ہیں پھر وہ کون تھے جنہوں نے ہمیں قتل کیا۔ کہتے ہیں کہ ابن سعد نے کربلا میں ایک دن مقام کر کے اپنے طرف کے کنسٹوں کو دفن کیا اور شہیدوں کی لاشیں تین دن تک وہی پڑی رہیں تیسرے دن فرات کے کنارے ایک گاؤں سے عاصر یہ نام وہاں کے لوگوں نے کہ قبیلہ بنی اسد سے تھے جمع ہو کر جناب



مٹی میرے پاس لائے کہ خواب گاہ اُسکی ہوگی اور اس سے روایت ہو کہ منیر کا فرشتہ حضرت ام سلمہ کی گھر میں  
 منیر خدا کی زیارت کو آیا اسے میں جناب امام حسین آئے اور حضرت کو اوپر کودنے کو۔ اور آپ اُنکے پاس  
 بیٹے لگے تب اُس فرشتے نے کہا آپ اُن کو پیادہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اُس نے عرض کی آپ کی  
 اُمت اُن کو شہید کیگی اور مال اِسے صدی مٹی لا کر دکھائی یہ اُن کا مدفن ہوگا ام سلمہ نے اُسے باز نہ رکھا راوی  
 کہتا ہے کہ ہم اُسے کر جاتے ہیں اور ام سلمہ کی روایت میں ہے کہ منیر خدا نے فرمایا تھا کہ جب یہ مٹی حرم پر جا  
 تو جائیو کہ میرا بیٹا مارا گیا پھر میں نے اُسے شیشے میں رکھ چھوڑا اور یہ روایت طریق کثیر سے مستخرج آئی ہے  
 اور کچھ حضری سے روایت ہو کہ میں جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر صفین میں تھا صاحب بیہوشی  
 کے مقابل پہنچے فرمایا ٹھیراے اباعبداللہ فرات کے کنارے میں نے عرض کی یہ کیا ارشاد ہوا فرمایا منیر خدا  
 نے فرمایا ہے کہ چہر ایل نے مجھے کہا کہ حسین شہید ہوگا فرات کے کنارے اور دکھائی مجھے پھر وہاں مٹی اور  
 امیر بن بنانہ سے روایت ہو کہ ہم جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ موضع قبر جناب امام حسین پر پہنچے  
 اپنے فرمایا کہ یہ شہیدوں کے اُٹ بڑھینکا اور اُن کے کچھابے رکھو گا اور خون بہنے کا مقام ہوگا ایک گروہ  
 آل محمد سے مارے جائینگے اس مقام میں روویگا اپنے آسمان اور زمین اور محمد بن عمر بن حسن رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہو کہ میں جناب امام حسین کے ساتھ کربلا کی دو نہروں پر تھا کہ اپنے شرفی الجوش کو دیکھا فرمایا کہ  
 اللہ اور منیر اُس کے پتے ہیں منیر خدا نے فرمایا تھا کہ میں دیکھ رہا ہوں اِبنِ اَبی کُتَی کُتَی کو مَنَہ وَاَلتَّائِبَہِ میری اہلیت  
 کے خون میں یہ کلام اس جہت سے فرمایا کہ شمر کے بدن میں سفید داغ تھے اور ابن عباس سے روایت ہو کہ ابوبکر  
 کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہاں کچھ سے غبار آلودہ اور ہاتھ میں ایک شیشہ خون سے بھرا  
 میں نے پوچھا یہ کیا ہے فرمایا حسین اور اُنکے اصحابوں کا ٹھوسے آج اب تک میں اُسے اُٹھا رہا ہوں ابن عباس  
 کہتے ہیں میں وہ وقت یاد رکھا پھر معلوم ہوا کہ اُس روز جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے پھر  
 اور ابن عباس سے روایت ہو کہ حضرت علی نے پیغمبر خدا کو وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام  
 کے خون کے عوض میں شتر نر کو مارا اور تیرے نواسے کے بدلے شتر نر اور شتر نر بارون گار اور  
 بہاں بن عمرو سے روایت ہو کہ میں دمشق میں تھا جب سرسار کہ جناب امام حسین کا گیا۔ ایک شخص سورہ کث  
 پڑھتا تھا جب اس آیت پر پہنچا حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكُفْرِ وَالزُّلْمِ كَانُوا اٰمِنًا اِلٰیكَ اٰیٰتِہَا  
 تب اللہ تعالیٰ نے سر اُٹھ کر دیا زبان فصیح فرمایا کہ اصحاب کفر کے نفسے سے بھی مجھے ہو سکتا ہے کہ لایا

ابلی قبل۔ فرم کیا ہے کہ جب حضرت امام حسین شہید ہوئے اور سر کاٹ کر لوگ شام کو پیچھے پہلی منزل میں بھج کر نپڑ چینگے اتنے میں غریب کے ایک نوہر کا قلم ظاہر ہوا۔ اور خون سے پیشتر لکھا۔ انجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جلاۃ یوم الحساب۔ یعنی آیا امید رکھتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے امام حسین کو قتل کیا شفاعت کو مانا کی روز قیامت کو۔ اور شواہد النبۃ میں لکھا ہے صحیح اور ثابت ہوا ہے۔ کہ جناب امام حسین کے قاتلین سے کوئی نہیں بچا کہ موت سے پہلے گرفتار خدات ہو گیا یا اندھے ہو گئے یا منہ کالا ہو گیا یا اسطفت اور حکومت کی تھوڑی دیر نہیں

ذکر اولاد کر ام امام عالی مقام علیہ التحیۃ والسلام کا

اکثر علماء اخبار لکھتے ہیں کہ جناب امام حسین کی چھ اولاد تھیں چار بیٹے اور دو بیٹیاں اور خواجہ محمد پارسی نے اپنی تحقیقات میں اسی کو اختیار کیا ہے اور ثابت ہوا کہ آپ کے صاحبزادوں میں تین کا نام علی تھا پہلے صاحبزادے سے بڑے جناب امام زین العابدین علی بن حسین تھے کہ ان کو بعضے علی اکبر اور بعضے علی اوسط اور کثر علی اصغر لکھتے ہیں۔ والدہ انکی شہرہ نوید جردین شہر باربادشاہ ایران کی بیٹی تھیں اسماء الرجال مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ والدہ آپ کی بقول اصح ستمہ جبری میں واقع ہوئی اس سے آپ کا نام علی اصغر ہوا۔ اور وفات آپ کی بقول راجح ستمہ جبری میں واقع ہوئی اور معرکہ کربلا میں بیماری کے سبب جہاد سے معذور رہی اور کام اہلیت کیساتھ ایسے ہوئے روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ شمر لعین نے چاہا تھا کہ آپ کو بھی شہید کرے لیکن ابن ابی عمیر نے اس سے اجازت سے اور حمید بن مسلم کی فمائش سے باز رہا۔ آپ جناب امام حسین کے خلیفے اور عامل اسلام و ائمہ اہل بیت سے چوتھے امام تھے اور نسل جناب امام حسین کی فقط آپ ہی کی اولاد سے باقی رہی دوسرے حضرت علی اکبر کہ بعضے انہیں علی اوسط جانتے ہیں وہ ہاشمکل جناب سید المرسلین تھے ۸ برس کا سن تھا کہ معرکہ کربلا میں کمال شجاعت سے جہاد فرمایا اور بہت اشقیا کو ترسج کیا آخر شہید ہوئے والدہ انکی سیلی دختر ابی مرہ قبیلہ یثرب سے تھیں تیسرے حضرت عبداللہ کہ علی اصغر مشہور ہیں شیر خواستے والدہ انکی بیاب بنت امر القیس بن علی قبیلہ سعد سے تھیں وہ معرکہ کربلا میں پاس سے ترپتے تھے جناب سید الشہداء باہر لائے اور اشقیا کو انکا حال دکھایا کہ شاید وہ رحم کریں اور ہانی دیں ایک یحییٰ نے تیرا مال گھسے کہ پار ہو گیا آپ پر کان حلق میں پھونچتے بگاڑا ششکوش کیا جو ختم حضرت جعفر کہ انکی ماں قبیلہ قضاہ سے تھیں چار برس کا سن تھا کہ جناب امام حسین کی حیات میں وفات پائی اور صاحبزادیوں میں بڑی صاحبزادی کا نام فاطمہ تھا والدہ انکی ام اسحاق طحہ بن یحییٰ عبداللہ کی بیٹی تھیں کہ عفوہ مشرف سے ہیں جناب امام نے انکی شادی حضرت حسن ثنی جناب امام حسن کے صاحبزادے کی بیٹی چنانچہ

